۷۰۵
ازالۃ الغرور عن اہل الشرور

یا ایہا الناس قد جاءکم برہان من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبینا ط
الحمد للہ کہ مناظر صاحب اہل سنت کی مراد برآئی جو وقت مناظرہ
اقرار واثق فرمایا تھا کہ اگر ایک روایت صحیح کتب اہلسنت سے تحریف
قرآن نکل آئی تو میں مذہب اہلسنت چھوڑکر شیعوں میں آملونگا جبیر
مناظر متبحر بیان شیعہ نے علی الوقت اُغبار صحیحہ اہلسنت سے تحریف
قرآن میں برسر موقع سنادیں یہ رسالہ اوس کی تصدیق میں
مسمی باسم

ازالۃ الغرور عن اہل الشرور

رشحات خامہ فیصل الجدال بندہ حجۃ اللہ المتعال السید نسیم حسن صاحب
ہلالی (جو اٹھارہ سوال اہل سنت کا جواب دافع قیل و قال ہم ہی)
میں قراۃ عظیمہ متواترہ معنویہ کا قرآن شریف سے ساقط کردینا
بسند مستند اہلسنت ثابت ہوگیا ہے واللہ یہدی من یشاء الی صراط
مستقیم

ریاضی پریس امروہہ میں باہتمام مولوی احمد حسین صاحب فہمی
اور سید ابن حسن صاحب نے شایع کیا

جلد

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۲	بداللہ	بداللّٰہ
؍؍	۱۱	وعدہ	وعدہ کیا
؍؍	۲۰	النعام	المنام
۵	۳	سبعمائۃ	وسبعمائۃ
	۸	۹۰۰	۱۴۰۰
۶	۱۰	کہا	کہا اور
؍؍	۱۳	ستّر ہزار	کو ستّر ہزار
۷	۵	جرح	حرج
؍؍	۱۱	جرموا	وجرّموا
۸	۵	معوو	مفقود
؍؍	۹	مخنا	لخنّاً
۱۱	۸	الہدی	المہدی
۱۲	۱	تمکو	اے رسول تم کو
۴۱	۳	اون کا	اون کی
۴۴	۳	بیاض	دیکھو کشاف صفحہ ۱۳۱۱
؍؍	۱۷	صفحہ	صفحہ ۳۲۰
۴۹	۱۹	اراساۃ	دراساۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷	۹	صاحب کتاب	ابن طلحہ صاحب کتاب
۲۰	۱۰	دلاتی ہے	دلائی جاتی ہے
۲۱	۲	حدیث	حدیث کی۔
"	۶	کرنا	کرنے
"	۱۲	قولی	قول و فعل
۲۳	۴	کان	کانف
۲۴	۱	کرتیت	کرتیتی ہے
"	۷	صحت	صحت میں
۲۶	۱	صواعن محرقہ	صواعق محرقہ فی
۲۸	۳	لم	اللہم
۲۸	۴	اولئک	اولئک ہم
۲۹	۹	واتینہ	واتیناہ
"	۱۵	وعجل	واجعل
۳۱	۴	بیاض	۲۸ اجلد ۲ شرح مسلم
۳۲	۳۰	قلم	فسلم
۳۲	۶	ولک	ولدک
۳۴	۱۶	ہوتا	ہوتا ہے
۳۶	۵	لہذا	لہذا امت
۳۶	۱۰	لیجانی	لیجانی والی
۳۶	۱۱	البیت	البیت ہیں
۳۷	۱۴	لیس	لیس معاویہ

صفحہ	سطر	غ	ص
۴۱	۱۱	ارناد	ارتداد
۴۲	۵	والات	وارث
۴۳	۱۰	ناه	وه
"	۱۴	للفاظ	الفاظ
"	۱۶	جبس	جس
"	۱۷	هی	کمی
"	۱۹	کے	کے کو
"	۲۱	انز	انزل
۴۵	۶	منہن	منہن قال ابن عباس فما استمتعتم منہن
"	۷	بالقروہا	بالقروٗہا۔
۴۶	۵	وه سو	دو سو
"	۶	پرواب	پرجواب
"	۳	جزء	جزو
"	۱۸	سوید	سیوید
"	"	باموم	باقوام
۴۷	۵	لااحیب	لاحیب
۴۸	۱۴	فارجوہا	فارجموہا
۵۷	۳	صفوہ	ضعوہ
۶۱	۸	سیضا	قضا
۶۳	۴	نہیں	نہیں دیا
۶۵	۱۰	لیغمول	لعموم

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
پہونکیں	پہوکنیں	١	٦٩
موازنہ	موازرہ	١٤	٦٩
کسی کے	کسی	١٠	٩٦
پہریاد	پہریا	١٥	″
اصرار	اسرار	١٧	١٠١
اختیار رہے	اختیار	١٨	١٠٦
الغرانیق العلیٰ	الغرانیق	٢	١١١
من اولادہ	ہمن اولاد	١١	١١٥
ہم سلیم	ہائت	١٥	١١٨
ہیئت خلاف مروت	ہیبت	١٣	١٢٣
جو نہ قول ہے نہ فعل ہے	فعل نہیں	″	″
کمعنی حقیقی	کمعنی	١٨	١٣٥
نہیں جانتا	نہیں جا	١٣	١٣٦
شدید	شد	١٦	″
سرقواد	سرقواہ	١٧	″
اختلاف	اسلاف	٢٠	″
مسامحت	مصامحت	١٩	١٣٨
مال المسلم	من المسلم	١	١٤٤
پہر	پر	٤	″
بالمیتہ	المیتہ	٦	″
توقفوا	توفقوا	٩	″
توبتہ	توبہ	١٢	″
فی النار	فی آخر کلامنا والحمد للہ الخ	١١	١٥٤

صفحہ ١٤٠ سے ... تک ... غلط چھپ گئی ہیں لہٰذا آخر دیکھ کر پڑھنا چاہیے

وجہ تالیف کتاب ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل القران للہدایہ وارسل رسولہ ہادیاً عن الضلالہ فصلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وآلہ الذین ہم اہل البیت لدیہ۔

اما بعد۔ کچھ عرصہ سے زمانہ کے تغیرات نے امروہہ میں بعض نوخیزان اہلسنت کے قلوب میں مناظرہ مذہبی کا شوق پیدا کر دیا ہے باوجود خالی الذہن ہونے کے ہر مذہب و ملت والوں کو رات دن مناظرہ مذہبی کا چیلنج دینے لگے اور او سپر شدید تقاضے شروع کر دئے چنانچہ شیعان امروہہ جو خاموش زندگی کے خوگرفتہ اور نمائش پسندی سے نابلد ہیں قریب ۱۹۱۰ء سے مخاطب بنائے گئے محض اس بہروسہ پر کہ اپنے علماء کو بلا کر علمی و مذہبی مباحثہ شیعوں سے کرایا جائے اوسوقت تو شیعوں کی دانش اندیشی شرائط مناظرہ میں یہ کام آئی کہ قبولیت مناظرہ میں شرط اجازت گورنمنٹ کو پیش کیا جسکو اہلسنت کے مناظرین نے ناپسند فرمایا اور مناظرہ نہو سکا مگر جو رسالے مناظرات بمبئی و پنجاب وغیرہ کے نام سے شائع ہوئے انکے جواب میں امروہہ کے شیعوں نے چار رسالہ استخلاف نور العین دافع البہتان التقیہ فی الاسلام اوسی عرصہ میں چھپوا کر علماء اہلسنت کی خدمت میں بہیجدیے تاکہ وہ متنبہ ہو کر طلبیہ مناظرہ کو خیرباد فرمادیں یا ان رسائل اربعہ کا جواب باصواب تحریری عنایت فرمائیں لیکن

باوصف تقاضائے شدید اُنکے جذبات دلگداز و اظہار تفوق و بلند پروازی و
تیز زبانی نے اپنا کچھ اثر ظاہر نہ کیا کیونکہ تجربہ سے معلوم ہوگیا کہ علماء اہلسنت
اپنے سوال کرنیکے مرد میدان ہیں اور خصم کے سوالات پر جوابات کی تاب نہیں رکھتے
اسی بیتابی کے سبب سے اُنکی فطرت سلیمہ نے یہ افسوں گری تعلیم فرما دی ہے کہ اپنے
سوال کے جواب میں ابد الآباد تک یہی سبق پڑھتے رہیں کہ ہمارے سوال کا جواب والا
جواب نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے تاکہ اس حیلہ سے خصم کو سوال کرنیکا موقع نہ دیا جائے
چنانچہ اسی دوران ۱۹۳۲ء میں جو شیعوں کو اہلسنت کے مشتاق مناظر صاحب نے مناظرہ کا
چیلنج دیا اور امروہہ کے نیک طینت شیعوں کو زبانی مناظرہ سے احتیاط کرنے پر
حیرت انگیز شبہات پیدا ہو گئے تو اخی المعظم جناب سید سبط رسول صاحب مدظلہ نے
مجبوراً اوس چیلنج کو قبول فرما لیا ان جلسوں میں بھی وہی افسوں گری اور جادو
بیانی ظاہر ہوئی کہ پہلے ہی مناظرہ کے شرائط میں ٹھیرالیا کہ سوال پہلے اہلسنت کی
طرف سے ہوگا جب وہ سوال پیش ہوا اور مناظر شیعہ نے شافی جواب دیکر الٹا
انہیں پر الزام عاید کر دیا تو وہی یادگرفتہ سبق مناظر صاحب نے شروع کر دیا جس سے
درین چہ شک کا محاورہ پیش نظر ہوگیا اسی سبق میں مناظر ذوالعلم و ذوی فنون نے
سات روز گنوائے اور شیعہ مناظر صاحب کو سوال کا موقع ہی نہ دیا تاہم شیعوں کے
جواب شافی نے اہلسنت کے صاف قلوب پر اپنا ہوش افزا اثر ایسا بٹھا دیا کہ
ہونکے خیال آفریں حضرات کو اعتراف کرنا پڑا کہ ہماری عام سلک شیعوں کے جواب سے
متاثر ہو گئی تھی لہذا ضرورت مقتضی ہوئی کہ اوسکے دفعیہ کی تدبیر کیجائے بہر نوع
مناظر صاحب اہلسنت کی بے مائگی طشت از بام ہو گئی یہ مناظرہ پندرہ یوم
کیلئے قرار پایا تھا جسمیں ۹۲ سوال شیعوں کے اور ۱۸ اہلسنت کی جانب سے
قبل تاریخ مناظرہ یکم دسمبر ۳۲ء دے گئے مناظرہ کے واقعات خلاف ورزیوں کے

سبب سے طوالت خیز ہیں مگر دانش اندیشان اہلسنت نے اپنے سوال اور اوسکے
شافی جواب پر عامہ اہلسنت کو متاثر پاکر مناظرہ بند کر دیا جو اوسکے بعد ظاہر ہوا کہ
دست بستہ حضرات دست کشادہ نظر آنیلگے اور باقی مذبذب اور حیرت گرفتہ رہگئے کاش ایک
سوال بھی منجانب شیعہ پیش ہو جاتا تو اہلسنت کی جماعت کشتہ بند اسرار سننے سے حدود
عرفان تک فائز ہو جاتی اگر اسکو بالازنی پر محمول کیا جائے تو روئے زمین کے عالم بے
بدل سے اون بانوے ۹۲ سوالوں کا جواب لکھاکر عام پبلک میں شائع کر دیں حقیر کج
مج رقم اہلسنت کے ۱۸ سوالوں کا جواب حوالہ قلم کرتا ہے اگر حقانیت کا دعوی آپکے
مناظر کو سجتا ہے تو جواب الجواب کیلئے قلم اوٹھائیں ہم خوب جانتا ہوں کہ جسطرح
میرے رسالہ استخلاف کا جواب نہو سکا اور جسطرح دیگر رسائل کا جواب ناممکن ہو گیا
اسی طرح سے ان بانوے سوالوں کا جواب ناممکن ہے اور اوراق [illegible] اشتہار
چھاپ دینے اور شیعوں کے شافی جواب کو نہ لکھنے سے فتح مبین اہل السنت کی تو کیا
شکست فاش محسوس ہو رہی ہے وہ شیعوں کا جواب کیا شرمناک تھا جو زبان
قلم پر نہ آیا اور اوسپر فتح مبین کا دعوی کر لیا اسکو کوئی دوربین دقیقہ رس کب باور
کر سکتا ہے۔ اولی الالباب سے انصاف کی امید ہے کہ مندرجہ تحت ۱۸ سوالات
کا جواب ملاحظہ فرمائیں اور ۹۲ سوالات کے جوابات اہلسنت سے منگائیں
ورنہ فتح وشکست کا فیصلہ تمام عالم میں بذریعہ چھاپ ہو جائیں۔

خوش بود گر محک تجربہ آید بمیاں تا سیہ روی شود ہر کہ دروغش باشد

سوال ۱ اہلسنت - کیا مذہب شیعہ اختیار کرنے کیلئے خداوند پاک کو ناقص
ماننا ضروری نہیں۔

جواب - یہ سوال مسئلہ بدا پر کیا گیا ہے - دافع البہتان میں اسکو مصرحاً
ثابت کر دیا گیا ہے کہ بدا میں جہل خداوند عالم سمجھ لینا نہایت جہالت ہے۔

محدث ابن حجر نے مسئلہ بدا کو تسلیم کرتے ہوئے منح مکیہ صفحہ ۹۵ پر اہلسنت کو سمجھا دیا

کہ یجیئ بدا بمعنی اراد کما فی حدیث المرفوع الاقرع والاعمی والابرص بدا اللہ ان

یبتلیھم ای اراد اللہ لاظہر لانہ کفر یعنے بدا ارادے کے معنی میں ہے جیسا کہ حدیث مرفوع

میں آیا ہے کہ اللہ نے ارادہ کیا گنجے اور اندھے اور مبروص کو مبتلا فرمائے بدا قرآن

میں جا بجا مذکور ہے از انجملہ قولہ تعالے الآن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا

اب خدا نے تم سے تخفیف فرمادی اور تم میں ضعف کو جان لیا۔

وقولہ تعالے برزوا للہ الواحد القہار۔ پارہ ۱۳ رکوع ۱۹۔ اور وہ زبردست

و یکتا خدا کے سامنے ظاہر ہونگے۔

وقولہ تعالے وبرزوا للہ جمیعا۔ پارہ ۱۳ رکوع ۱۵ وہ سب خدا کے سامنے ظاہر

ہونگے۔ وقولہ تعالے ووعدنا موسی ثلاثین لیلۃ واتممنٰھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین

لیلۃ پارہ ۹ رکوع ۷۔ اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور ایک عشرہ سے اگر

پورا کیا۔ وعدہ کیا تیس راتوں کا اور ہوگئیں چالیس۔

وقولہ تعالے ولنبلونکم حتی نعلم المجاہدین منکم والصابرین ونبلوا اخبارکم پارہ ۲۶ رکوع

اور ہم تمہاری آزمائش ضرور کرینگے یہاں تک کہ تم میں سے مجاہدین اور صابرین

کو سمجھ لیں اور تمہاری خبروں کو جانچ لیں۔ ترجمہ مغازی الرسول واقدی صفحہ ۵۳ پھر

جبکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے بعلم ظہوری معلوم کیا کہ مسلمانوں میں توانائی نہیں ہے تو

تخفیف کی یعنے مقابلہ دہ چند سے کم کرکے دوچند پر مقرر کیا۔

کیا اس عبارت سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ معاذ اللہ خدا کو اس کا علم نہ تھا کہ مسلمان

ضعیف ہیں جو اب تخفیف کیں۔ اگر یہی معنی ہیں تو آپ پہلے اپنے گھر کی خبر لیجئے ورنہ جو

آپ معنی لیتے ہیں وہی ہماری مراد ہے ضرور دیجئے۔

مشکوۃ صفحہ ۲۸۳ و ۲۸ و مدارج النبوۃ صفحہ ۲۵۳ جلد ۲ لما رای فی المنام

انہ صلعم ذہب عاطفہ للعمرۃ لزیارۃ الکعبۃ مع اصحابہ المتسل بالعمرۃ واخذ مفتاح کعبۃ اللہ
وقصر بعض اصحابہ وقصر راسہم وحلق لبعضہم فنادی منادی فی العرب ان رسول اللہ
منطلق الی زیارۃ البیت الحرام معتمرا فجمع اصحابہ الف سبعمائۃ فلما قام بالحدیبیۃ برکت
بہ راحلتہ فقال الناس حل حل فقال النبی صلعم ما خلات القصوی وذلک بہا بخلق
لکن حبسہا حابس الفیل الخ چونکہ یہ عبارت طولانی ہے اسلئے اسکا مطلب لکھنے پر اکتفا
کرتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے خواب دیکھا کہ زیارت کعبہ کیلئے تشریف لیگئے
ہیں اور خانہ کعبہ کی کنجی لیلی بعض اصحاب نے سر منڈائے ہیں وغیرہ وغیرہ آنحضرت نے
اپنے اصحاب کو طلب فرمایا ۹۰۰ صحابی جمع ہو کر مکہ روانہ ہوئے جب حدیبیہ پر پہونچے
تو آنحضرت کا ناقہ قصوی بیٹھ گیا لوگوں نے ہرچند اسکو ہنکایا مگر نہ اوٹھا۔ آخر کار آنحضرت
نے فرمایا کہ اسکی عادت تو ایسی نہیں ہے کہ یہ بیٹھ جائے ہاں یہ ہے کہ جسنے ہاتھیوں کو
بند کیا تھا اوسی نے اسکو روکا ہے یعنے یہ حکم خدا سے نہیں چلتا یہی وہ مقام ہے کہ
حضرت کی رسالت میں عمر رض کو شک واقع ہوا یہ بدا تو ایسا ہوا کہ آپکے پیشوا اور
پیشروؤں نے رسالت میں بھی شک کیا آج آپ بدا میں کیوں نہ شک کرینگے چونکہ اسکی
بحث دافع البہتان میں کافی ہو چکی ہے جسکا آجتک جواب نہ ہو سکا اسلئے ہم نے بھی
اختصار کرتے ہوئے مطلب ظاہر کر دیا دیکھنے اور سمجھنے والوں کے لئے یہی کافی ہے

سوال دوم | مومنین کی صف اول کے مجروح ہو جانے اور قرن اول میں تقیہ
مفروضہ شیعہ کا وجود تسلیم کرنے کے بعد دوسرے لوگوں تک اسلام پہونچنے کا باوثوق
ذریعہ کونسا رہا۔

ارتداد صحابہ

جواب اولٹ کے میرے ہی مضمون پڑھے مرے آگے   مزا یہ اور کہ اولٹا مجھی کو جواب آیا
حضرات اہلسنت پہلے اپنے باوثوق ذریعہ کی خبر تو لیں جو ابتداء سے ہی ندارد ہے
اور محض اخبار کتب ضلال پر اونکا دارومدار ہے لیکن ہمیں پہلے یہ ضروری بیان

کر دینا ہے کہ ہم کس طرح اور کس باوثوق ذریعہ سے اسلام پہونچا - واضح ہو کہ صف اول
وثانی وثالث و قرن اول وثانی وثالث میں اسلام پہونچنے کا پہلا ذریعہ شیعوں کو عصمت
آئمہ معصومین کا وجود باجود ہے اور اسلام پہونچانیکے لئے تقیہ او سوفت کیا جاتا ہے جو انکے
زمانہ میں سُنی مسلمان علانیہ کافر ہوتے اور مانع آتے آپ خوب سمجھ لیں کہ تقیہ
خلاف محل شیعوں کے نزدیک حرام مطلق ہے لہذا کوئی وجہ اسلام نہ پہونچنے کی خلف
تک مانع نہ تھی دوسرے خبر متواتر کیلئے مخبروں کا عدد مقرر نہیں محض یقین ہو جانا
معتبر ہے اگرچہ دو آدمی ہی کیوں نہوں جیسا کہ صحیح بخاری صفحہ ۱۴۹ جلد ۳ مطبوعہ مصر میں
زید بن ثابت کا قول باب جمع قرآن میں مذکور ہے کہ آیہ لقد جاءکم رسول من انفسکم
عزیز علیہ ما عنتم الخ کسی کے حافظہ میں نہ تھا مگر ابو خزیمہ نے بیان کیا جو آخر سورہ توبہ میں کر دیا
باوجود اسکے کہ ایک شخص نے کہا قرآن متواتر النقل او قطعی الصدور مسلما مانا گیا تیسرے
اصول فقہ میں مخبرین کا عدد تحقیق تواتر کیلئے ۴۰ کا حتی کہ ۷ کا بھی مذکور ہے جیسا
کہ نور الانوار صفحہ ۱۴۸ پر موجود ہے اور علماء سیر نے عامۃ اور امام زرقانی نے [illegible]
میں خاصۃ لشکر امیر المومنین ستر ہزار نقل فرمایا ہے جو صفین میں حاضر تھا اور ان میں
نوے بدری سات سو اہل بیعت رضوان اور چار سو مہاجرین و انصار تھے
(دیکھو اساق اللبیب صفحہ ۲۱۳) یہ عدد کثیر باوثوق ذریعہ اسلام پہونچانیکے لئے حد
تواتر سے کہیں زائد ہے اور الحمد للہ فرقہ شیعہ کو ہر زمانہ میں تواتر حاصل ہوتا رہا
چنانچہ تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۵۴ پر بعد ذکر تشیع مامون رشید و معتصم باللہ اور اشاعت
تقیہ بین علماء اہلسنت کے ترجمہ معتضد عباسی میں نقل فرمایا ہے کہ خلیفہ معتضد یہ
خبر سنکر کہ علویین باطلاع بالی لعن معاویہ و کثرت مناقب اہلبیت کے ہر ناحیہ سے خروج
کرنے لگیں گے خائف ہو گیا یہ واقعہ قوت اور کثرت عدد علویین پر پورا شاہد ہے
اور واثق باللہ و منتصر باللہ کو بھی شیعہ ہی فرمایا ہے علاوہ اسکے شوکت خلافت

عبیدیہ و طباطبائیہ و آل بویہ کی مظہر تشیع بعضہ اسلام میں ترقی پذیر قرون اولی
میں ہوئے وہ کثرت عدد شیعیان پر زیادہ مستند اور قابل وثوق ہے

اب اہلسنت اپنا باوثوق ذریعہ تواتر کو ذرا شرما کر ملاحظہ فرمائیں -

شرح نووی صحیح مسلم صفحہ ۴۱۴ جلد ۲ پر ہے کہ فرمایا انحضرت صلعم نے لا تکتبوا
عنی و من کتب عنی غیر القران فلیمحہ وحدثوا ولا حرج یعنے تم صحابہ مجھسے حدیث کو نہ
لکھو اور جو سوائے قرآن کے لکھا ہو پس چاہیے کہ وہ محو کردے اور زبانی حدیث
نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں - اور نقل حدیث کو خلفا ثلاثہ نے نہایت سختی
کے ساتھ منع کیا ہے چنانچہ تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۳ جلد ا میں علامہ ذہبی ابن
ملیکہ سے ناقل ہیں ان الصدیق جمع الناس بعد وفاۃ نبیہم فقال انکم تحدثون
عن رسول اللہ صلعم احادیث تختلفون فیہا والناس بعدکم تحدثون عن رسول اللہ
شیئا فمن سالکم فقولوا بیننا و بینکم کتاب اللہ فاستحلوا حلالہ حرموا حرامہ یعنے
ابوبکر صدیق نے صحابہ کو جمع کرکے اونکے پیغمبر کی وفات کے بعد فرمایا کہ ہر آئینہ تم
پیغمبر خدا سے حدیثیں نقل کرتے ہو اور اونمیں اختلاف کرتے رہتے ہو اور تمہارے
بعد لوگ رسول اللہ سے اور احادیث نقل کرنے لگینگے - پس جو شخص تم سے سوال
کرے تو کہدو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان خدا کی کتاب ہے اوسکے حلال کو حلال
اور اوسکے حرام کو حرام سمجھو پیر صفحہ ۷ جلد ا تذکرۃ الحفاظ میں سعد بن ابراہیم عن
ابیہ کی سند سے منقول ہے ان عمر حبس ثلاثہ ابن مسعود ابا الدرداء و ابا مسعود
الانصاری فقال قد اکثرتم الحدیث عن رسول اللہ یعنے عمر فاروق نے ابن مسعود
اور ابو درداء اور ابو مسعود صحابی انصاری کو قید کردیا اور کہا کہ تم رسول اللہ سے
بہت حدیثیں نقل کرتے ہو -

اسیہی معنی کی حدیثیں قرظہ اور ابوہریرہ سے تذکرۃ الحفاظ اور تاریخ حافظ

ابن کثیر شافعی میں مروی ہیں جن سے ممنوع ہونا بحکم آنحضرت اور سیرت شیخین سے یقین دلاتا ہے کہ صحابہ عدول نے کوئی حدیث آنحضرت صلعم سے بمقتضائے دیانت واطاعت شیخین کے کسی وقت میں نقل نہیں فرمائی ورنہ وہ صلابت عدالت اور شدت دیانت سے مبرا ہوئے جاتے ہیں اگر اونکو عادل تسلیم کیا جائے تب تو احادیث کا سلسلہ مفقود۔ پھر وہ پہونچیں کس ذریعہ سے جبکہ خود صحابہ نے احادیث کا نقل کرنا بند کر دیا اور اگر عادل تسلیم نہ کیا جائے تو لازم آتا ہے کہ ظالمین سے احادیث نقل کی گئیں جو قابل وثوق نہیں ہو سکتیں بہرحال ہمارا مطلب کہیں نہیں گیا اور برسر منبر عثمان غنی کا فرمانا انتم عندی تختلفون وتلحنون فمن نائی عنی من الامصار اشد اختلافا واشد لحنا الخ کنز العمال صفحہ ۲۸۲ جلد ۱ - تم میرے سامنے تو اختلاف کرتے ہو جو شخص مجھسے دور ہو جائیگے اور شہروں میں متفرق ہونگے تو وہ نہایت اختلاف کرینگے -

یہ مختصر عبارت صحابہ کے کذب وکمال جسارت پر شاہد ہے کہ جب خلیفہ وقت کے سامنے اختلاف کرینگے یہ کیا حد رہگئی اور جس قران کیلئے آنحضرت صلعم نے کتابت کا حکم اس غرض سے فرمایا تھا کہ اس سے ہدایت کا بقا ہو جو بسند رواۃ صحیح بخاری صفحہ ۱۵۱ جلد ۳ مطبوعہ مصر آنحضرت کے زمانہ میں مدون بھی ہو چکا تھا وہ قرآن حضرت عثمان کے فرمان عالیشان سے جلا دیا گیا اب رہا وہ قران جو حضرت ابو بکر کے زمانہ میں مرتب ہوا وہ محض ایک شخص کی شہادت پر موثق ومتواتر حسب ضرورت ٹھیرایا گیا تاہم وہ بھی خلافت عثمان غنی وامیر معاویہ میں اوسیہی قران کی طرح آگ کی سپرد ہوا (فتح الباری صفحہ ۴۲۶ جلد ۲۰) اس ناپید ذریعہ کے سبب سے صحابہ نے کتب ضلال سے اخبار لینا اختیار کر لیا تاکہ فوائد اسلام اور مسائل فقیہ کو اونسے مکمل کریں بخاری جلد ۲ صفحہ ۴۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۴ و جلد ۴ صفحہ ۱۵۴ و ۱۶۰ و ۱۶۱

وتفسیر لباب النقول صفحہ ۸۴ دیکھو (جسکو ہم جداگانہ رسالہ میں تصریح عبارات انشاء اللہ معہ دیگر شواہد کے دکھائینگے) پہر لطف یہ کہ صحابہ کے بارے میں صحیح مسلم صفحہ ۱۲ ایر صاف کہدیا عن محمد بن یحیی بن سعید القطان عن ابیہ قال لم نر الصالحین فی شی اکذب منہم فی الحدیث یعنے ہم نے صالحین کو کسی شئے میں زائد جہوٹ بولتے ہوئے نہیں دیکھا جسقدر کہ نقل حدیث میں جہونٹ بولتے تھے۔ اسی حدیث سے خیر القرون میں احکام شریعت کا دروازہ بند ہو گیا جب صالحین ہی حدیث میں زائد جہونٹ بولنے لگے اور کتب ضلال سے مسائل شریعت تیار ہونے لگے تو پھر صحیح احکام شریعت اور لوگوں تک کیونکر پہونچ سکتے ہیں۔ اب سنئے قرن ثانی اور صف ثانی کا حال۔ علامہ ذہبی جو حامل لواء صناعۃ فن حدیث میں مشہور و معروف ہیں ابتداء کتاب میزان الاعتدال میں ابان بن تغلب شیعی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں ان البدعۃ علی ضربین فبدعۃ صغری کغلو التشیع او التشیع بلا غلو ولا تحرق فہذا کثر فی التابعین وتابعیہم مع الدین والورع والصدق فلو رد حدیث ہولاء لذہب جملۃ من الاثار النبویۃ وہذا مفسدۃ بینۃ یعنے بدعت دو قسم پر ہے پس بدعت صغری مثل غلو تشیع یا تشیع بلا غلو کے ہے جو محرق نہو پس یہ مذہب اکثر تابعین اور تبع تابعین کا تھا مع اسکے کہ وہ متدین اور صاحب ورع اور صادق اللہجہ رہے ہیں پس اگر انکی حدیث رد کردیجائے تو یقیناً تمام آثار نبویہ جاتے رہینگے اور یہ مفسدہ دین اسلام میں ظاہر ہو جائیگا۔ اور شارع بزودی نے سفیان ثوری و ابن اسحق اور کلبی کے عذر تشیع و اخذ مرویات میں لکہا ہے لو رد حدیث ہولاء بالطعن کل واحد المنقطع الروایۃ واندرس الاخبار یعنے ان شیعوں سے اگر مرویات اخذ نہ کیجائیں اور ہر ایک پر طعن کیجائے تو روایت کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائیگا اور اخبار کہنہ یعنے برنہ ہو جائینگی ان اعترافات سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ سنت کے آثار شیعوں سے ہی ملے ہیں اب انکی بربادی

گناہ لازم کا دور ہے۔ شعر۔

کس نیاموخت علم تیر از من که مرا عاقبت نشانہ نکرد

اسکے بعد ایک حدیث بخاری شریف کی ملاحظہ ہو عن سالم قال سمعت ام ابی الدرداء تقول دخل علی ابو الدرداء وہو مغضب فقلت ما اغضبک فقال واللّٰہ ما اعرف من امة محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا انہم یصلون جمیعا بخاری صفحہ جلد ۳ یعنے ام ابی درداء کہتی ہیں کہ میرے پاس ابو درداء آئے حالانکہ وہ غصہ میں تھے میں نے غصہ کا سبب دریافت کیا تو کہا میں نے امت محمد صلعم سے کوئی خبر نہیں پہچانی مگر یہ کہ وہ سب نماز پڑھتی ہے اس حدیث میں قابل غور لفظ یصلون ہے اگر یہ لفظ یصلون ہی ہے، تو اسکے یہ معنی ہوئے کہ چونکہ امت رسول نماز پڑھتی ہے اس سبب سے صحابی رسول کو افسوس ہوا یا یہ مطلب ہے کہ وہ نماز تو پڑھتی تھے اور باقی افعال بجا نہیں لاتی گویا ظاہر بظاہر نماز پڑھتی ہوئی معلوم ہوتی ہے حالانکہ دلمیں کچھ اور ہے یا یہ لفظ یضلون ہے جو ضلالت سے ہے اور یہی قرینہ بھی دلالت کرتا ہے کیونکہ ایک صحابی رسول کو اسپر غصہ کرنا بھی چاہیے کہ تمام امت گمراہ ہوگئی اور نماز پڑھنے پر غصہ کرنا تو کوئی معنی نہیں رکھتا بہر حال آپ جو بھی مطلب لیں یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ امت رسول اس قابل ہو گئی تھی کہ اوسپر صحابی رسول غضبناک ہوا۔

ایک پر لطف روایت فقہ اکبر صفحہ ۱۳۱ پر ہے ورسول اللّٰہ صلعم مات علی الایمان وہم کلہم معصومون عن الکفر فی الابتداء والانتہا واما غیرہ من الاولیاء والاصفیاء والعلماء ... فلا نجزم بموتہم علی الایمان یعنے اور رسول اللّٰہ صلعم نے ایمان پر انتقال فرمایا اور وہ تمام (انبیاء) کفر سے معصوم ہیں ابتداء سے انتہا تک اور لیکن آنحضرت صلعم کے غیر اولیاء اصفیاء اور علماء کی موت علی الایمان پر ہمکو یقین نہیں اس روایت کو دیکھتے ہوئے ایک عجیب پر لطف تحریر یاد آتی ہے کسی شخص نے

اپنے ملک کی حالت لکھتے ہوئے لکھا تھا کہ اس ملک میں زناکاری اس حد کو پہونچی ہے کہ کوئی عورت اس فعل بد سے خالی نہیں سوائے اوسکی ماں اور اوسکے بادشاہ کی بی بی کے کیونکہ وہ تو اوسکی ماں ہے اور وہ اوسکے بادشاہ کی بی بی نعوذ باللہ من ذالک کیا کوئی صاحب عقل سمجھ سکتا ہے کہ اہلسنت جب اپنے اولیا اصفیا اور علماء کی موت علی الایمان پر یقین نہ کرتے ہوں تو اسلام پہونچنے کا کونسا ذریعہ باوثوق سمجھ سکتے ہونگے انتہا یہ کہ رسول کو معصوم عن الکفر ابتداء سے انتہا تک کہتے ہیں مگر پھر یہ لکھتے ہیں ووجدک ضالاً فہدی قال الکلبی وجدک ضالاً ای کافراً فی قوم ضلال فہدک للتوحید وقال السدی کان علی دین قومہ اربعین سنۃ وقال مجاہد وجدک ضالاً عن الہدی فہداک لدینہ تفسیر کبیر صفحہ ۲۲۴ جلد ۸ یعنے آیہ وجدک ضالاً فہدی کے بارے میں کلبی نے کہا ہے کہ میں تجکو گمراہ یعنے کافر قوم گمراہ سے پاتا ہوں پس تجکو توحید کی ہدایت کی اور سدی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم اپنی قوم کے مذہب (شرک) پر چالیس برس رہے اور مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے تجکو گمراہ پایا ہدایت سے پس اوسکے دین کی ہدایت کی اب ذرا اہل انصاف غور فرمائیں کہ ابتداء سے انتہا تک معصوم کہنا کہاں تک صحیح رہا یہاں تو صاف صاف کہدیا کہ آنحضرت صلعم معاذ اللہ گمراہ تھے مشرک تھے توحید کے قائل نہ تھے اور یہ مذہب چالیس برس تک رہا انا للہ وانا الیہ راجعون اب فرمائے کہ اہلسنت کو رسول کی رسالت اور موت علی الایمان کا بھی یقین کیونکر ہو گیا صرف اسوجہ سے یقین کرلیا کہ اگر رسول کو بھی کافر کہدیں گے تو بنیاد مذہب ہی اوکھڑ جائیگی اگرچہ کوئی قابل وثوق ذریعہ نہ ثابت ہو گیا حضرات اہلسنت کو اسی ذریعہ پر ناز وفخر ہے اگر یہی ذریعہ مباحثات کے قابل سمجھا گیا تو یہ آپکو ہی مبارک اب اسکے بعد حدیث حوض کو یاد کیجئے کہ صحابہ جنکو آپ کلہم عدول فرماتے ہیں حوض کوثر سے ہٹا دئے جائینگے اور کہدیا

جائیگا کہ تمکو معلوم نہیں انہوں نے کیا کیا احداث کئے مسلم صفحہ ۲۴۴ جلد ۲ و ترمذی صفحہ ۳۷ جلد ۲ -

سوال نمبر ۱۲ جناب امیر و ائمہ مابعد کا ایمان قرآن اور رسول پر بر روایات شیعہ کسطرح ثابت ہوسکتا ہے

جواب باصواب خود قران اور رسول سے ہمکو ثابت ہے بلکہ تمام عالم پر مثل ضیاء آفتاب بعد تحقیق تواترات کے روشن ہے قولہ تعم و صراط علی مستقیم یہ آیت مختلف القراۃ ہے یعقوب قاری کی قرأت میں صراط علیؑ مستقیم ہے اور حسب روایات شیعہ قرأت اہلبیت میں صراط علیؑ مستقیم ماثور ہے اس اختلاف میں نہ تحریف نہ تصحیف اور قرأۃ حفص میں علی کب مجمع علیہ بین القراء ہے جب اختلاف قرأۃ سات طریقہ سے باتفاق عامہ مفسرین و محدثین کے جائز العمل ہے چنانچہ حدیث عمر مذکورہ صحیح بخاری صفحہ ۷۱ جلد ۲ و صفحہ ۱۵۵ جلد ۳ مطبوعہ مصر شاہد ہے کہ آنحضرت صلعم نے قرأت ہشام بن حکیم بن خرام کو جو حضرت عمر کی قرأۃ کے بالکل خلاف تھی فرمایا کہ قران اسی طرح نازل ہوا ہے اور جب حضرت عمر نے پڑھا تو بھی حضرت نے فرمایا کہ قرآن اسی طرح نازل ہوا ہے اور فرمایا ان القران انزل علی سبعۃ احرف فاقرؤا ما تیسر منہ یعنے قران سات حرفوں (یعنے قرأتوں) پر نازل ہوا ہے پس جو آسان اور میسر ہو وہی کو پڑھو فعلے ذلک قرآن کی شہادت تو ظاہر ہو گئی اب شہادت رسول جو عام امت کو عموماً اور شیعوں کو خصوصاً بطریق تواتر پہونچی وہ حدیث ثقلین سے ظاہر ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے لن یفترقا حتی یردا علی الحوض بحار الانوار صفحہ ۳۳ جلد ۷ و صواعق محرقہ صفحہ ۹۲ یعنے میرے اہلبیت اور قرآن آپس سے ہرگز جدا نہ ہونگے یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں - یہ حدیث شاہد ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کیساتھ ہے

بلکہ تمام ائمہ علیہم السلام قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن اونکے ساتھ ہے محض ایک یھی حدیث اس جواب کیلئے کافی ہے اگرچہ اس بارے میں ایک زبردست کتاب تیار ہوسکتی ہے اور ائمہ کا رسالت نبی پر ایمان لانا ہمکو آیہ قرآنی واولو الارحام بعضهم اولی ببعض (صاحبان رحم بعض اونکے بعض سے اولی ہیں) سے واضح ہوگیا کہ ذوی الارحام ہیں اولی وافضل وہی ہیں جو صاحبان عقل اور جو راسخون فی العلم ہیں نہ اونکے غیر علوم شریعہ کے دعویدار ہوئے اور نہ خلق اللہ کے حقیقی ہادی ہوسکے اسکی دلیل یہ ہے کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے ہل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون آیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں اور صاحبان عقل اور راسخون فی العلم ہے درجہ امامت بالصدق اور ہدایت خلق پر فائز ہوتے ہیں چنانچہ درمنثور صفحہ ۵۴ میں ہے - قولہ تعالے انما انت منذر ولکل قوم ہاد ہو علی بن ابیطالب یعنے تو ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کیلئے ہادی ہے اور وہ علی بن ابیطالب علیہ السلام ہیں اور بقولہ تعالے افمن یہدی الی الحق احق ان یتبع امن لایہدی الا ان یہدی فما لکم کیف تحکمون آیا وہ شخص جو حق کی ہدایت کرتا ہے زیادہ حقدار ہے اسکا کہ اوسکا اتباع کیا جاوے یا وہ شخص جو کہ ہدایت نہ کرے مگر یہ کہ اوسکو ہدایت کیجائے تمکو کیا ہوگیا یہ کیسا حکم لگاتے ہو -

یہ اسلام میں بدیہیات سے ہے کہ مناقب وفضائل ومحاسن ومدائح خدا اور رسول پر ایمان لانیکے بعد ہوا کرتے ہیں اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے ایمان کی تحقیق تمام قرآن اور سنت رسول سے شاہد ہے اوسی شہادت سے ہمکو بخوبی ثابت ہوگیا ہے کہ مومن کے صحیفہ کا عنوان حب آل محمد ہے اور محبت اوسی وقت شرع میں جائز ہوتی ہے جب اونکے ایمان کی تحقیق ہوجائے جنسے محبت کیجائے یہان جو دیکھا جاتا ہے تو اہلبیت رسول کی محبت کا صریح اوصاف میں موجود ہے بلکہ اوس محبت کو رسالت کا

اجر قرار دیدیا گیا جس سے ثابت ہے کہ اونکا ایمان یقینی ہے جسمیں کسیطرح کا شبہ ہو ہی نہیں سکتا یہ بات تو معمولی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب صحیفہ مومن کا عنوان محبت آل محمدؐ ہے تو اونکا ایمان باللہ والرسول کا کیا درجہ ہو سکتا ہے۔

اب ہم نہایت اختصار کے ساتھ مع حوالجات تحریر کرتے ہیں صاحبان عقل خود سمجھ لینگے کہ حقیقتاً صحیح ہے یا نہیں۔

قولہ تعالے افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوون کیا وہ شخص جو مومن ہے اوسکی برابر ہو سکتا ہے جو فاسق ہے برابر نہیں۔ اس آیت میں مومن سے مراد جناب امیرؑ ہیں اور فاسق سے مراد ولید بن عقبہ ہے مجمع البیان صفحہ ۲۳۶ جلد ۲ صافی صفحہ ۱۰۱ برہان صفحہ ۲۰۸ جلد ۲ تفسیر کبیر صفحہ ۲۲۴ جلد ۴ روائح القرآن صفحہ ۳۶۵ یہاں سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جناب امیرؑ کو جب مومن کہا جسکو شیعہ سنی کی تفاسیر میں لکھدیا گیا پھر کونسی وجہ ہے کہ اونکو مومن نہ مانا جائے۔

آیہ مباہلہ میں امیر المومنین نفس رسولؐ قرار پائے اگر نفس رسولؐ کے ایمان میں شبہ کیا جائے تو وہ بعینہ رسولؐ کے ایمان میں شبہ ہوگا رہا نفس رسولؐ ہونا وہ بین الفریقین متفق علیہ ہے دیکھو صافی جزو ۳ صواعق محرقہ صفحہ ۹۵ تفسیر کبیر صفحہ ۴۸۶ جلد ۲ دراساۃ اللبیب صفحہ ۲۰۵ ترمذی صفحہ ۱۳۹ جلد ۲ مسلم صفحہ ۲۷۸ جلد ۲ آیہ تطہیر میں امیر المومنین شامل ہیں اگر امیر المومنین مومن نہوتے تو کسطرح اسمیں شامل ہوتے بحار الانوار جلد ۷ صفحہ صواعق محرقہ صفحہ ۸۵ مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۷ روائح القرآن صفحہ ۳۹۵ مجمع البیان صفحہ ۲۶۴ جلد ۲ صافی صفحہ ۱۰۶ مسلم صفحہ ۲۸۳ جلد ۲ برہان صفحہ ۳۴۸ جلد ۲ غایۃ المرام صفحہ ۲۱۷ دراساۃ اللبیب صفحہ ۲۱۱ اتقان صفحہ ۳۹۳ ترمذی صفحہ ۱۷۰ جلد ۲۔ ان دونوں آیتوں میں حسنین علیہم السلام اور امیر المومنین شریک ہیں جسکو اہلسنت کی کتب سے ثابت کر دیا گیا۔ اگرچہ ہم نے ائمہ مابعد کا

ایمان بھی مختصر ثابت کردیا لیکن چند دلیلیں اور پیش کرتے ہیں۔
اصول کافی صفحہ ۱۸ تا صفحہ ۴۳ دیکھئے اور ہر ایک امام کیلئے جو نص وارد ہوئی ہے ملاحظہ فرمائیے اگر نعوذ باللہ یہ حضرات مومن نہ ہوتے تو پھر امت محمدی کے کسطرح ہادی امام پیشوا ہو سکتے تھے اور اونکے لئے نص کسطرح وارد ہوتی پھر یہ کہ ہر زمانہ کے امام اور راسخون فی العلم اور اہل الذکر حضرات معصومین کو نہ کہا جاتا اگر اس بارے میں مختصر فہرست بھی لکھی جائے تو ایک رسالہ ہو جائے لہذا جس کا دل چاہے وہ اصول کافی کے صفحہ ۲۸ سے صفحہ ۴۹ تک دیکھے جنمیں فرداً فرداً ہر امام کی امامت وغیرہ پورے طور موجود ہے اسی طرح آپ کتب اربعہ شیعہ کو ملاحظہ فرمائیے اور دل میں شرمائیے کہ ہمارے ائمہ اور آپکے خلفا میں کسقدر فرق ہے۔
بلکہ میں تو یہانتک کہوں گا کہ ان حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام پر ایمان لانے سے انسان مومن ہوتا ہے انکی محبت سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے اونکا ذکر عبادت قرار دیا گیا ہے جسکو علماء فریقین نے بھی نقل کیا چند حدیثیں اپنے گھر کی بھی ملاحظہ ہوں قال صلعم عنوان صحیفۃ المومن حب علی بن ابی طالب مومن کے صحیفہ کا عنوان علی ابن ابیطالب کی محبت ہے صواعق محرقہ صفحہ ۷۷
مومن و منافق کی یہ شناخت ہے کہ جو علی کی محبت کرے وہ مومن جو بغض کرے وہ منافق ہے ترمذی صفحہ ۲۳۴ و ۲۳۶ جلد ۲
علی کا ذکر عبادت ہے مودۃ القربیٰ صفحہ ۴۱
الغرض شیوں کے بعد ائمہ اثناعشر کے شمائل و معجزات و تبحر علمی کو صواعق محرقہ میں دیکھو کہ ہر ایک امام کے علیحدہ علیحدہ اوصاف لکھدئے ہیں جسکے نقل کرنے سے نہایت طول ہو گا یہاں یہ تو ظاہر ہو گیا کہ جو پیشوائے خلق یا امام امت ہوتا ہے وہ یقیناً مومن ہوتا ہے بلکہ ہر معمولی عقل والا ہی اسکو جانتا ہے

کہ امام پر جب ایمان لانا ہر شخص کا فرض ہے اور اوسپر ایمان لانے سے تکمیل ایمان ہوتی ہے
تو پھر اوس امام کے ایمان کا کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے معرفۃ امام میں اگرچہ بکثرت
حدیثیں موجود ہیں اس مقام پر محض یاد دلانا ہی کافی سمجھتے ہیں ارشاد ہوتا ہے من
مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیہ جو شخص بغیر اپنے زمانہ کے امام کی معرفت
کے مرجائے وہ موت جاہلیت پر مرا اب ہم اس مقام پر اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اس مضمون
کی بھی حدیث لکھیں جس سے ائمہ علیہم السلام کے نام ظاہر ہوں وعن مسلم بن قیس
الہلالی عن سلمان الفارسی رض قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاذا
الحسین علی فخذیہ وہو یقبل عینیہ ویقبل فاہ وہو یقول انت سیدی ابن السید وانت
حجۃ ابن الحجۃ وانت امام ابن الامام یات حجج تسعۃ من صلبک تاسعہم قائمہم
مودۃ القربی صفحہ ۱۴۳ مسلم بن قیس ہلالی نے سلمان فارسی کی زبانی بیان کیا
کہ حضرت سلمان نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے جسوقت امام حسین آنحضرت
صلعم کے دوش مبارک پر تھے اور آنحضرت صلعم اونکی آنکھوں اور منہ کے بوسے
لیتے تھے اور فرماتے تھے اے حسین تو سید ہے اور سید کا فرزند ہے تو حجت اور حجت کا
بیٹا ہے اور تو امام ہے اور امام کا فرزند ہے اور نو حجتیں تیرے صلب سے پیدا ہونگی
کہ نواں اونہیں کا قائم ہے۔

عن اصبغ بن نباتہ عن عبد اللہ بن عباس رض قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یقول انا وعلی والحسن والحسین وتسعۃ من ولد الحسین مطہرون
معصومون مودۃ القربی صفحہ ۱۴۴ اصبغ بن نباتہ نے عبد اللہ بن مسعود کی زبانی
بیان کیا کہتے ہیں کہ مینے آنحضرت صلعم سے سنا فرمایا میں اور علی اور حسن اور حسین
اور نو حسین کے فرزند مطہرون ومعصومون ہیں اب بھی کیا ایمان ائمہ میں شبہ
ہوسکتا ہے کیا معصوم اور طاہر پر کفر کا الزام لگایا جاسکتا ہے سمجھو اور سوچو

اسی مضمون کی حدیث ایک تفسیر صافی صفحہ ۱۱ پر ہے جو آیہ تطہیر کے تحت میں درج ہے
فرمایا آنحضرت صلعم نے انما انزلت فی وفی اخی وفی ابنتی وفی ابنی وفی تسعۃ من ولد
ابنی الحسین خاصۃ لیس معنا احد غیرنا فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ آیہ تطہیر میری اور
علی اور میری بیٹی اور دونوں بیٹوں اور نو میرے بیٹے حسین کے فرزندوں کی شان میں
بالخصوص نازل ہوئی ہے ہمارے سوا ایک بھی ہم میں شریک نہیں۔

ان تین حدیثوں سے نو آئمہ کے اسمائے مقدسہ ظاہر ہوئے لیکن سمجھنے والے
سمجھ گئے چونکہ ہم نے اصول کافی کے صفحات کا پتہ دیدیا ہے کہ آئمہ کے جدا جدا
اسمائے مطہرہ موجود ہیں لہذا اب اہلسنت کی کتب سے علاوہ صواعق محرقہ کے
جسمیں مختصر سوانح بھی درج ہیں ایک اور قول نقل کرتے ہیں اس مقام پر صاحب کتاب
فرماتے ہیں کہ آنحضرت مرکز ہیں آنحضرت کے آباء و اجداد سردار ہے جنکی تعداد
بارہ ہے فیلزم ان یکون الائمۃ اثنا عشر کما ان الخط منتھا عدد اثنا عشر فالخط
المتنازل اثنا عشر وہم علی والحسن والحسین وعلی ومحمد وجعفر وموسی وعلی ومحمد
وعلی والحسن ومحمد صلوات اللہ علیہم اجمعین مطالب السئول صفحہ ۱۹ یعنے پس
یہ لازم ہے کہ آئمہ بارہ ہوں جیسا کہ خط چڑھاؤ کا بارہ تک ہوا اسی طرح نزول
بھی بارہ کی طرف ہو اور وہ علی اور حسن اور حسین اور علی اور محمد اور جعفر اور موسی اور
علی اور محمد اور علی اور حسن اور محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں ان تمام حدیثوں سے
معصوم و طاہر ہونا امام ہونا پایا گیا کیا آپ معصوم کو اور طاہر و امام کو فاسق منافق
یا کافر کہہ سکتے ہیں اگر اب بھی کچھ شک ہو تو یہ حدیث سن لیجئے اور بس۔ یہ
عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوما بحضرۃ المہاجرین
والانصار یا علی لو ان احدا عبد اللہ حق عبادتہ ثم شک فیک واہل بیتک
فی انکم افضل الناس کان فی النار مودۃ القربی صفحہ ۴۲ جابر کی زبانی

معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم نے ایک روز مہاجرین و انصار کی موجودگی میں ارشاد فرمایا اے علی اگر کوئی خدا کا بندہ اوسکی عبادت کا حق ادا بھی کردے اور پھر تجھہ میں اور تیری اولاد میں یہ شک کرے کہ تم تمام آدمیوں سے افضل ہو یا نہیں تو وہ دوزخ میں جائیگا۔

سوال | جناب امیر کی خلافت بلافصل ایسی قطعی دلیل سے ثابت ہونیکی ضرورت ہے کہ اوسکو داخل ایمان تسلیم کیا جائے۔

جواب | اس سوال میں لفظ خلافت اور لفظ قطعی دلیل صراحت طلب ہیں جو مقدمہ جواب کے عنوان سے لکھا جاتا ہے۔

خلافت بمعنی سلطنت و مملکت فی الارض کے ہے اور خلیفہ بمعنی سلطان معظم کے (قاموس) اسی لحاظ سے کلکتہ کو دار الخلافہ لکھا جاتا تھا اب دہلی دار الخلافہ ہے اس معنی کی خلافت بلافصل جناب امیر کی زمین پر تمکن حاصل ہونیکی ثابت نہیں بلکہ یہ خلافت حضرات شیوخ ثلاثہ کی ہمارے اور اہلسنت کے نزدیک ثابت ہے اسکے بکثرت شواہد موجود ہیں۔

اور لفظ قطعی دلیل اس پر دلالت کرتا ہے کہ خلافت سے مراد خلافت دینی فی الاسلام ہے یہ خلافت شارع کے مقرر کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور اہلسنت کے نزدیک اہل الحل والعقد کے ہاتھوں سے متحقق ہو جاتی ہے۔

قطعی دلیل سے مقصود حجت شرعیہ ہے اور وہ آنحضرت کا قول و فعل ہے نہ کہ حضرات صحابہ کا قولہ تعالیٰ اتجادلوننی فی اسماء سمیتموہا انتم و آباؤکم ما نزل اللہ بہا من سلطان یعنے تم اونکے ناموں پر مجھسے حجت بکرتے ہو اور جھگڑتے ہو کہ جو تم نے اور تمہارے باپوں نے اونکے نام رکھہ لئے ہیں اللہ نے کوئی دلیل اونکے لئے نازل نہیں کی

اسی بناپر در انساۃ اللبیب صفحہ ۹۹ پر ہے ان الحجۃ کلام النبی دون تاویل الصحابی

وان قول المعصوم حجۃ اذا ثبت وجب العمل بہ انہ لایترک بقول غیرہ یعنے آنحضرت صلعم کا کلام حجت ہے صحابی کا تاویل کرنا حجت نہیں ہو سکتا اور یقیناً معصوم کا کلام حجت ہے جسوقت ثابت ہو جائے تو اوسپر عمل کرنا واجب ہے اور کسی غیر کے قول پر وہ ترک نہیں کیا جا سکتا -

پس انہی بنا پر خلافت بلافصل اہل الحل والعقد کی قایم کردہ قطعی دلیل سے نہیں ہو سکتی سوائے اسکے کہ جو خلافت من عند اللہ ہو وہ یقیناً حجت شرعی اور دلیل قطعی ہے یہاں پر یہ مغالطہ دیا گیا ہے کہ معنے امام گردانیدن وخلیفہ ساختن ہمین است کہ اللہ تعالیٰ در دلہائے مردم آں عصر کہ ساختہ پرداختہ انہا اعتبار دارد القا فرماید کہ فلانے را رئیس سازند یا بتائید آسمانی و اقبال غیبی نور امر خلائق مسلط کند اگر لیاقت ایں کا دارد امام عادل است والا امام جائر (تحفہ اثناعشری عقیدہ چہارم) یہ بھی عجب پر لطف عبارت ہے اسلئے کہ یہ بنا بر مشیت الٰہی نظام عالم اور انتظام سیاست تکوینی دنیوی کے متعلق تمام جہان میں رائج ہے چونکہ باقتضائے مشیت خلیفہ عادل بھی ہوتا ہے اور جائر بھی لہذا امور دین اسلام میں اوسکے لئے حقانیت کی قطعی دلیل بوجہ عموم نہیں ہو سکتی انہی کو امام نوادی نے شرح مسلم صفحہ ۳۰۷ جلد ۲ پر نقل کیا ہے - اور یہی طریقہ ملوک وسلاطین دنیوی کے بنانے میں جاری ہے کہ ارکان دولت کے دلو نمیں اسکا القا ہو جاتا ہے کہ فلاں کو تاج وتخت سلطنت ومملکت سے مشرف کر دیا جائے اور وہ عادل بھی ہوتا ہے اور جائر بھی نکل آتا ہے - مناسب مقام ایک روایت کیطرف اشارہ کیا جاتا ہے کہ استخلاف شیوخ ثلاثہ پر جو ناخوشی صحابہ کی ظاہر ہوئی اور سقیفہ کے چٹا پٹ فعل سے قبیلہ انصار کو ندامت ہوئی جسکو ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں لکھدیا ہے اور استخلاف صدیقی کیوقت جو صحابہ نے صدیق نامدار پر طعن کی (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۶

وازالۃ الخفا وسنن الترمذی ومستدرک وریاض النضرہ وتاریخ الخمیس وصواعق محرقہ)
اور عبد الرحمن بن عوف کو استخلاف عثمان پر ندامت اوٹھانی پڑی اور صحابہ نے
اونکو ملزم قرار دیا کتاب الامامۃ والسیاسۃ وشرح قصیدۃ الہمزیہ لابن الحجر بانہ قال
کان عبد الرحمن ہجر عثمان لما امر اقاربہ فقال الناس لابن عوف ہذا فعالک الخ
فنذر عبد الرحمن ان لا یکلمہ ابداً یعنے عبد الرحمن بن عوف نے عثمان کو چھوڑ دیا جبکہ
عثمان نے اپنے عزیز واقارب کو امیر مقرر کیا تو صحابہ نے عبد الرحمن سے کہا کہ یہ تمہارا
کیا ہوا کام ہے الخ پس عبد الرحمن نے نذر کی کہ کبھی عثمان سے نہ بولونگا اگر ایسے
ہی استخلاف کے شواہد نقل کئے جائیں تو اصل جواب سے دوری ہو جائیگی مگر
اسقدر نتیجہ دکھانا ہے کہ ایسا استخلاف دلیل قطعی نہیں ہو سکتا اس مقدمہ کے
بعد دلیل قطعی شرعی کیطرف توجہ دلاتی ہے۔ آنحضرت صلعم نے سنن انبیاء سابقین
پر نظر فرماتے ہوئے بمصداق آیہ وافی ہدایہ یرید اللہ لیبین لکم ویہدیکم سنن الذین
من قبلکم خم غدیر میں اپنے چچازاد بھائی علی مرتضیٰ کو اپنا جانشین اور خلیفہ ہزاروں آدمیوں
کے سامنے مقرر فرمایا اور کھلے ہوئے لفظوں میں فرما دیا من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ
جسکا میں مولا ہوں اوسکا یہ علی مولا ہے جسپر عمرؓ نے یا علی اصبحت مولائی ومولی کل
مومن کی مبارکباد اوا فرمائی (مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۷ ومسند احمد) (وحدیث غدیر مسند احمد
صفحہ ۱۱۱ و ۱۰۸ ومشکوٰۃ صفحہ ۵۴۷ وغیرہ) بلکہ یہ حدیث غدیر متواتر ہی تسلیم کیگئی ہے جسمیں
کسیطرح کا شبہ نہیں ہو سکتا محض اس امر میں بحث ہے کہ مولی کے معنے کیا ہیں۔
ہرچند لغت میں مولی کے معنے ــــ ۲۸ ــــ ۲۹ ــــ ہیں مگر باب فضائل میں
شرعاً قطعی ممنوع ہے کہ کوئی کسی مقتدر شخص کو سوائے خدا کے اپنا مولی نہ کہے
چنانچہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۱ پر ہے قال صلعم لا یقل العبد سیدہ مولائی فان مولاکم اللہ
فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ غلام اپنے سید کو مولانا کہے اسلئے کہ تمہارا مولا تو خدا ہے

جب یہ لفظ مخصوص خداوند عالم کیلئے ہے اور علی و نبی کیلئے مستعمل ہوا اس سے معلوم
ہوگیا کہ یہ حدیث صحیح مسلم و مشکوۃ کی حدیث مخصص ہے تو اب اس لفظ کے معنے اور
استعمال بنہج شرعی رکیک شبہات پیدا کرنے بنا بر اصول شریعت کے قابل التفات
و لائق احتجاج و بروئے احتمال کے تسلیم نہیں ہو سکتے چنانچہ اتقان صفحہ ۲۲۴ پر ہے۔
فما ورد بیانه عن صاحب الشرع ففیه کفایة عن فکرة من بعده وما لم یرد علیه بیانه
ففیه حینئذ فکرة اہل العلم بعده یعنے جس چیز کا صاحب شرع نے بیان کیا ہے پس وہ کافی
ہے اس سے کہ اوسمیں فکر کیجائے اور جس چیز کا بیان وارد نہیں ہوا اوسمیں اہل علم
اوسوقت میں فکر کر سکتے ہیں۔ اور واقعہ استخلاف غدیر خم بالاتفاق فریقین وارد
ہو چکا اب اوسمیں فکر کرنی اور قیاسی احتمال پیدا کرنا اور رکیک تاویلوں سے رد اوسکو
رد کرنا عظیم جسارت ہے یہ خیالی گھوڑے میدان شرع پر قدم نہیں اوٹھا سکتے
یہ اصول شریعت سے ہے کہ قول معصوم حجت ہے جسوقت بدرجہ ثبوت کو پہنچے
وہ یقیناً واجب العمل ہوگیا وہ کسی غیر کے قول کے سبب سے ترک نہیں کیا جا سکتا
(دراسات اللبیب صفحہ ۱۰۴) علماء اہلسنت نے جو یہ طریقہ اختیار کیا کہ خلافت
جناب امیر پر خلافت سقیفی کو جو اوسکے متناقض ہے مقدم جانکر فرما دیتے ہیں
کہ یہ اونکی خلافت فی زمانہ پر محمول ہے کمال جسارت ہے اسمیں شارع کے
قول کو متروک اور سقیفی کو بجائے خود مسلم رکھنا چاہتے ہیں حالانکہ یہ اصول
احکام شریعت سے بالکل منحرف و مسترد ہے کیونکہ آنحضرت نے فرما دیا ہے
فما بال اقوام یشترطون شروطا لیست فی کتاب اللہ ما کان من شرط
لیس فی کتاب اللہ عز و جل فهو باطل وان کان مائة شرط کتاب اللہ
احق و شرط اللہ اوثق مسلم صفحہ ۴۹۴ جلد ۲ و سنن ترمذی صفحہ ۳۰
جلد ۲ یعنے قوموں کو کیا ہو گیا کہ لازم اور واجب گردانتے ہیں اون لزومات کو

جو قرآن میں نہیں وہ شرط لازم جو خدا کی کتاب میں نہیں پس وہ باطل ہے اگر وہ سو شرطیں ہوں کتاب خدا احق ہے اور خدا کا لازم کرنا موثوق تر ہے۔

اور قضیہ اجماع بے شک و شبہ غیر منصوص ہے مختصراً اسکو ذکر کیا جاتا ہے۔

حدیث لا یجتمع امتی علی الخطایا علی الضلالۃ (میری امت خطا پر یا ضلالت پر جمع نہ ہوگی) میں لفظ یجتمع باب افتعال سے ہے نہ کہ باب افعال سے جسکے ظاہر معنے یہ ہیں کہ امت کسی امر ضلالت پر خود اپنی رغبت سے جمع نہ ہوگی ہاں غلبہ و استیلاء مجمعین سے جمع ہو سکتی ہے اور قضیہ اجماع سقیفہ قریش و مولفۃ القلوب کی مدد اور شورہ شغب سے ہوا ہے نہ بطوع و رغبت کل امت کے ورنہ منا امیر و منکم امیر کی آواز بلند نہ ہوتی اور جناب سیدہ کے گھر جلانے کی دہمکیاں نہ دیجاتیں حالانکہ نورالانوار صفحہ ۱۸۶ پر ہے۔

والشرط اجماع الکل وخلاف الواحد مانع کخلاف الاکثر لان لفظ الامۃ فی قولہ عم لا یجتمع امتی علی الضلالۃ یتناول الکل یعنے مسئلہ اجماع میں شرط جمع ہو جانے کل امت کی ہے اور ایک شخص کا مخالف ہونا تحقق اجماع کو مانع ہے مثل اکثر لوگوں کے مخالف رہنے کے اسلئے کہ لفظ امت حدیث لا یجتمع امتی میں کل امت کو شامل ہے۔

اور یہ متواتر ثابت ہو گیا کہ سعد بن عبادہ صحابی بدری اور جناب سیدۂ طاہرہ سلام اللہ علیہا اور نیز صحابہ بنی یربوع نے حضرت ابوبکر کی بیعت نہیں کی بلکہ خود خلیفہ کو غیر مستحق خلافت اور اجماع کو بدعت سمجھا۔

(کتاب المحلی حافظ ابن حزم) اور ازالۃ الخفاء صفحہ ۵۴ پر ہے اجماعیکہ

مستحیل اہل زمان است بمعنی اتفاق جمیع امت مرحومہ بحیث لا یشذ منہم فرد واحد نصا من کل واحد منہم خیال محال است۔ پس اجماع سقیفہ تمام امت کے اتفاق سے کب ہوا

جو اجماع سقیفہ پر احتجاج اجماع امت سے کیا جائے چنانچہ شرح مواقف صفحہ ۳۳۰ پر مذکور ہے۔ فاعلم ان ذلک الحصول لا یفتقر الی الاجماع من جمیع اہل الحل والعقد اذ لم یقم علیہ دلیل من العقل والسمع بل الواحد والاثنان من اہل الحل والعقد کان یعنے اجماع ایک یا دو آدمیوں کے فعل پر صادق آتا ہے تمام اہل الحل کے جمع ہونے پر دلیل عقلی و سمعی قائم نہیں ہوئی۔ اے سبحان اللہ سفر السعادہ بر حاشیہ کشف الغمہ صفحہ ۲۱۳ پر ہے وباب الاجماع حجۃ لم یصح فیہ حدیث یعنے اصل اجماع کا حجت ہونا اسمیں کوئی حدیث صحیح وارد نہیں ہوئی۔ شارح مواقف نے جو ایک دو آدمیوں کے فعل کو اجماع سے تعبیر کر لیا محض خلافت حضرت ابوبکر کی پاس داری ہے جو اوسکی مثال میں خود ہی ظاہر کر دیا ہے وذلک لعلمنا ان الصحابۃ الی قولہ اکتفوا فی عقد الامامۃ بذلک (من الواحد والاثنین) کعقد عمر لابی بکر وعقد عبد الرحمن بن عوف لعثمان یعنے صحابہ نے عقد امامت کیلئے ایک دو پر اکتفا کر لیا مثل منعقد کرنے عمرؓ کے خلافت کو ابوبکر کیلئے اور عبد الرحمنؓ کا عثمان کیلئے خلافت کو قائم کرنا کافی سمجھا گیا۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ خلافت ابوبکرؓ صرف حضرت عمر کے چٹاپٹ فعل سے اور شورے کی خلافت محض ایک شخص عبد الرحمن کے فعل سے متحقق مانی گئی اور بیعت کرنیوالے بکراہت شامل ہوئے ہیں پھر یہی یہ کہ شارع کی جانب سے کوئی صحیح حدیث اجماع کی صحت کیلئے وارد نہیں ہوئی پس اسکا نام اجماع امت رکھنا اور اوسکی جانب داری میں نصوص شارع کو نفسانی تاویلات سے ذلیل کرنا اور اوسکی خلافت دنیوی کو عین شریعت قرار دینا نہایت ہمت ہے گویا شریعت کو اپنا پابند سمجھ لیا جسطرف کو چاہا ہنکا دیا اہل دین اور صاحبان حیا نے اس اضطراب کو کسطرح نص شرعی اور عین شریعت اور مطابق دین اسلام بلکہ کتاب اللہ سے

بڑ ہکر سمجھ سکتے ہیں نہ یہ دین خدا ہے نہ سنت رسول بلکہ صحابہ کا ایک کرتب جسپر تمام امت گرویدہ ہو گئی اگر فعل اجماع جیسا کہ ظاہر کیا گیا حجت شرعیہ ہوتا تو حضرت عمر با این ہمہ استخلاف صدیق اور بعد تحقق اجماع کے متردد ہو کر نہ فرماتے

واللہ ما ادری اخلیفۃ انا ام ملک فان کنت ملکاً فہذا امر عظیم (تاریخ الخلفا صفحہ ۹۹ یعنے خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ آیا میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ پس اگر میں بادشاہ ہوں تو یہ بڑا امر ہے یعنے خوفناک امر ہے اور خود غاصب دولت خلافت جناب حضرت ابوبکر اگر اجماع امت کو صحت میں دلیل قطعی سمجھے ہوتے تو کبھی نہ فرماتے ودوت انی کنت

سالت عنہ من رسول اللہ فیمن ہذا الامر فلا ینازعہ اہلہ ودوت انی کنت سالتہ ہل للانصار فی ہذا الامر شئی (رواہ حافظ طبرانی فی المعجم الاوسط والحافظ ابن عساکر والضیاء المقدسی وصاحب کنز العمال صفحہ ۱۳۵ جلد ۳) یعنے میں دوست رکھتا ہوں کہ میں رسول اللہ سے پوچھ لیتا کہ یہ امر خلافت کسکا حق ہے پس میں اوسکے اہل سے جھگڑا نہ کرتا اور آنحضرت صلعم سے سوال کرتا کہ اس خلافت میں انصار کا بھی کچھ حصہ ہے - اب ہم دلیل قطعی خلافت امیر المومنین بہ قرآن سے برطبق اعتراف اہلسنت دکھاتے ہیں جسپر کوئی قیاس اور شرعی حجت نہیں چل سکتی نہ کوئی آیت اوسکے معارض ہے نہ مقابل ملاحظہ ہو -

تفسیر کبیر صفحہ ۴۳۱ جلد ۲ - آیہ انما ولیکم اللہ الایہ بروایت ابوذر غفاری رض آنحضرت صلعم کی دعا کے سبب سے نازل ہوئی جو عرض کیا تھا اللہم وانا محمد نبیک

وصفیک فاشرح لی صدری ویسر لی امری واجعل لی وزیراً من اہلی علیاً اشدد بہ ظہری یعنے بار الہا میں محمد تیرا نبی اور تیرا صفی ہوں پس تو میرے سینہ کو کھولدے اور میرے امر کو میرے لئے آسان کردے اور میرا وزیر میرے اہل سے علی کو بنادے میری پشت کو

اوسکے سبب سے مضبوط کردے تفسیر کبیر صفحہ ۲۴۳ جلد ۲ - آیہ بلغ ما انزل الیک
من ربک الخ علی ابن ابیطالب کی فضیلت میں بنا بر قول ابن عباس و براء
بن عازب و محمد بن علی (امام محمد باقر علیہ السلام) کے نازل ہوئی او موقت
آنحضرت صلعم نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ -

تفسیر کبیر صفحہ ۶۰۸ جلد ۴ - آیہ اولی الارحام بعضہم اولی ببعض بقول عبد اللہ بن
الحسن بن الحسن کے امامت علی بن ابیطالب پر دلالت کرتی ہے - تفسیر کبیر
صفحہ ۱۰۵ جلد ۵ - آیہ قال ہذا صراط علی مستقیم یہ آیت اور اوس سے احتجاج پہلے
میں گذرا - تفسیر لباب النقول صفحہ ۹۶ و ۹۷ جلد ۱ - آیہ انما ولیکم اللہ بر طبق روایت
عمار یاسر علی بن ابیطالب کی شان میں نازل ہوئی اسکو طبرانی نے المعجم الاوسط
میں بھی لکھا ہے جو جلالین کے حاشیہ پر ہے - تفسیر درمنثور صفحہ ۲۹۳ جلد ۲ -
آیہ انما ولیکم اللہ الایہ بنقل بروایت خطیب و ابن مردویہ و طبرانی فی الاوسط کے
ابن عباس او عمار یاسر کی روایت کی بنا پر علی بن ابیطالب کی شان میں نازل
ہوئی انتہی میں اور بھی روایات ہیں -

جبکہ ولایت کے معنی دوستی کے خدا اور رسول کیلئے صادق نہیں آتے کیونکہ وہ بحیثیت
اور ہر نوع سے مفترض الطاعۃ ہیں اور دوست کسی حال میں مفترض الطاعۃ نہیں
ہوتا اب اگر خدا کو یار بنایا جائے تو اس حیثیت سے کہ وہ یار ہے مفترض الطاعۃ نہیں
اور اس حیثیت سے کہ وہ خدا ہے مفترض الطاعۃ ہے لیس نتیجہ یہ ہوا کہ خدا مفترض الطاعۃ
ہے بھی اور نہیں بھی ہے حالانکہ ایسا نہیں وہ ہر حال میں مفترض الطاعۃ ہے
لہذا ولایت بالکسر سے ولیکم وارد ہوا ہے چونکہ لفظ ولی خدا اور رسول و علی و ولی
پر متحد وارد ہوا ہے اس سے ولی بمعنے حاکم ہونا جناب امیر کا کل امت پر ثابت
ہو گیا اگرچہ ولی بمعنے حاکم کے بہت سے شواہد ہیں مگر اس جگہ اسی پہ اکتفا کیا جاتا ہے

صرف اسقدر عرض کر دینا ضروری ہے کہ ابن حجر نے صواعق محرقہ صفحہ ۲۶ پر اقرار کر لیا ہے سلمنا انہ اولی لکن لا نسلم ان المراد انہ الاولی بالامامۃ بل بالاتباع والقرب منہ یعنی ہم یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ مولی بمعنی اولی ہیں لیکن یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اولی امامت میں ہیں بلکہ اتباع اور قرب کے معنے ہیں۔ یہ تو تسلیم ہے کہ اولی ہیں اب امامت کا قصہ یا یہاں مولی کے ساتھ کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا جس سے کسی امر کی خصوصیت ہو جائے نہ کوئی قرینہ دلالت کرتا ہے لہذا ہر حیثیت سے اولی ہیں اب وہ امامت ہو یا غیر امامت اولی الناس بابراہیم کی جو یہاں مثال دی ہے وہاں قرینہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم کے اتباع کرنے والے مراد لئے جائیں یہاں جناب امیر کو تابع نہیں بنایا بلکہ متبوع ہیں جو انما ولیکم اللہ اور واقعہ غدیر ایک زبردست قرینہ موجود ہے مثال بھی دی تو وہ برخلاف اسکے ہو گئی فافہم فلیومن۔ درمنثور صفحہ ۲۹۸ جلد ۲ - آیہ بلغ ما انزل الیک بروایت ابن ابی حاتم و حافظ ابن مردویہ و حافظ ابن عساکر کے عن ابی سعید الخدری یوم غدیر خم جناب امیر کی شان میں نازل ہوئی اور ابن مردویہ نے ابن مسعود کی روایت سے نقل کیا ہے کہ ہم صحابہ عہد رسالت میں اسطرح پڑھتے تھے - یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔

اگر قولہ تعالے ان علیاً مولی المومنین کو قرأت شاذہ قرار دیا جائے تاہم اصول کا مقرر ہے کہ قرأت شاذہ حکم میں روایت احاد کے حجت شرعی و دلیل قطعی ہے (اتقان صفحہ ۹۵ و ۹۶) تفسیر درمنثور صفحہ ۲۵۹ - آیہ الیوم اکملت لکم دینکم بنا بر روایت حافظ ابن مردویہ و حافظ ابن عساکر کے بسند ضعیف عن ابی سعید الخدری بہ وقت استحضار آنحضرت ؐ کے علی بن ابیطالب کو مولی قرار دینے پر یوم غدیر خم نازل ہوئی - اور مرویات ضعیفہ کے باب میں حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفاء ترجمہ

ابوبکر رضہ ہیں اور ملا علی قاری نے مرقات صفحہ ۴۷۸ میں فرمایا ہے۔ یقوی بعض الاخبار الضعیفہ ببعض فالخبر مما لازم یعنے بعض ضعیف اخبار دیگر ضعیف اخبار سے ملکر قوی ہوجاتی ہیں پس اونپر یقین کرنا لازم ہے۔ اور یہان ہر ضعیف خبر قوی اخبار سے ملکر خود قوی ہوگئی ہے پس آنپر یقین کرنا بدرجہ اولی لازم ہوگیا۔ تفسیر درمنثور صفحہ ۳۴۲ جلد ۳ – آیۃ افمن کان علی بینۃ من ربہ و یتلوہ شاہد منہ و من قبلہ کتاب موسی اماما و رحمۃ بروایت حافظ ابن ابی حاتم و حافظ ابونعیم کے عن علیؑ من کان علی بینۃ آنحضرت صلعم ہیں اور شاہد منہ علی ابن ابیطالب ہیں اور یہ امامت و رحمت بلا فصل ہین ناطق ہے۔ کتاب سیبویہ نحوی میں مذکور ہے کہ اماما و رحمۃ ضمیر من قبلہ سے حال واقع ہوا ہے اور ضمیر شاہد کی طرف راجع ہے وہ علی بن ابیطالب ہیں لہذا آیت کا بقاعدہ تقدیم و تاخیر لفظ کے اسطرح ہوا و یتلوہ شاہد منہ اماما و رحمۃ و من قبلہ کتاب موسی تفسیر درمنثور صفحہ ۱۹ جلد ۴ – آیۃ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی سوال کرو اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے امامت مطلق پر ناطق ہے اور سعید بن جبیر کی روایت کے بموجب فرمایا آنحضرت صلعم نے ان الرجل لیصلی و یصوم و یحج و یعتمر و انہ لمنافق قیل یا رسول اللہ بماذا دخل علیہ النفاق قال لطعن علی امامہ و امامہ من قال اللہ تعالی فی کتابہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی مرد البتہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور حج کرے اور عمرہ بجالائے اور بتحقیق وہ منافق ہے کہا گیا کہ یا رسول اللہ کسلیے اوسپر نفاق داخل ہوا فرمایا کہ وہ اپنے امام پر طعن کرتا ہے اور امام اوسکا وہ ہے کہ خدا تعالی نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے پس سوال کرو عترۃ نبی سے اگر تم نہیں جانتے ہو۔ اور مضمون آیہ سے ظاہر ہے کہ اہل ذکر حضرت رسولخدا صلعم ہیں چونکہ خداوند عالم نے آنحضرت صلعم کو ذکرا رسولا فرمایا ہے تو اہل ذکر اونکی عترت ہے کیونکہ وہی آنحضرت صلعم کے اہل ہیں پس اونکی امامت دلیل قطعی سے ثابت ہوگئی

اسلئے کہ خداوند عالم نے اونسے دریافت کرنے کا حکم فرمایا ہے تفسیر کبیر صفحہ ۴۹۶ جلد ۲

آیہ قال رب اشرح لی صدری و یسر لی امری الایہ جب نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم

نے دعا کی: الہم وانا محمد نبیک الخ جو سابق میں گذر اپس انما ولیکم اللہ الایہ نازل ہوئی

تفسیر در منثور صفحہ ۳۷۹ جلد ۶ - آیہ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک

خیر البریہ بروایت جابر بن عبد اللہ انصاری آنحضرت صلعم نے فرمایا خیر البریہ

یہ علی اور شیعیان علی ہیں -

یہ امر ظاہر ہے کہ جسکی طرف کسی گروہ کا انتساب ہوگا وہ امام ہی ہوگا خصوصاً

افضل البریہ ہونیکی صورت میں چونکہ اس مختصر رسالہ میں نصوص قرآنی خلافت جناب

امیر کے جمع نہیں ہوسکتے لہذا اسیقدر نصوص اہل دین کیلئے کافی سمجھکر ترک کئے جاتے

ہیں - اس مقام پر ہم مختصراً یہ عرض کردینا ضروری سمجھتے ہیں کہ امامت و خلافت

بہرحال ذریت میں ہوا کرتی ہے نہ کہ اصحاب و حوالی موالی میں جیسا کہ قرآن سے

ثابت ہے چند مثالیں ذیل میں درج کیجاتی ہیں -

قولہ تعالے فقد آتینا آل ابراہیم الکتاب والحکمۃ (پارہ ۵ رکوع ۶) بیشک آل ابراہیم

کو ہم نے کتاب اور حکمت عطا فرمائی - اس مقام پر یہ نہیں کہا کہ اصحاب ابراہیم کو

کتاب اور حکمت عطا کی - قولہ تعالے ولقد ارسلنا نوحاً و ابراہیم وجعلنا فی ذریتہما

النبوۃ والکتاب (پارہ ۲۷ رکوع ۲۰) اور بیشک بھیجے نوح و ابراہیم کو ہمنے بھیجا اور انکی

اولاد میں نبوت و کتاب کو قرار دیا - یہاں بھی اصحاب کا ذکر نہیں -

قولہ تعالے ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک (پارہ ۱ رکوع ۱۵)

اے ہمارے پروردگار ہم دونوں کو اپنا فرماں بردار بنالے اور ہماری اولاد میں سے

ایک گروہ کو اپنا فرماں بردار بنا - یہاں بھی اصحاب کا کچھ ذکر نہیں -

قولہ تعالے ونوحاً ہدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد وسلیمان - الی قولہ الی صراط مستقیم

پارہ ۷ رکوع ۱۶) اور نوح کو پہلے راستہ دکہا دیا تھا اور اونکی اولادمیں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسی اور ہارون کو ہم نیکی کرنیوالوں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں اور زکریا اور یحیی اور عیسی اور الیاس کو راہ دکھلائی انمیں سے ہر ایک صالحین میں سے ہیں اور اسماعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو راہ دکھائی اور ہر ایک کو تمام عالموں پر فضیلت دی اور اونکے آباء میں سے اور اونکی اولاد اور اونکے بھائیوں میں سے ہم نے منتخب کرلیا اور راہ راست کی ہدایت فرمادی - یہاں بھی یہ نہیں کہا کہ اونکے اصحاب کو صحابیوں کو اعوان کو ہدایت کی - قولہ تعالے - ووہبنا لہ اسحق ویعقوب وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ و الکتب واتینہ اجرہ فی الدنیا - (پارہ ۲۰ رکوع ۱۵) اور ہم نے اون (ابراہیم) کو اسحق اور یعقوب عطا فرمائے اور اونکی ذریت میں نبوت اور کتاب قرار دی اور اونکا اجر اونکو دنیا میں (بھی) عطا فرمایا - یہاں بھی اصحاب یا اونکے قولہ تعالے والذین آمنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم (پارہ ۲۷ رکوع ۳) اور جو لوگ ایمان لائے اور اونکی اولاد نے ایمان میں پیروی کی اونکی اولاد کو ہم اونکے ساتھ ملادینگے - یہاں نہ اصحاب کی پیروی کا ذکر ہے نہ اونکے ملانے کا - قولہ تعالے - قال رب اشرح لی صدری - الی قولہ - واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری الایہ (پارہ ۱۶ رکوع ۱۱) عرض کیا (موسی نے) اے میرے پروردگار میرے لئے میرا سینہ کہولدے اور میرے لئے میرے کام کو آسان کردے اور میری زبان کی گرہ کھولدے تاکہ لوگ میری بات سمجھیں اور میرے اہل میں سے میرے بھائی ہارون کو قرار دے اوسکے سبب سے میری کمر مضبوط کردے اور اوسکو میرے امر میں شریک بنادے - یہاں بھی اصحاب سے کچھ تعلق نہ تھا -

قولہ تعالےٰ قال رب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ (پارہ ۳ رکوع ۱۲)
کہا اے میرے پروردگار تو مجھے اپنے پاس سے پاک (معصوم وطاہر) اولاد
عطا فرما دے۔ یہاں پر بھی اصحاب کی خواہش نہ کیکی طیب ہونے کی بھی ہمت عا
اولاد سے ہی متعلق ہے گویا اصحاب اس سے بھی محروم ہیں۔

قولہ تعالےٰ وانی خفت الموالی من ورائی وکانت امراتی عاقرا فہب لی من لدنک
ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا (پارہ ۱۶ رکوع ۴) ہر فرض کہا
(حضرت زکریا نے) اور یقیناً مجھے اپنے بعد اپنے (حوالی) موالی سے خوف ہے
اور میری بی بی بانجھ ہے پس مجھے اپنے پاس سے ایک وارث عطا فرما وہ میرا
وارث ہو اور آل یعقوب کا وارث ہو اور اسکو پسندیدہ قرار دیدے۔ یہاں سے
تو صاف اصحاب کی نفی کر دیتی بلکہ کہدیا کہ اونسے خوف ہے تو ایک وارث عطا
فرما دے جسکے سبب سے یہ وراثت اون حوالی موالی کے پاس نہ پہونچے ان چند
آیات کے ظاہری فہم سے سمجھ سکتا ہے کہ اصحاب رسول کا تو کوئی حق نہ رہا اب ہی
ذریت نبی وہی مستحق ہے جیسا کہ آیات سے ظاہر ہوا۔ دل تو یہ چاہتا تھا کہ چند
آیات ابطال اجماع میں بھی لکھی جاتیں لیکن یہاں یہ مضمون اسی قابل ہے
کہ ایک مستقل کتاب لکھی جائے یہ چھوٹا رسالہ اپنے وجود کے سبب سے مانع ہے انشاء اللہ
کسی اور وقت میں اسکی شرح کردیجاویگی۔

سوال ۵ قاتلان حسین کیا شیعہ تھے۔

جواب شیعہ علی نہ تھے البتہ شیعہ عثمان تھے اسکے شواہد فرمان ابن زیاد
بنام عمر سعد اور اخبار صحیح مسلم وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔

پہچان حسین

ابن زیاد نے جو نامہ عمر سعد کو بھیجا اسکی یہ عبارت ہے۔ اما بعد فحل بین الحسین
واصحابہ وبین الماء فلا یذوقوا منہ قطرۃ کما صنع بالتقی عثمان بن عفان (اعلام الوری)

لیکن بعد اسکے مانع ہو حسین اور اونکے اصحاب کے درمیان اور پانی کے پس ایک قطرہ پانی کا نہ چکھنے پائیں جسطرح کہ عثمان بن عفان کے ساتھ کیا گیا تھا۔

اور صحیح مسلم میں ہے اذا بویع الخلیفتان فاقتلوا الآخر منہما جب دو خلیفوں کی بیعت کیجائے تو آخر کو قتل کردو۔

مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۰ سیکون ہنات وہنات فمن اراد ان یفرق امر ہذہ الامۃ وہی جمیع فاضربوہ بالسیف کائنا من کان رواہ مسلم اور دوسری حدیث میں ہے فاقتلوہ یا عنق الآخر اس حدیث کا بھی وہی مطلب ہے جو مسلم کی حدیث کا ہے اب آپ غور فرمائیے کہ یہ حدیث کیون وضع کیگئی اسکی اصل غرض یہی ہے کہ حسین مظلوم ہو بلکہ ظالم قرار دیکر فتوے قتل رسول سے لکھا لیں اللہ اکبر یہی نہیں صاف لکھدیا کہ حسین باغی ہیں اور یزید خلیفہ برحق ہے چنانچہ منہج مکیہ صفحہ ۲۰۰ پر ابن حجر نے ابن عربی کا قول نقل کیا ہے لکھتے ہیں قال لم یقتل یزید الحسین الا بسیف جدہ ای بحسب اعتقادہ الباطل انہ الخلیفۃ والحسین باغ علیہ والبیعۃ سبقت لیزید یعنی ابن عربی صاحب فرماتے ہیں کہ یزید نے حسین کو قتل نہیں کیا مگر اونکے نانا کی تلوار (یعنی مسلم اور مشکوٰۃ والی حدیث) یعنی بحسب اونکے باطل اعتقاد کے (یہ تو انکا بھی اعتقاد ہے اپنی بلا دوسرے کے سر بھی تو ہے) اسلئے کہ یزید تو خلیفہ ہے اور حسین باغی ہیں (نعوذباللہ) اور بیعت پہلے یزید کی ہوگئی ہے اب تو آپ سمجھ گئے کہ یہ تلوار تھی جسکی زیارت آج تک آپ صحیح مسلم اور مشکوٰۃ میں کئے جاتے ہیں ابن عربی ہیں جنکے اقوال آجتک آپکے علماء نقل کرتے ہیں انہی کا نام قاضی ابوبکر بن عربی ہے اور یہ قاضی آپکے ہیں یا شیعوں کے ذرا تفسیر اتقان صفحہ ۲۰۰۹ دیکھئے اب آپ انصاف کیجئے کہ یزید آپکے خلیفہ ہیں یا شیعوں کے اور قتل حسین کے بعد آپکے علماء نے انکو اپنا خلیفہ تسلیم کیا ہے یا شیعوں نے ذرا تاریخ الخلفاء

ہی اوٹھا کر دیکھئے کہ علماء اہلسنت نے اون جناب کی خلافت کو دلی تسلیم کیا ہے
بلکہ انکی خلافت حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی خلافت سے بہی زائد مستند ہے لکھنے
اب لگے ہاتوں موجودہ زمانہ کو ہی دیکھ لیجئے کہ عزاداری موقوف کرنے کے درپے آپ
ہوتے ہیں یا ماتمداران شیعہ اور ماتم حسین دیکھئے سے آپکا کلیجہ ٹوٹتا ہے یا اون خلیفوں
کا جو اس ماتمداری کو قائم رکھتے ہوئے اوس خون ناحق کی اشاعت کرتے ہیں
ذرا گریبان میں منہ ڈالکر دیکھئے کہ اس خون کو کون چھپاتا ہے اور کون ظاہر کرتا ہے
کیا قاتل خون کو نہیں چھپاتے عمر بن سعد اور شمر قاتلان حسین کسکے مذہب میں
شیخ الروایت ہیں اور کسنے اونکو صدوق الروایۃ او موثق تسلیم کیا ہے (تقریب التہذیب
میزان الاعتدال ولمعات شرح مشکوٰۃ و استیعاب) اور ابو اسحاق جو شمر کے
شاگرد رشید ہیں کسکے شیخ الحدیث ہیں (استیعاب صفحہ ۱۷۰) اور ضحاک خمری جابر
و انس بن مالک مکثر الاخبار زید بن ارقم و حصین بن نمیر اسکونی سے کسنے احادیث
اخذ کیں ہیں۔ کیا آپکے محدثین نے یزید کو منجملہ آئمہ عشرہ کے تسلیم نہیں کیا۔
(صواعق محرقہ صفحہ ۱۲ و تاریخ الخلفاء صفحہ ۷ و شرح مسلم وغیرہ) کیا صحیح بخاری
میں انس بن مالک سے کثرت کیساتھ احادیث نقل نہیں کی گئیں۔ یہ تمام
تحریر تو الزامی ہے اب آپ اصل حدیث کیطرف توجہ فرمائے جسکو دیکھکر یہ غلط فہمی
ہوئی حقیقت یہ ہے کہ دشمنی اہلبیت رسول کے سبب سے حق کو پوشیدہ کرتے ہیں اور
کچھ سے کچھ معنے سمجھتے ہیں قصور تو اپنی سمجھ کا اور الزام دوسروں پر رکھدیتے ہیں ملاحظہ
حدیث کافی کتاب الروضہ صفحہ ۱۲۲ - عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قول اللہ
عزوجل فاما ان کان من اصحاب الیمین فسلام لک من اصحاب الیمین فقال
رسول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی ہم شیعتک فسلم ولدک منھم ان یقتلوھم
مناظر سنی قولہ فسلم ولدک منھم ان یقتلوھم سے استدلال کرتے ہیں کہ اولاد

علیؑ کو شیعوں نے قتل کیا ہے کیونکہ اونکے نزدیک فسلم الخ کے معنے یہ ہیں کہ
پس محفوظ رکھ اپنی اولاد کو اون شیعوں سے یہ کہ قتل کریں وہ اونکو یعنے تیری
اولاد کو حالانکہ یہ معنے عداوت قلبی کے سبب سے کئے ہیں کیونکہ قولہٗ فسلم بنا بر
رسم خط عثمانی کے فسلام سے نقل کیا گیا ہے جو معنے کہ سیاق کے سبب فسلام لک
سے ظاہر ہے لہذا جو معنے فسلام لک من اصحاب الیمین کے ہیں وہی معنے سیاق بتا
رہا ہے کہ فسلام لک منہم کے ہیں یعنے پس سلامتی تیری اولاد کی اصحاب یمین کے
سبب سے ہے کہ قاتلین تیری اولاد کو قتل کریں چنانچہ یہی ہوا کہ جب تک اصحاب
یمین زندہ رہے جو اوسوقت موجود تھے اوسوقت تک امام پر آنچ نہ آنے دی تیرو
شمشیر کے وار اپنے سینوں پر روکے صبح سے دوپہر تک لڑتے رہے مگر امام کو
کوئی تکلیف نہ ہونے دی یہاں پر یقتلوا کا فاعل محذوف ہے اور بجائے مظہر
کے ضمیر فاعل کی ظاہر فرمادی جیسا کہ آیہ وافی ہدایہ ولم اہلکنا قبلہم من القرون
انہم الیہم لا یرجعون میں ضمیر الیہم وارد ہے اور ضمیر کا مرجع مذکور نہیں محذوفات کلام
عرب میں اکثر بمقتضائے مقام پائے جاتے ہیں یہاں پر آیہ مبارکہ فسلام لک
من اصحاب الیمین میں اصحاب یمین کی مدح ہے اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ خداوند
عالم تو پیغمبر کی سلامتی اصحاب یمین کے سبب سے فرمائے اور رسول اللہ اونکی
مذمت فرمائیں لا واللہ ایسا نہیں ہوسکتا بلکہ صحیح معنے یہ ہیں کہ جناب امیر سے
اوسی سلامتی اصحاب یمین کے سبب سے ہے اس سے کہ اونکو دشمنان دین
قتل کریں۔

یہ عام قاعدہ ہے کہ ہر لفظ کے معنے قرینہ کے لحاظ سے کئے جاتے ہیں جو قرینہ
دلالت کرتا ہے وہی معنے ہوتے ہیں یہاں جناب مناظر اہلسنت صاحب نے نہ قرینہ کا
لحاظ کیا اور نہ لغت میں سلم کے معنے دیکھے خدا جانے یہ اعتراض کہاں سے نقل کیا ہے

یعنی اصحاب یمین کی سلامتی تیری اولاد کی [illegible]

اور بے سوچے سمجھے شیعوں کو ملزم قرار دیتے ہوئے اپنے گھر کا بھید کھلوا دیا مگر اکثر
مراۃ العقول صفحہ ۲۷۷ دیکھکر مرسل بلکہ ضعیف حدیث سے اعتراض نہ کیا
کرتے یہ ابتدائی باتیں ہیں جو لوگ ابتدائی کتابیں پڑھنے والے ہیں وہ بھی فرق کے
لحاظ سے معنے کرتے ہیں اور اکل کمثری یحیی کے معنے یہی کہتے ہیں کہ یحیی نے امرود کھایا
یہ کوئی نہیں کہتا کہ امرود نے یحیے کو کھایا یہ دوسری بات ہے کہ آپ علاوہ ترکیب
نحوی کے قرینہ کو بھی نہ سمجھیں اسکا علاج تو یہی ہے کہ پھر کسی ملا کے سامنے جا کر
کی پڑھائی کیجئے اس حدیث کی چند طریقوں سے ترکیب ہو سکتی ہے لیکن تحقیق
سمجھانیکے لئے سہل طریقہ کو اختیار کیا گیا اور ہر طریقہ سے مدح ہی نکلتی ہے نہ کہ ذم
ہاں آپکی مثل ترجمہ کرنیوالا اگر آیہ مبارکہ فسلام لک من اصحاب الیمین کے
معنے بھی اسی طرح کرے تو اسمیں ہمارا کیا قصور ہے۔

سوال آل رسول سے کیا مراد ہے اور وہ کون لوگ ہیں۔

آل رسول

جواب علمائے اہلسنت یہاں پہلے ہم اس خفیہ اعتراض کا جواب لکھتے ہیں جو مناظر صاحب
کے خیال میں چکر لگا رہا ہے جسکو وہ اپنے تصور میں نہایت اچھا سمجھتے
ہیں وہ یہ ہے کہ خداوند عالم نے نو دس مقام پر آل فرعون فرمایا ہے حالانکہ
فرعون کے اولاد نہ تھی لہذا آل سے مراد تابعین فرعون ہیں اس امر کو لحاظ
رکھتے ہوئے یہ ثابت ہوا کہ آل رسول تمام تابعین رسول ہیں اگرچہ اسکا کافی جواب
پمفلٹ میں دیا گیا ہے لیکن ہم بھی مختصراً تحریر کرتے ہیں۔

شیعہ سنی

اول تو یہ تحقیق نہیں ہے کہ فرعون کے اولاد نہ تھی بلکہ تفسیر کبیر صفحہ ۲۳۰ جلد ۷
و تفسیر کشاف صفحہ ۱۲۷ تحت آیہ قال رجل مومن من آل فرعون کے مذکور ہے
کہ وہ رجل مومن فرعون کا چچا زاد بھائی تھا اور امام فخر الدین رازی نے تو یہ بھی
کہہ دیا ہے کہ لفظ آل قرابت اور عشیرہ میں بھی واقع ہوتا ہے لہذا آپ کا استدلال

باطل ہے اگر محبت تابعین مراد لئے جائیں تو رجل مومن تو فرعون کا تابع نہ تھا حالانکہ
اوسکو بھی آل فرعون کہا اگر وہ تابع فرعون ہوتا تو رجل مومن نہ کہا جاتا بلکہ رجل
کافر ہوتا علاوہ اسکے لشکر فرعون کو جو آل فرعون کہا یہ تغلیباً کہا گیا چونکہ آل کا
لفظ اشراف کیلئے مستعمل ہوا ہے اور اذلہ و ارازل کیلئے نہیں آتا جیسا کہ منتہی الارب
صفحہ ۳۶ جلد ۱ پر موجود ہے اور فرعون یقیناً ذلیل اور رذیل تھا جیسا کہ خداوند
عالم عام طور سے فرماتا ہے ان الذین یحادون اللہ و رسولہ اولئک فی الاذلین
(پارہ ۲۸ رکوع ۳) یقیناً جو خدا اور اوسکے رسول سے مخالفت کرتے ہیں سب
سے زیادہ ذلیلوں میں وہی ہیں۔ خداوند عالم نے جو آل فرعون فرمایا اور فرعون
ذلیل ہے بلکہ اذل ہے تو صاف طور سے پایا گیا کہ آل تہکم اور اوسکی ذلت کیلئے
کہا جسطرح اردو میں بھی جاہل شخص کو قبلہ کہدیتے ہیں در اغاثۃ الغرام صفحہ ۱۴۳
دیکھیے کہ آل محمد ذریت رسول ہے اہلبیت دوازدہ امام و جناب سیدہ ہیں اور آنحضرت
کی عترت اصحاب عبا ہیں یہی مضمون تفسیر صافی صفحہ ۱۰ پر ہے۔
اگر آل سے مراد تابع ہو تو آنحضرت کی حدیث مشارق الانوار صفحہ ۲۴۸ پر نہ ہوتی
بسم اللہ اللہم تقبل من محمد و آل محمد و من امۃ محمد قالہ عند الذبح مسلم میں آنحضرت
سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ خدا کے نام سے ذبح کرتا ہوں الٰہی اسکو قبول کر
محمد کی طرف سے اور محمد کی آل کی طرف سے اور محمد کی امت کی طرف سے یہ دعا آنحضرت
قربانی ذبح کرنے کے وقت فرماتے تھے اس مختصر بیان سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ آل کے
معنے تابعین کے نہیں کیونکہ آنحضرت صلعم نے جو دعا فرمائی اوس میں صاف
تصریح موجود ہے کہ آل اور ہیں اور امت اور ہے یہ کہ صدقہ آل محمد پر حرام قرار
دیا گیا لیکن تابعین رسول پر حلال ہے یہ دوسری بات ہے کہ آل میں جو کوئی نیک
ہو یا بد رہیگی آل رسول ہی اسی سبب سے آنحضرت نے فرما دیا اگر وہ اولاد ہی

فالصالحون للّٰہ والطالحون لی میری اولاد کا اکرام کرو نیکوں کا خدا کے سبب
سے اور بدوں کا میرے سبب سے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آل رسول ایسے مشرف
و معظم ہیں کہ ادنیٰ طالح بھی واجب الاکرام ہیں برخلاف عامۂ امت کے
کہ اونکے صالحین طریقہ رسول پر چل کر بھی کسی قدر سے واجب الاکرام ظاہر نہیں
ہوتے لہذا مرتبہ میں آل رسول کے صالحین و طالحین کی منزلت سے بھی نہیں پہنچے
کیونکہ آل رسول مطلقاً وارث قرآن ہیں اگرچہ اونمیں ظالم بھی ہیں لقولہ تعالیٰ
ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم
سابق بالخیرات باذن اللہ پارہ ۲۲ رکوع ۱۶ پھر ہم نے کتاب کا وارث
اونکو بنایا جنکو ہمنے اپنے بندوں میں سے منتخب کر لیا اونمیں بعض اپنے نفس
پر ظلم کرنے والے اور بعض میانہ رو اور بعض نیکیوں میں سبقت لیجانے
ہیں یہ شرف تو عامۂ آل رسول کی شان میں ہے جنمیں سابق بالخیرات
خاصتہً آل رسول ہیں جنکو عصمت و طہارت سے سرفراز فرما کر آیہ تطہیر میں
لفظ اہلبیت سے ممتاز کیا یہی توجیہ حدیث سلمان منا اہل البیت
کی ہے کہ حضرت سلمان کو کمال ایمان حاصل کرنے اور علم و یقین کے
درجہ پر پہونچنے کے بعد منا اہل البیت فرمایا یہ حدیث محتمل ہے
اس معنے سے کہ اونکو اہل بیت نہ فرمایا بلکہ لفظ منا سے ارشاد
فرمایا البتہ اہل البیت منا کا بدل واقع ہوا اور لفظ منا اکثر اخبار
میں آیا ہے جیسے کہ آنحضرت نے فرمایا من سل علینا السیف
فلیس منا اسجگہ لیس منا کے معنے لیس متخلقاً باخلاقنا
وافعالنا ہیں تیسیر الوصول صفحہ ۲۰۴ جلد ۲ پس حدیث
کے معنے بنا بر احتمال یہ ہوئے کہ سلمان متخلق من اخلاقنا اہل البیت

جو ہر جام جم از طینت کان دگر است　　تو توقع ز گل کوزہ گران میداری

آل رسول خون رسول سے پیدا ہوئے ہیں اور باقی امت اپنے اجداد سے وہ کسطرح طینت نبیؐ میں داخل ہوسکتے ہیں مناظر صاحب اس مسئلہ میں زائد مغرور ہیں اسی کو نمبر ۱۳۰ میں اعادہ کیا ہے لہذا یار باقی بحث باقی

سوال جناب امیر کے مجموعہ اقوال سے حقیقت مذہب اہلسنت ثابت ہوئی یا حقیقت مذہب شیعہ

جواب مذہب اہلسنت کی حقیقت سے سوال خلاف واقعی ہے اسلئے کہ آپکے عہد میں دو گروہ لکھے جاتے تھے ایک شیعہ علی اور دوسرا شیعہ عثمان اسی دوسرے گروہ کو سنہ ۴۱ھ میں اہلسنت کہا گیا اور جو واقعات شیعہ علی اور اہلسنت کے درمیان جنگ صفین میں پیش آئے افسوس اسلام کی تاریخیں بھری ہوئی ہیں اور اہل السنۃ والجماعۃ کی وجہ تسمیہ علامہ یحیی بن الحسن نے کتاب منہاج التحقیق میں اور حسن بن سہیل نے اوائل کتاب انوار الہدایہ میں اور شیخ العسکری نے کتاب الزواجر میں اور ابن عبدربہ نے کتاب العقد میں اور حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں اسطرح لکھی ہے فاستقر فیہا (فی الخلافۃ) من ربیع الآخر او جمادی الاول سنۃ احدی و اربعین فسمی ہذا العام الجماعۃ لاجماع الامۃ فیہ علی خلیفۃ واحد یعنے پس خلافت میں ربیع الآخر یا جمادی الاول سنہ ۴۱ھ کو مستقر ہوگیا پس اس سال کا نام جماعت ہوا بسبب اجماع امت کے اوس میں خلیفہ واحد پر اور عمدۃ القاری میں سنۃ الجماعت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے جسکی اصلاح کرکے اہل السنۃ والجماعۃ نام رکھ لیا پس یہ زمانہ سنہ ۴۱ھ کا جناب امیر کے وجود باجود سے خالی ہوچکا تھا پھر کسطرح مذہب اہلسنت کی حقیقت اس سنہ ۴۰ھ میں فرماتے البتہ مذہب شیعہ کی حقیقت کو آپنے حدیث نبوی کے نقل فرمانے سے ارشاد فرمائی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے یا علی انت وشیعتک فی الجنۃ اے علی تم اور شیعہ جنت میں ہونگے۔ اب فرمائیں کہ جب مذہب اہلسنت آپکے ہی علماء کے اقوال سے

بموجب اُس کے قائم ہوا تو اس سے قبل نہونا ثابت اسی سبب سے آپ کے مذہب کو معاویہ شاہی کہا جاتا ہے اگر یہ مذہب رسول اللہ صلعم کا ہوتا تو اسکے استقرار کا شہرہ نہ ہوتا ہر کون صاحب عقل کہہ سکتا ہے کہ جناب امیرؑ کے عہد میں جو مذہب موجود ہے نہ تھا اوسکی مدح فرماتے یا اوسکی حقیقت ظاہر فرماتے -

سوال جناب امیر اور ائمہ مابعد کا کیا مذہب تھا -

جواب حضرات ائمہ معصومین کا وہ مذہب تہا جسکے سبب سے اونکی عصمت میں آیہ تطہیر اور وجوب مودت میں آیۂ مودۃ اور آیہ انما ولیکم اللہ اونکی ولایت مطلقہ میں اور دیگر آیات قرآنی اونکے فضائل و مناقب میں نازل ہوئیں اور صواعق محرقہ میں ابن عباس رض سے مروی ہے لقد عاتب اللہ اصحاب محمد فی غیر مکان وما ذکر علیا الا بخیر یعنی خدا نے بہت سی جگہہ اصحاب نبی پر عتاب فرمایا ہے مگر علی مرتضے کا ذکر نہیں فرمایا مگر خیر کیساتھہ اور استیعاب صفحہ ۴۷۹ بسند اسمعیل بن اسحاق و امام احمد بن حنبل کے مذکور ہے لم یرو فی فضائل احد من الصحابۃ بالاسانید الحسان ماروی فی فضائل علی بن ابیطالب یعنی بسند حسن کسی صحابی کی شان میں فضائل مروی نہیں جسقدر علی بن ابیطالب کے فضائل میں حدیثیں وارد ہوئی ہیں

آئمہ معصومین علیہم السلام کا مذہب خلفاء ثلاثہ کے طریقہ سے بالکل مخالف تہا حدیث (مسلم صفحہ ۹۰ جلد ۲) اسکی شاہد ہے کہ عمر فاروق نے علی و عباس سے مخاطب ہوکر کہا فرائیتماہ (ای ابابکر) کاذبا اثما غادرا خائنا — فرائیتمانی کاذبا اثما غادرا خائنا یعنی تم دونوں ابوبکر کو جھوٹا گنہگار غدر کرنیوالا اور خیانت کرنیوالا جانتے ہو اور مجھکو بھی ایسا ہی ایسا جانتے ہو اور نصائح کافیہ صفحہ ۱۳۶ پر فدک کے بارے میں ہے انکر العباس و علی و فاطمۃ حدیث الصدیق نحن معاشر الانبیاء لانورث وقالوا کیف کان النبی یعرف ہذا الحکم غیرنا ونکتمہ عنا ونحن الورثۃ واولی الناس بان یودی ہذا الحکم الیہ یعنی عباس

عم نبی صلعم اور علی اور فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے حدیث نحن معاشر الانبیاء کا انکار کیا
اور فرمایا کہ رسولخدا صلعم نے یہ حدیث ہمارے غیر سے کیونکر فرمائی اور اوسکو ہم سے چھپایا
حالانکہ ہم اونکے وارث ہیں اور لوگوں میں زائد لائق ہیں یہ کہ اس حدیث کو ہم سے ارشاد
فرماتے اور دراساۃ اللبیب صفحہ ۱۴ پر ہے ان علیاً لم یبال بخلاف عمر و عثمان ولم یتوقف
بحسن الظن الی عمر فی ان لہ حدیثاً یعنی یقیناً علی مرتضی عمر و عثمان کے خلاف کی پرواہ نہ کرتے
تھے اور تسلیم نہ کرتے تھے حدیث عمر کے نقل کرنے پر حسن ظن کیا تھا اور ابن قتیبہ کی کتاب
الامامۃ والسیاسۃ میں ہے کہ جناب امیر کی خدمت میں مرد خثعمی بیعت کرنیکے لئے لایا گیا
آپ نے اوس سے بیعت کو کہا کہ کتاب اللہ و سنت رسول پر بیعت کر اوسنے انکار کیا اوسنے
کہا کہ میں کتاب اللہ و سنت نبی اور سیرت شیخین پر بیعت کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ سنت
ابوبکر و عمر کو بیعت میں کیا دخل ہے انما کانا عاملین بالجور حیث عملا وہ دونوں ظلم کے
ساتھ عمل کرتے تھے اوس مرد خثعمی نے اسکو نہ مانا اور چلا گیا یہانتک کہ گروہ خوارج
میں جا ملا اور جنگ نہروان میں اوسکو مقتول دیکھا۔ مسند احمد حنبل میں ہے قال عثمان لہ
(لعلی) انک کثیر الخلاف علینا یقیناً تم ہم سے بہت مخالف ہو اور حیوۃ الحیوان صفحہ
۸۲ و ۸۳ جلد ۲ پر ہے قال جعفر الصادق لابی حنیفۃ اتق یا عبد اللہ ولا تقس الدین برایک
وہو احد الائمۃ علی مذہب الامامیۃ یعنی اے عبد اللہ خوف کر اور دین میں اپنی رائے نہ چلا
اور وہ مذہب امامیہ میں ایک امام تھا (امام جعفر صادق علیہ السلام) اور دراساۃ اللبیب
میں ہے ولم تزل الائمۃ من بعد علی یخالفون فی الفتیا من علماء عصرہم مع علمہم
بہذا الحدیث (نحن معاشر الانبیاء) یعنی ائمہ بعد جناب امیر کے ہمیشہ علماء عصر سے
فتووں میں مخالف رہے باوجود اونکے علم کے کہ حدیث نحن معاشر الانبیاء ابوبکر
نے نقل فرمائی ہے مسند امام اعظم صفحہ ۱۰۰ پر حرمت اکل صید محرم کیلئے جو احرام حج
کی حالت میں ہو اوسکو شکار کا گوشت کھانا حرام ہے وہو مذہب نقل عن جماعۃ

من السلف منهم علی کرم اللہ وجہہ ومذہبنا مذہب عمر والی ہریرہ وطلحہ بن عبد اللہ وعائشہ
انجموع عنہم الطحاوی یعنے حرمت اشتکار کی محرم کیلئے جماعت سلف کا مذہب ہی اونمیں علی
بھی ہیں اور ہمارا مذہب مذہب عمر وغیرہ کا ہے اسکو طحاوی نے نقل کیا ہے اور کتاب اللمعات
شرح مشکوۃ میں اوس عورت کے مہر ومیراث کے بارے میں جسکا مہر زبان زد نہوا ہو اور
بلا خلوت کئیے اوسکا شوہر مرگیا ہو لکھا ہے للشافعی قولان احدہما کقول علی وثانیہما کقول
ابن مسعود ومذہبنا مذہب ابن مسعود یعنے اس مسئلہ مہر ومیراث میں شافعی کے دو فتوی ہیں
ایک فتوے موافق مذہب جناب امیرؑ کے ہے اور دوسرا موافق مذہب ابن مسعود کے اور ہمارا
مذہب مذہب ابن مسعود کا ہے یہی مضمون نور الانوار صفحہ ۱۸۲ پر ہے
اس مختصر مضمون سے ظاہر ہوگیا کہ ائمہ کا مذہب اہلسنت کے خلاف تھا بلکہ اسطرح
کہنا چاہئے کہ اہلسنت کا وہ مذہب ہی جو ائمہ اہلبیت کے خلاف ہے اور ہمیشہ ائمہ اہلسنت
نے اپنا وہی فتوی رکھا جو اہلبیت رسولؐ کے خلاف ہوتا تھا چنانچہ جناب امیرؑ کے قول کو ترک
کر دیتے تہے اور ابوہریرہ کا قول یا ابن مسعود (جنکو حضرت عثمان نے پٹوایا تھا) کے فتوی
قبول کر لیتے تھے پھر لطف یہ کہ مجموعہ اقوال جناب امیرؑ سے حقیقت مذہب اہلسنت ثابت
کرتے ہیں اندکے کشف عوار تو نمودم ورنہ کلک اطناب رقم خیلے خلش ہا دارد

سوال | کیا حضرات شیعہ کا ایمان قرآن کریم پر ہے یا ہو سکتا ہے توضیح ایمان بالقرآن
کے دو مطلب ہیں اور دونوں مراد ہیں دونوں کا ثبوت مطلوب ہے۔

ایمان بالقرآن

الف اس بات پر ایمان کہ قرآن نام کی کوئی کتاب خدا کے یہاں سے اوتری تھی
ب اس بات پر ایمان کہ قرآن موجودہ لہم وکاست بے تغیر وتبدل وہی قرآن
ہے جسکو محمد رسول اللہ صلعم کتاب اللہ فرماتے تھے۔

جواب | اس سوال میں مناظر اہلسنت نے تین تنقیحیں بوقت مناظرہ قائم
کی تہیں ہم اونکو بہی لکہتے ہوئے جواب دیتے ہیں تنقیح اول یہ ہے کہ شیعوں نے

تمام راویان قرآن کو مجروح و مقدوح کر دیا اور اس قابل نہ سمجھا کہ اونکے قول یا فعل پر
اعتبار کیا جائے تنقیح دوم اس سبب سے کہ شیعہ تحریف کے قائل ہیں اور جو تحریف
کا قائل ہے وہ کافر ہے تنقیح سوم اس سبب سے شیعہ تقیہ کے قائل ہیں لہذا شیعوں کو
معلوم نہیں ہو سکتا کہ اونکے ائمہ علیہم السلام نے جو قرآن پر ایمان لانے یا اعتقاد رکھنے
کا حکم دیا ہے یہ تقیہ ہے یا بغیر تقیہ غرضکہ ان تین تنقیحوں کے صاف کرنے کے بعد یہ ثابت
ہو سکتا ہے کہ شیعوں کا ایمان قرآن پر ہے۔

مناظر صاحب اہلسنت نے یہ ہوشیاری کی کہ ایک سوال قائم کیا اور اوسکے تحت
میں ۲۳ وجہ کے سوال کو لپیٹ لیا تاکہ جس پہلو سے جواب دیا جائیگا تو اہلسنت کے
مناظر صاحب کو موقع رہیگا کہ کہدیں اس تنقیح کا جواب نہ ہوا اور اوسکا جواب
نہ ہوا چنانچہ جس تنقیح کا اونکو جواب دیا گیا اوسکو چھوڑ کر وہ کہنے لگے میرے سوال کا جواب
نہیں ہوا اور دو کا جواب دیا تو کہدیا آپ کے یہاں تو جھوٹ بولنا جائز ہے ہم اس وسیلہ سے
ہر ایک تنقیح کا جواب اوسکے نمبر میں دینگے چنانچہ صحابہ کا جواب صفحہ ۵ پر گذرا اور تقیہ کا
جواب نمبر ۱۷ میں دیا جائیگا لہذا اب تحریف قرآن کی بابت عرض کیا جاتا ہے پہلے
اس سے کہ ہم جواب دیں یہ عرض کرتے ہیں کہ اگر تحریف کے قائل کو آپ کافر فرماتے
ہیں تو سب سے پہلے اس فتوی کو اپنے صحابہ اور خلفاء پر جاری فرمائیے پھر ہم سے کہئے
دوسرے یہ کہ یہ فتوی کفر کہاں سے اخذ کیا گیا ایمان بالقرآن کا سوال وہی شخص
کر سکتا ہے جسکو مطلق تواتر ماجاء النبی کا یقین نہ ہوا ہو اور اوسکے خود متحیر ہوں اور اوسکے پیرو
در نبوت پر بیٹھکر ماذون لشرکۃ قرأۃ رسول اللہ صلعم کے نزدیک نہ ہوئے ہوں جیسا
کہ کنز العمال صفحہ ۲۸۰ جلد ۱ و در منثور صفحہ ۹۷ جلد ۶ پر موجود ہے اور وہ ذات جو
قرآن و حدیث پیغمبر میں حج و عمرہ کی بابتہ منافات اخذ کر لیتے ہوں (بخاری
صفحہ ۱۸۹ جلد ۱) اور بادصف دعوی حسبنا کتاب اللہ کے معنے آیہ الذین اٰتینا

جواب نمبر ۹

ہم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم میں مستور ہے (درمنثور صفحہ ۱۴۴ جلد ۱) ابن
ابن عباس سے کہتے رہے ما اعلم منہا الا بالسطح میں نہیں جانتا مگر جو تم بتا دیتے ہو۔
(بخاری صفحہ ۱۰۲۶ جلد ۳ و صفحہ ۱۰۹۳ جلد ۳) اور وہ بھی جبکہ جھوٹ کہنے میں بھی
مشتاق ہوں جبکے سبب سے علم کا باوثوق ذریعہ مجروح ہو گیا ہو (مسلم صفحہ ۱۳) یہاں یہ ہم
یہ سوال قابل جواب ہے لہذا حسب مراحت ذیل سمجھایا جاتا ہے کہ قرآن ہمارے گھر میں
ہوا ہے اور یہ مشہور ہے کہ اہل البیت ادری بما فی البیت گھر والے ہی گھر کی چیز کو زیادہ
جانتے ہو الا ہوتا ہے اور خداوند عالم نے بھی قرآن کا تمام تر وراثت پیغمبر کو قرار دیا ہے ارشاد
ہوتا ہے ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا پھر ہم نے اپنی کتاب کا وارث
انکو بنایا جنکو ہم نے اپنے بندوں میں سے انتخاب کر لیا لہذا ہم نہایت اختصار کیساتھ
بتاتے ہیں کہ تین صدیوں تک شیعوں کو تواتر ائمہ معصومین سے معلوم ہوا کہ قرآن منزل
من اللہ ہے آپ اپنے گھر کی خبر لیجئے کہ ابوہریرہ اور عکرمہ خارجی کی قابل بعلت نظر لیجئے
جنکی صوت علی الایمان پر آپکے علماء کو بھی یقین نہیں اور جنکے قابل وثوق نہ ہونے کی سند
امام نووی نے صاف طور سے دیدی کہ الکذب فی الحدیث الصالحین زائد جھوٹ بولنے
والے حدیث میں صالحین تھے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اہلسنت کہاں تک متمسک
بالقرآن ہو سکتے ہیں اگر آپ اصول کافی بحار الانوار استبصار وغیرہ دیکھتے تو معلوم ہو جاتا کہ
شیعہ قرآن کی کہاں تک عزت کرتے ہیں اور اہلسنت جو شباب سے رکھنا کہاں تک مانتے
ہیں کس طرح اسکی قدر کر سکتے ہیں جبکہ خلفاء نے قرآن کی وہ قدر کی کہ آج تک مشہور ہوتا
جاتا ہے کیا آپکے خلیفہ صاحب نے قرآن نہیں جلایا کیا آپکے مجوزہ خلیفہ نے قرآن کو تیر
نہیں کیا جنہیں تیری احکام کی پیروی کی کہ وہ ٹوٹنے میں ڈال دیا کیا آپکے خلیفہ کو علامہ سیوطی
الدمشقی نے تاریخ الخلفاء میں ما حرج من الالحاد فی القرآن والکفر باللہ کا کیا ہوا
سارا ٹھیک نہیں دیا کاش آپ گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں اور شرمائیں

نبیہ صلی اللہ علیہ و آلہ ہو ما بین الدفتین و ما فی ایدی الناس لیس باکثر من ذلک
قال و من نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک کذب ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ جو قرآن
خداوند عالم نے اپنے نبی صلعم پر نازل فرمایا وہ وہی ہے جو دو دفتیوں کے درمیان
میں ہے اور لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اور اس سے زائد نہیں ہے اور جو شخص ہماری
طرف نسبت دے کہ ہم قرآن کو اس سے زائد کہتے ہیں اوسنے جھوٹ کہا۔ پھر زیادتی
کے بارے میں فرماتے ہیں و اما الکلام فی زیادتہ فمما لا یلیق بہ لان الزیادۃ فیہ تخرج علی
بطلانہ اور لیکن کلام اوسکی زیادتی میں پس یہ سزاوار نہیں اسلئے کہ قرآن میں زیادتی کے
باطل ہونے پر اجماع ہے۔ اب سنئے اون روایات کا جواب جو اس بارے میں ہیں ونقل
شئی منہ من موضع الی موضع طریقہا الاحاد التی لا یوجب علما فالاولی الاعراض عنہا
اور وہ روایتیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیلی کر دینے کے بارے میں ہیں اونکی سندیں
ایسی ہیں جنسے یقین نہیں ہوتا پس بہتر یہ ہے کہ اونسے اعراض کیا جاوے۔
یہ تو ہماری اعتقادی صورت ہے جسکو کھلے ہوئے لفظوں میں دکھا دیا گیا مگر آپ
اپنے گھر کی کہئے آپکے علما ہی نہیں صحابہ اور خلفا بھی اسی کے قائل تھے کہ قرآن
میں تحریف ہو گئی ہے نقصان بھی زیادتی بھی تغیر و تبدل بھی ترتیب میں بھی غرض
جس پہلو سے بھی تحریف ہو سکتی ہے سبھی موجود ہیں ملاحظہ ہو۔

نقصان قرآن کنز العمال صفحہ ۲۰۰ جلد ا کتاب الاذکار عن الحسن ان
عمر بن الخطاب سال عن آیۃ من کتاب اللہ فقیل کانت مع فلان وقتل یوم الیمامہ
فقال انا للہ حسن سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رض نے کتاب خدا کی ایک آیت
کے بارے میں دریافت کیا تو کہا گیا کہ وہ فلاں شخص کے پاس تھی جو جنگ یمامہ میں قتل
ہو گیا تو حضرت عمر نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ گویا جسکو آیت یاد تھی
وہ مر گیا تو ہاتوں سے آیت ہی گئی کنز العمال صفحہ ۲۸۶ جلد ا کتاب الاذکار

عن عثمان انه قرء ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر

ويستعينون الله على ما اصابهم واولئك هم المفلحون ۔ حضرت عثمان سے روایت ہے کہ وہ آیہ

ولتکن منکم الخ کو پڑھا ۔ اب جو دیکھا جاتا ہے تو ویستعینون اللہ علی ما اصابهم

قرآن میں موجود نہیں جو وہی پڑھتے تھے اور خود ہی جمع قرآن کے وقت نہیں لکھتے

در منثور صفحہ ۱۴۰ جلد ۲ ۔ اخرج عبد بن حمید و ابن جریر و ابن الانباری فی المصاحف

والحاکم وصححه من طرق عن ابی نضرة قال قرأت علی ابن عباس فما استمتعتم به منهن

الی اجل مسمی فقلت ما نقرؤها كذلك فقال ابن عباس والله لانزلها الله كذلك ۔ عبد بن

حمید اور ابن جریر اور ابن الانباری نے مصاحف میں اور حاکم نے اور اوسکی تصحیح بھی

کی ہے کہ ابی نضرہ سے چند طریقوں سے روایت کی (اسی مضمون کو طبرانی اور بیہقی نے

بھی لیا گیا ہے) کہ ابن عباس کے سامنے آیہ فما استمتعتم الخ پڑھی گئی تو انہوں نے

اوسکے آگے الی اجل مسمی پڑھا جو اب موجود نہیں کہا گیا کہ ہم تو اسطرح پڑھتے ہیں

اسپر ابن عباس نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ خدا نے تو اسی طرح نازل کیا ہے

جسطرح ابن عباس پڑھتے تھے اسی طرح ابی ابن کعب بھی پڑھتے تھے حالانکہ قرآن میں

اب موجود نہیں ہے ۔ غالبا متعہ کے حرام کرنے کیلئے حذف کیا اور پھر حرام نہ ہو سکا ۔ در منثور

صفحہ ۲۹۸ جلد ۲ ۔ اخرج ابن مردویه عن ابن مسعود قال كنا نقرء على عهد رسول الله

صلعم يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك ان عليا مولى المؤمنين وان لم تفعل

فما بلغت رسالته والله يعصمك من الناس ۔ ابن مردویہ نے ابن مسعود کی زبانی

کہا کہ ہم رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں یا ایها الرسول بلغ الخ پڑھا کرتے تھے

اب ان علیا مولی المؤمنین موجود نہیں ۔ عن ابن عمر قال لا یقولن احدکم قد اخذت

القرآن کله وما یدریه ما کله قد ذهب منه قرآن کثیر ولکن لیقل قد اخذت منه ما ظهر

الاتقان صفحہ ۲۵ ۔ ابن عمر کہتے ہیں تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے تمام قرآن

پالیا اور بہلا اوسنے سب کو بجز ما یا لقینا بہت کچھ قرآن گم ہو گیا اور لیکن یہ کہنا چاہیے
کہ بعینہ اوسی قدر قرآن لیا جسقدر کہ ظاہر ہوا۔ عن عائشۃ قالت کانت سورۃ
الاحزاب تقرأ فی زمان النبی صلعم مائتی آیۃ فلما کتب عثمان المصاحف لم نقدر منہا
الا علی ما ہو الآن۔ اتقان صفحہ ۲۴۲ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سورہ احزاب زمانہ
صلعم میں تو دو سو آیتیں پڑہی جاتی تہیں جب حضرت عثمان نے قرآن کو لکہا تو اوسمیں
[illegible] ہوئے مگر اوسی قدر جو اب موجود ہے۔ عن حمیدۃ بنت ابی یونس قالت قرأ علی
ابی وہو ابن ثمانین سنۃ فی مصحف عائشۃ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا
ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاول قالت
قبل ان یغیر عثمان المصاحف۔ اتقان صفحہ ۲۴۲۔ ابی یونس کی بیٹی حمیدہ نے کہا
کہ میرے باپ کے سامنے جو اسّی سال کا تہا مصحف عائشہ میں ہوس سے قبل
کہ عثمان نے قرآن کو بدلا یوں تہا ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین
آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاول۔ لیکن اب
جو دیکہا جاتا ہے تو اس آیت کا آخری فقرہ یعنے وعلی الذین یصلون الصفوف الاول
غائب ہے اس روایت میں تغیر عثمان المصاحف قابل غور ہے جس سے صاف ظاہر
کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے قرآن کو متغیر کر دیا تہا اسی سبب سے ابن عمر نے
کہدیا کہ تمکو کیا خبر ہے کہ کل قرآن کس قدر تہا۔

عن ابی موسی الاشعری قال نزلت سورۃ نحو براءۃ ثم رفعت وحفظ منہا ان اللہ
سیؤید ہذا الدین باقوام لا خلاق لہم ولو ان لابن آدم وادیین من مال لتمنی وادیا
ثالثا ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب۔ اتقان صفحہ
۲۴۲۔ ابی موسی اشعری نے کہا کہ مثل سورہ برات کے ایک سورہ نازل ہوئی
پہر اوٹہا لی گئی اوسمیں سے ان اللہ سیؤید ہذا الدین باقوام لا خلاق لہم ولو ان

لابن آدم وادیان من مال لتمنی وادیا ثالثا ولا یملاء جوف ابن آدم الا التراب
ویتوب الله علی من تاب حفظ کرلی - اس سے ظاہر ہے کہ وہ کل سورہ بھلا دی
گئی لیکن یہ آیت حفظ کرلیگئی گویا یہ نہیں بھلائی گئی جب یہ یاد رہی پھر کیوں نہ قرآن
میں تحریر کیگئی یہ ظاہر ہے کہ یہ آیت موجودہ قرآن میں نہیں غالبا یہ بھی مثل آیہ
رجم کی ہوگئی کہ ایک ہی شخص نے سنائی ہو اور اوسوقت کوئی دوسرا شاہد موجود ہو گا
ورنہ اسی مضمون کی دوسری روایت اور موجود ہے -

عن ابی واقد اللیثی قال کان رسول الله صلعم اذا اوحی الیہ اتیناہ فعلمنا ما اوحی الیہ
قال فجئت ذات یوم فقال ان الله یقول انا انزلنا المال لاقام الصلوۃ و ایتاء الزکوٰۃ و
لو کان لابن آدم واد لاحب ان یکون الیہ الثانی و لو کان لہ الثانی لاحب ان یکون الیہما الثالث ولا یملاء جوف ابن آدم الا التراب
ویتوب الله علی من تاب اتقان صفحہ ۲۵ - ابی واقد لیثی نے کہا کہ جب آنحضرت
صلعم پر وحی آتی ہم اونکی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضرت ہمکو وحی سکھلاتے
ایک روز جب گئے تو فرمایا کہ خداوند عالم فرماتا ہے انا انزلنا المال لاقام الصلوٰۃ الخ
اگرچہ اسمیں زیادتی ہے لیکن پہلی روایت سے ملتی ہوئی ہے کیا یہ کمی نہیں ہے

اخرج ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن عساکر عن ابن مسعود انہ کان یقرا ہذا الحرف
وکفی الله المومنین القتال بعلی بن ابیطالب در منثور صفحہ ۱۹۲ جلد ۵ - یعنی ابن ابی
حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابن مسعود سے روایت بیان
کیا ہے کہ وہ اسکو اسطرح پڑہتے تھے وکفی الله المومنین القتال بعلی ابن ابیطالب
اب جو لکھا جاتا ہے تو بعلی ابن ابیطالب نہیں اور یہ ابن مسعود وہ ہیں جن سے
قرآن سیکھنے کا حکم آنحضرت صلعم نے دیا تھا - اور یہ منجملہ اون چار صحابیوں کے ہیں
جنکی قرات کی تصدیق آنحضرت نے فرمائی بخاری صفحہ ۷۵۱ جلد ۲ - لیکن حضرت عثمان
نے ہیلا کر پھینکا اسکا سبب کیا ہے کہ ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور وہ قرآن

جو ادس صحابی رسول نے جمع کیا تھا جلا دیا جسکی وہ زندگی تک شکایت ہی کرتا رہا
اخرج ابن ماجہ عن عائشہ لقد نزلت آیۃ الرجم ورضاعۃ الکبیر عشرا (۱۹ اسے عشرہ رضعات ہوتی ہے)
لقد کان فی صحیفۃ تحت سریری فلما مات رسول اللہ صلعم وتشاغلنا بموتہ دخلت
داجن فاکلہا درمنثور صفحہ ۱۷۹ جلد ۲ - ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے روایت کی
کہ وہ فرماتی تھیں یقیناً آیہ رجم اور رضاعۃ کبیر عشرا (دس مرتبہ دودھ پلانے سے
حرمت ہوجاتی ہے) نازل ہوئی اور وہ جس صحیفہ میں لکھی ہوئی تھی میرے تخت کے
نیچے رکھا تھا جب آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا اور ہم آنحضرت کی موت میں
مشغول ہوئے بکری آئی اور اوسکو کھا گئی -

اس روایت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت عثمان حقیقت میں قادر نہیں ہوسکتے
بھلا جن آیتوں کو بکری کھا جائے پھر اوسکے پیٹ سے کسطرح نکل سکتی ہیں غالباً یہی
وجہ ہے کہ آیہ رجم موجود نہیں لیکن حضرت عمر نے سنادی اور دو کہا دیا کہ دیکھو آیہ رجم
یہ ہے لیکن میں قرآن میں زائد نہیں کرسکتا چنانچہ موطا مالک صفحہ ۴۹۴ علم کتاب
الحدود میں ہے فقد رجم رسول اللہ صلعم ورجمنا والذی نفسی بیدہ لولا ان یقول الناس
زاد عمر فی کتاب اللہ لکتبتہا الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما البتہ یقیناً آنحضرت نے
رجم کیا اور ہم نے بھی رجم کیا قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اگر لوگ یہ نہ
کہیں کہ عمر نے کتاب اللہ میں زیادتی کردی ہے تو ضرور لکھدیتا الشیخ والشیخۃ الخ
تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر کے زمانہ تک یہ آیت موجود تھی اسکے بعد زمانہ خلافت
ثالثہ کا آیا تو نہ حضرت عمر تھے اور نہ صحیفہ عائشہ رض اور نہ بیچارے ابن مسعود کی
گواہی مستند پھر آیہ رجم پر کیا قدرت ہوسکتی اخرج سعید ابن منصور والبخاری فی
الادب عن ابن عباس انہ قرء وشاورہم فی بعض الامر درمنثور صفحہ ۹۰ جلد ۲
سعید ابن منصور نے اور بخاری نے ادب میں لکھا ہے کہ ابن عباس وشاورہم فی بعض الامر

پڑہا کرتے تھے - یعنی لبعض کا لفظ قرآن سے غائب ہے اب پھر آیۂ رجم کیطرف غور کیجیے اتقان صفحہ ۲۵ پر ہے عن امامہ بن سہل ان خالتہ قالت لقد اقرانا رسول اللہ صلعم آیۃ الرجم اذا زنی الشیخ والشیخۃ فارجموہما البتۃ بما قضیا من اللذۃ امامہ بن سہل کی خالہ نے کہا کہ ہم نے آنحضرت صلعم سے آیۂ رجم پڑہی تھی اذا زنی الشیخ الخ پھر اسی صفحہ پر ابن کعب سے اسی آیہ رجم کے بارے میں روایت ہے کہ اونسے دریافت کیا بہلا وہ کیا آیت ہے تو کہا اذا زنا الشیخ والشیخۃ فارجموہما البتۃ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم ان چند روایتوں سے آیہ رجم کی کمی ثابت ہوگئی اگر تمام روایات کو جمع کیا جائے تو محض نقصان ہی نقصان کو وہ طول ہو کہ ایک زبردست کتاب تیار ہو جائے اب ہم مسلم و بخاری کی حدیثیں نقل کرتے ہیں -

حدثنی سوید بن سعید قال نا علی بن مسہر عن داؤد عن ابی حرب بن ابی الاسود عن ابیہ قال بعث ابو موسی الاشعری الی قراء اہل البصرہ فدخل علیہ ثلاث مائۃ رجل قد قرؤا القرآن فقال انتم خیار اہل البصرہ وقراؤہم فاتلوہ ولا یطولن علیکم الامد فتقسو قلوبکم کما قست قلوب من کان قبلکم وانا کنا نقرأ سورۃ کنا نشبہہا فی الطول والشدۃ ببراءۃ فانسیتہا غیر انی قد حفظت منہا لو کان لابن آدم وادیان من مال لابتغی وادیا ثالثا ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب وکنا نقرأ سورۃ کنا نشبہہا باحدی المسبحات فانسیتہا غیر انی قد حفظت منہا یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون فتکتب شہادۃ فی اعناقکم فتسئلون عنہا یوم القیامۃ مسلم صفحہ ۳۳۳ جلد ۱ - مجھسے حدیث بیان کی سوید بن سعید نے کہا کہ ہمسے علی بن مسہر نے روایت کی ہے اونسے داؤد سے اونسے ابی حرب بن ابی الاسود سے اونسے اپنے باپ سے سنا کہتے تھے وہ ابو موسی اشعری نے قراء اہل بصرہ کی طرف بہیجا پس اونکے پاس تین سو آدمی آئے اور قرآن پڑہا پس اونسے کہا تم بہترین اہل بصرہ اور اونکے قراء سے ہو پڑہو اور طول نہ دو تمہارے قلوب سخت ہو گئے

جسطرح تم سے پہلوں کے دل سخت ہوگئے تھے (چونکہ حضرت ابوبکر نے کہا تھا کہ اب ہم قسی القلب ہوگئے اسلئے کہا کہ جسطرح پہلے سخت دل ہوگئے تاریخ الخلفاء صفحہ ۷۶) اور ہم مثل سورہ برأت کے طول و شدت میں ایک سورہ پڑھا کرتے تھے پس اوسکو بھول گئے سوائے اسکے کہ ہمنے یاد کرلیا لو کان لابن آدم الخ اور ایک سورہ مثل مسبحات کے پڑھا کرتے تھے اوسکو بھی بھول گئے سوائے اسکے کہ یاد کرلیا یا ایہا الذین آمنوا الخ اس سے نتیجہ حاصل کیا کہ دو سورتیں ضرور غائب ہوگئیں اور اگر ان دونوں کو منسوخ مان لیا جائیگا تو یہ صحیح نہ ہوگا اسلئے کہ جب بھلادی گئیں تو پھر یاد کیوں رہ گئیں کیا انسانوں کا حافظہ خداوند عالم کی قوت سے زائد ہے وہ بھلائے اور پھر بھی یہ اوسکو یاد رکھیں یہ بحث انشاء اللہ آئندہ آئیگی۔ ایک دوسری حدیث بھی ملاحظہ ہو جسکے ابتدائی رواۃ کو ترک کرکے اصل راوی سے شروع کیا جاتا ہے انہ سمع عبد اللہ بن عباس یقول قال عمر بن الخطاب وجالس علی منبر رسول اللہ صلعم ان اللہ قد بعث محمدا صلعم بالحق وانزل علیہ الکتاب فکان مما انزل اللہ علیہ آیۃ الرجم قرأناہا ووعیناہا وعقلناہا فرجم رسول اللہ صلعم ورجمنا بعدہ فاخشی ان طال بالناس زمان ان یقول قائل ما نجد الرجم فی کتاب اللہ تعالیٰ فیضلوا بترک فریضۃ انزلہا اللہ وان الرجم فی کتاب اللہ حق علی من زنا الخ ابن عباس نے بیان کیا کہ کہ حضرت عمر جب منبر رسول صلعم پر بیٹھے تھے فرمانے لگے کہ خداوند عالم نے آنحضرت صلعم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اونپر کتاب نازل کی پس اوس جملے کہ خدا نے اونپر نازل فرمائی آیۂ رجم بھی ہے ہمنے اوسکو پڑھا بھی اور یاد بھی کیا اور سمجھ بھی کیا پس آنحضرت صلعم نے بھی رجم کیا اور ہمنے بھی اونکے بعد رجم کیا پس میں خوف کرتا ہوں کہ لوگوں پر زمانہ گذر جائے اور کہنے والا کہے کہ ہم تو قرآن میں آیۂ رجم پاتے نہیں پس لوگ ایک فریضہ کے چھوڑنیکے سبب سے جسکو خدا نے نازل فرمایا ہے گمراہ ہوجائیں اور یقیناً آیۂ رجم خدا کی کتاب میں حق ہے علی من زنا الخ یہی حدیث کچھ الفاظ کی تبدیل سے بخاری صفحہ ۱۰ جلد ۴

پر ہے اس مقام سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت عمر کو خوف بھی تھا کہ زمانہ گذرنے کے بعد جب لوگ قرآن میں آیہ رجم کو نہ پائینگے تو انکار کرنے لگیں گے حالانکہ یہ حق ہے کہ قرآن میں آیہ رجم ہے اب فرمائے کہ وہ آیت قرآن میں کہاں ہے جسکے لئے حضرت عمر اپنے زمانہ میں ڈرتے تھے کہ لوگ کہینگے کہ وہ موجود نہیں یہ کمی تو حضرت ابوبکر کے جمع کئے ہوئے قرآن سے ہی شروع ہوگئی جسکے قائل حضرت عمر ہیں اب مولوی عبد الشکور صاحب اپنا فتوی جاری فرما کر دیکھیں۔

سند مسلم اگر آپ فرمائیں کہ مسلم کی احادیث تمام صحیح نہیں تو اسکی دلیل زبانی کافی نہ ہوگی قرۃ العینین صفحہ ۱۲ و ۱۳ شاہ ولی اللہ صاحب کی اٹھا کر دیکھئے کہ مسلم و بخاری کی تمام احادیث صحیح ہیں اور حقیقت میں جب ہی تو اسکو صحیح مسلم کہا جاتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو غلط مسلم یا غلط و صحیح مسلم کہتے۔

اسکے بعد صحیح بخاری کی احادیث ملاحظہ ہوں جسکو اہلسنت کتاب اللہ کے بعد صحیح سمجھتے ہیں اور جسکی سند ہم پیش کر چکے ہیں اس حدیث کو ہم پیش کرتے ہیں ایک طولانی حدیث ہے نفس مطلب کو لیے دیتے ہیں دیکھنے والے خود انصاف کریں۔

قال کیف تقرء ابو عبد اللہ واللیل اذا یغشی قرأت علیہ واللیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی والذکر والانثی قال واللہ لقد اقرانیہا رسول اللہ صلعم من فیہ الی فی کہا کیونکر عبد اللہ واللیل اذا یغشی کو پڑھا کرتے تھے تو میں نے اونکے سامنے پڑھا واللیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی والذکر والانثی کہا خدا کی قسم رسول اللہ صلعم نے اپنے دہن مبارک سے میری منہ میں اسی طرح تعلیم فرمایا ہے بخاری صفحہ ۲۰۰ جلد ۲۔ اس روایت کو دیکھکر تو کامل یقین ہونا چاہئے کہ ضرور قرآن میں کمی ہوگئی ہے اور کمی کر دیگئی ورنہ ابن مسعود یا غیر اونکے کوئی والذکر والانثی نہ پڑھا کرتے۔

اخفائے قرآن

کمی کرنا یہی معنے نہیں رکھتا کہ کچھ الفاظ یا آیات نکال ڈالی گئیں بلکہ قرآن کا جلانا بھی

اسی مد میں داخل ہے جسکو امام بخاری نے صفحہ ۹۹۴ جلد ۳ پر لکھدیا ہے وامر بما سواہ
من القران فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق اور حکم کیا حضرت عثمان نے ماسوا اوسکو
قران سے ہر صحیفہ یا مصحف کے جلا دینے کا (اب وہ رسول کا جمع کیا ہوا ہو یا ابو بکر کا)
اسکے بعد فتح الباری صفحہ ۱۶ جلد ۲۰ بھی ملاحظہ ہو
وفی روایۃ ابی قلابہ فلما فرغ عثمان من المصاحف کتب الی اہل الامصار انی قد صنعت
کذا وکذا و محوت ما عندی فامحوا ما عندکم والمحو اعم ان یکون بالغسل والتحریق واکثر الروایات
صریح فی التحریق اور روایت ابی قلابہ میں ہے کہ جب عثمان قران جمع کرنے سے فارغ ہوئے
تو اہل امصار کو لکھا کہ مینے ایسا اور ایسا کیا ہے اور جو کچھہ میرے پاس تھا اوسکو مٹا
دیا اور جو تمہارے پاس ہو اوسکو تم مٹا دو اسکے بعد صاحب فتح الباری فرماتے ہیں کہ محو کا
لفظ عام ہے دہونے اور جلانے کیلئے اور بہت زائد کہلی ہوئی روایتیں جلانے کے بارے
میں ہیں اہل انصاف غور فرمائیں کہ جنکی نظروں میں قران کی یہ منزلت ہو گئی بہلا
وہ کیونکر مومن بالقران کہے جانے کے مستحق ہونگے امام بخاری بھی بھی فرماتے ہیں
کہ جلانیکا حکم دیا اور شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی بھی اسی کی تائید کرتے ہیں۔
حقیقت یہ ہے کہ اسلام کو اہل اسلام نے ہی مٹا دیا جب قران کی یہ توقیر خود مسلمان
بلکہ مسلمانوں کے پیشرو کریں تو بہلا غیر قوموں سے کسطرح نیک سلوک کی خواہشمند
ہو سکتے ہیں۔ بقول سعدی۔

ہر کس از دست غیر نالہ کند — سعدی از دست دوستاں فریاد

واللہ جب خیال آتا ہے کہ عراق و شام میں قران جلائے گئے جن سے شعلے نکل
رہے تھے فتح الباری تو غم کی آگ سینہ میں بہڑکنے لگتی ہے اور بے ساختہ سرد آہیں
نکل جاتی ہیں اگر اسپر بھی مومن بالقران ہونیکا دعوی ہو تو نہایت عجب ہے۔
اگر شیعہ بیچارے سے کبھی ایسی حرکت ہو جاتی تو پھر کان پڑی آواز بہی سنائی نہ دیتی

تبدیل الفاظ و حروف قران

وعن الربیع انه قرأ واذ اخذ الله میثاق الذین اوتوا الکتاب قال وکذلک یقرأها ابی بن کعب درمنثور صفحہ ۲ جلد ۲ ربیع نے کہا کہ ابی بن کعب بھی اسی طرح پڑھتے تھے واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب

عن عمر انه کان یقرأ سراط من انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم والضالین کنز العمال صفحہ ۲۰۴ جلد ۱ حضرت عمر سے روایت ہے کہ وہ سراط من انعمت الخ پڑھا کرتے تھے۔

ابن عمر قال لقد توفی عمر وما یقرأ هذه الایة التی فی سورة الجمعه الا فامضوا الی ذکر الله کنز العمال صفحہ ۲۸۵ جلد ۱ - ابن عمر نے کہا کہ حضرت عمر مر گئے مگر وہ سورہ جمعہ میں بجائے فاسعوا الی ذکر اللہ کے فامضوا الی ذکر اللہ ہی پڑھتے رہے - عن ابراہیم قال قیل لعمر الخ کنز العمال صفحہ ۲۸۵ جلد ۱ - اس روایت میں بھی یہی تذکرہ ہے واخرج ابن ابی شیبه وعبد بن حمید وابن المنذر عن عکرمه قال هی فی قراءة ابی حتی تسلموا او تستاذنوا درمنثور صفحہ ۳۸ جلد ۵ - ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن منذر نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہا کہ قراءة ابی یہ تھی حتی تسلموا او تستاذنوا واخرج ابن ابی حاتم الخ اس روایت میں بھی یہی مضمون ہے کہ حتی تستانسوا کی جگہ حتی تستاذنوا قرآن میں تھا۔

واخرج سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن جریر والبیهقی فی شعب الایمان عن ابراهیم قال فی مصحف عبد الله حتی تسلموا علی اهلها وتستاذنوا درمنثور صفحہ ۳۹ جلد ۵ - اس روایت سے بھی یہی مضمون پایا جاتا ہے۔

واخرج عبد بن ابی رجاء انه کان یقرأ الا ان تتقوا منهم تقیه درمنثور صفحہ ۱۶ جلد ۲
واخرج عبد بن حمید عن قتاده انه کان یقرأ الا ان تتقوا منهم تقیه بالیاء درمنثور صفحہ ۱۶ جلد ۲ - ان دونوں روایتوں سے پایا جاتا ہے کہ قرآن میں جو الا ان تتقوا منهم تقاة ہے اسکی بجائے تقیہ تھا غالباً اسی وجہ سے بخاری میں تقاة کی شرح تقیہ سے کیگئی ہے اسکے بعد تقیہ سے پڑھنا تو نہ چاہئے۔

واذا حضرتموہم وما یعبدون اللہ قال ہی فی مصحف ابن مسعود وما یعبدون من
دون اللہ درمنثور صفحہ ۲۱۶ جلد ۴ مصحف ابن مسعود میں بجائے وما یعبدون
الا اللہ کے وما یعبدون من دون اللہ تھا

تقدیم وتاخیر عن عکرمہ قال فی قولہ لہم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب ہذا
من التقدیم والتاخیر یقول لہم یوم الحساب عذاب شدید بما نسوا درمنثور صفحہ ۳۰۶
جلد ۵ عکرمہ سے روایت ہے اوسنے کہا کہ قول خداوند عالم لہم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب
یہ مقدم و موخر ہے کہا (وہ اسطرح ہے) لہم یوم الحساب عذاب شدید اللہ رے گڑبڑ بالکل
ہی درہم برہم کردیا لفظ لہم تو اپنی جگہہ ہے اور عذاب شدید بما نسوا جو درمیان میں
تھا وہ اول اور یوم الحساب جو اول تھا وہ آخر اب اس سے زائد الٹ پلٹ کیا ہو سکتی
ہے جب ایک آیت میں موجود ہے

شیعہ بیچارے اگر کمی اور تقدیم تاخیر کے قائل ہیں تو آپ اسقدر غل مچاتے ہیں کہ وہ گویا قرآن کے
جو ایک حرف کی تحریف کا بھی قائل ہے حالانکہ آپکو اونکے تھوڑا آنا کی بھی کیفیت معلوم ہو گئی
لیکن آپ اپنی کہئے کہ آپ تو زیادتی کے بھی قائل ہیں اس سے تو قرآن کا لا مثل ہونا بھی
باطل ہو گیا کیونکہ قرآن کا دعوی ہی فاتوا بسورۃ من مثلہ اسکی مثل کوئی سورہ بنا کر
لے آؤ یہاں ایک نہیں چند سورتیں مسلمانوں نے ہی قرآن میں زائد کردیں چنانچہ
اتقان صفحہ ۲۹ پر ہے - اخرج الطبرانی والبزار من وجہ آخر عنہ (ای عن ابن مسعود)
من المصحف ویقول انما امر النبی ان یتعوذ بہما وکان عبد اللہ لا یقرا بہما اسانیدہا صحیحۃ
وقال ابن حجر فقول من قال انہ کذب علیہ مردود والطعن فی الروایات الصحیحۃ بغیر مستند
لا یقبل بل الروایۃ صحیحۃ والتاویل محتمل طبرانی اور بزار نے دوسرے طریقہ سے ابن مسعود
سے روایت کی ہے کہ وہ قل اعوذ برب الناس الخ اور قل اعوذ برب الفلق الخ کو
قرآن سے چھیل دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ نبی صلعم نے اونسے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے

زیادتی قرآن

اور عبد اللہ ابن مسعود اون دونوں کو پڑہتے ہی نہ تھے اسکی سندیں صحیح ہیں اور ابن حجر نے کہا ہے کہ اوس شخص کا قول کہ جو یہ کہے کہ اوسپر جہوٹ باندہا ہے مردود ہے اور صحیح روایتوں میں بغیر کسی سند کے طعن کرنا مقبول نہیں بلکہ روایت صحیح ہے اور تاویل کرنا احتمال کیا گیا ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ابن مسعود کی اس روایت کو بغیر سند کے قبول نہ کرنا صحیح نہیں روایت صحیح صحیح ہی رہیگی اور تاویل کرنا فائدہ مند نہیں اوسمیں احتمال ہے۔

وقال ابن حجر فی شرح البخاری قد صح عن ابن مسعود انکار ذلک فاخرج احمد و ابن حبان عنہ انہ کان لا یکتب المعوذتین فی مصحفہ اتقان صفحہ ۹۲ - ابن حجر نے شرح بخاری میں کہا ہے ابن مسعود سے تصحیح کی اس انکار کی اور احمد و ابن حبان نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ وہ اپنے قرآن میں معوذتین کو نہ لکہا کرتے تھے پھر اسی صفحہ پر ہے قال کان عبد اللہ ابن مسعود یحک المعوذتین من مصاحفہ و یقول انہما لیستا من کتاب اللہ عبد اللہ ابن مسعود معوذتین کو اپنے قرآن سے چہیل دیا کرتے تھے اور کہتے تھے یہ دونوں قرآن میں سے ہی نہیں۔

ومن المشکل بہذا الاصل ما ذکرہ الامام فخر الدین قال نقل فی بعض الکتب القدیمۃ ان ابن مسعود کان ینکر کون سورۃ الفاتحۃ والمعوذتین من القران وہو فی غایۃ الصعوبۃ لانا ان قلنا ان النقل المتواتر کان حاصلا فی عصر الصحابۃ بکون ذلک من القران فانکارہ یوجب الکفر وان قلنا لم یکن حاصلا فی ذلک الزمان فیلزم ان القران لیس بمتواتر فی الاصل اتقان صفحہ ۹۲ - اور اس اصل میں یہ مشکل ہے جسکو امام فخر الدین نے ذکر کیا ہے کہا بعض پرانی کتابوں سے نقل کیا ہے کہ ابن مسعود سورہ فاتحہ اور معوذتین کو قرآن میں ہونے سے انکار کرتے تھے اور وہ نہایت سخت بات ہے اسلئے کہ اگر ہم کہیں کہ نقل متواتر ہے زمانہ صحابہ میں حاصل تھی تو یہ قرآن میں سے ہوگا اور اوس سے انکار کرنا کفر ہے

اور اگر ہم کہیں کہ حاصل نہیں تہا اس زمانہ میں تو یہ لازم آتا ہے کہ قرآن دراصل متواتر ہی
نہیں اس روایت سے معلوم ہوگیا کہ دراصل قران تواتر سے نہیں بلکہ خواہ مخواہ
اسکو متواتر بنایا جاتا ہے محض اس سبب سے کہ کہیں کفر عائد نہ ہوجائے چونکہ یہ ضرب
زبردست ہے اس سے بچنے کیلئے یہ کہرہے ہیں کہ متواتر ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ متواتر
نہیں پہر یہ کہ تین سورتیں اسمیں زائد ہیں ایک سورہ فاتحہ اور دونوں معوذتین اب
فرمائے کہ فاتوا بسورۃ من مثلہ آپکے مذہب میں باطل ہوگیا یا نہیں ۔ پہر تفسیر کبیر صفحہ
۱۱۶ جلد ا کو بہی دیکہئے نقل عن ابن مسعود حذف المعوذتین وحذف الفاتحۃ عن القرآن
ابن مسعود معوذتین اور سورہ فاتحہ قران سے حذف کردیا کرتے تہے اب ذرا ابن حجر کا
قول ملائے اور دیکہئے کہ امام فخر الدین رازی جو انکار کرتے ہیں وہ درست ہی یا یہ روایات
صحیح ہیں پہر اسی کتاب کا صفحہ ۳۹۹ کو دیکہئے کما روی عن ابن عباس من انہم
زادو افیہ ونقصوا فہو اولی اسمیں زیادتی بہی ہے اور کمی بہی موجود ہے اگر اس مقام پر
الفاظ اور حروف کی زیادتی دکہائی جائے نہایت طول ہوگا یہ معمولی بات ہے
کہ اہل حجاز اور اہل شام اور اہل عراق اور اہل مکہ اور مدینہ والوں کا قران اسی کمی
و بیشی سے مملو تہا چنانچہ تفسیر کبیر صفحہ ۱۰ جلد ۵ و ۱۱۵ و ۱۱۶ جلد ا وغیرہ پر موجود ہے
اب اگر کفر کا فتوی جاری کیا جائے تو صحابہ پر طعن وارد ہوگی یا نہیں بہلا آپ
کیوں انہیں انکو کافر کہینگے جب آپکے علماء و محدثین کو بہی اونکی موت علی الایمان کا یقین نہیں
اول تو یہ کہ ترتیب سور دلالت کرتی ہے کہ قران کی ترتیب درست نہیں اسلئے کہ مکی آیات
مدنی میں اور مدنی آیات مکی میں مل گئیں (اتقان وغیرہ) پہر یہ کہ اول مکی ہونی چاہیں
تہیں پہر مدنی یہاں یہ ہی کہ ایک دو مکی پہر مدنی پہر مکی اسیطرح تمام قران جمع کیا گیا
بلکہ یہانتک ترتیب غلط ہوگئی کہ خود حضرت عثمان کہنے لگے کہ ہمکو معلوم نہ ہوا کہ
اس کی کونسی جگہہ ہے چنانچہ تفسیر کبیر صفحہ ۲۰۷ جلد ۴ پر ہے

حذف فاتحہ و معوذتین

ترتیب قرآن

عن ابن عباس قال قلت لعثمان بن عفان ما حملکم علی ان عمدتم الی سورة براءة وهی من المئین والی سورة الانفال وهی من المثانی فقرنتم بینهما وما فصلتم بینهما سطر بسم الله الرحمن الرحیم قال کان النبی صلعم کلما نزلت علیه سورة یقول ضعوها فی موضع کذا وکانت براءة من آخر القرآن نزولا فتوفی ولم یبین موضعها وکانت قصتها شبیهة بقصتها فقرنت بینهما

ابن عباس نے عثمان بن عفان سے کہا کہ تم نے سورہ براءۃ جو مئین سے ہے اور سورہ انفال جو مثانی سے ہے ملا دیں اونکے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی نہیں تو کہنے لگے کہ جب آنحضرت پر سورۃ نازل ہوتی تو فرما دیتے کہ اس جگہ رکھدو اور سورہ براءت آخر قرآن ہی تھی از روئے نزول کے آنحضرت نے انتقال کیا اور یہ بتایا نہیں کہ اسکو کہاں رکھیں اسکا اور اوسکا قصہ متشابہ تھا لیکن اسلیئے ہم نے اون دونوں کو ملا دیا دیکھیے جامع القرآن کو بھی خبر نہ تھی کہ کہاں رکھی جاتی حالانکہ یہ خود جانتے تھے کہ آخر قرآن سے ہی مگر صرف ہمشابہت کے سبب سے ملا دی گئیں ایسی ہی سے اور آیات اور سورتوں کا قیاس ہو سکتا ہے یا نہیں۔

بلکہ صحابہ بھی یہ نہ جانتے تھے کہ یہ ایک سورہ ہے یا دو وہیں اسی سبب سے اونکے اختلاف ہو گیا جسکو تفسیر کبیر صفحہ ۴ جلد ۴ پر لکھدیا ہے پھر لطف یہ کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم درمیان میں نہیں اور پھر جدائی ہے گویا اس سے یہ غرض ہے کہ ملی ہوئی بھی ہے اور ملی ہوئی بھی نہیں جیسا دل چاہے سمجھ لو اور اگر کہا جاوے کہ اس سبب سے بسم اللہ نہ لکھی کہ اسمیں کفار سے براءت کیگئی ہے تو یہ اول تو بے سند ہے دوسرے اس روایت کے خلاف تیسرے تبت یدا ابی لہب کے اول ہی بسم اللہ نہ ہونی چاہیئے یہاں صرف براءت ہے اور وہاں بد دعا بھی ہے پھر کونسی وجہ ہے کہ یہاں بسم اللہ نہ ہو اور وہاں ہو۔

اب ترتیب سور کا ادعا کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ قریب قریب یہ متفق علیہ مسئلہ ہے

صریح تحریف

کہ اول سورہ اقراء ہے لیکن یہاں اسکے خلاف نظر آتا ہے اور دیکھیے پارہ عم جو
آجتک چھپتے ہیں اور بچے پڑھتے ہیں اونکی ترتیب ہی ملاحظہ ہو اس سے تو بالکل ہی ثابت
ہے کہ آجتک تحریف ہو رہی ہے جسکا روکنیوالا بھی نہیں علاوہ اسکے ایک بدیہی بات
یہ ہے جسمیں کسی کو انکار نہیں کہ اول پارہ الم جسکے ۱۶ رکوع ہیں اور حقیقت میں
سترہ ہیں کیونکہ ایک رکوع سورہ فاتحہ پر ختم ہوا اور دوسرا ولہم عذاب عظیم پر ہونا
چاہئے مگر اس مقام پر بھی وہی ایک کا عدد لکھدیا اس سے دو باتیں معلوم ہوتی
ہیں اول یہ کہ جامع قران یہ بھی نہ جانتے تہے کہ ایک عدد دو کا عدد ہوتا ہے دوسرے
یہ کہ جامع قران بھی سورہ فاتحہ کو مثل عبد اللہ ابن مسعود کے جزو قران نہ جانتے
تھے اور اسکو تبرکاً لکھدیا ہے تو زیادتی قران ثابت بہرحال یہ صریح غلطی آجتک موجود
ہے جسکو ہر دیکھنے والا محسوس کرتا ہے اگر اسکی کوئی تاویل کیجائیگی اوسکے بارے
میں یہی کہدینا کافی ہے کہ وہ تاویل ہے نہ کہ نص یہ تو ایسا ہے کہ اپنے اجتہاد اور
اپنی رائے سے جہاں جو چاہا رکھدیا اور تیغ ظلم نے جو چاہا لکھوالیا اور منوالیا کیا آپکو
عبد اللہ ابن مسعود کی ہڈیاں توڑنا یاد نہیں حجاج بن یوسف کا جبر و تعدی فراموش
ہو گیا اگر ایسا ہے تو اپنی تاریخ کی کتابیں اوٹھائیے اور دیکھیے ۔

تسمیہ و روایت

پانچ وقت جو بھی نماز پڑھتا ہے وہ جانتا ہے کہ اول رکعت میں سورہ فاتحہ سے قبل
بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہیں پھر کسی رکعت میں نہیں پڑھتے انتہا یہ ہے کہ
اول رکعت میں جو دوسرا سورہ بھی پڑھتے ہیں اوسمیں بھی بسم اللہ نہیں پڑھتے
جس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر سورہ میں بسم اللہ جزو سورہ نہیں اور روایات بھی
اسی پر دلالت کرتی ہیں کہ سوا سورہ نمل کے کہ درمیان سورہ میں بسم اللہ جزو
قرار پائی ہے باقی کسی سورہ میں جزو نہیں اور قران میں ایکسو تیرہ سورتیں
ایسی ہیں جنسے قبل بسم اللہ موجود ہے اب اہل انصاف غور فرمائیں کہ ایکسو تیرہ

جگہہ قرآن میں زیادتی ہوئی یا نہیں اسی کو مولانا مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ نے مولوی عبدالشکور صاحب کے سامنے پیش کیا جسکا کچھ جواب اونسے نہ ہوسکا حقیقت میں اگر اسپر غور کیا جائے تو تحریف کا قائل ہونا بالکل ظاہر ہے یہہ ہے کہ تراویح میں بھی اول بسم اللہ سے شروع کرتے ہیں اور باقی سورتوں سے قبل بسم اللہ نہیں پڑہتے کیا یہ بدیہی زیادتی نہیں۔

چونکہ بحث تحریف بہت طولانی ہے جسکے لکھنے میں بہت بڑا وقت صرف ہوتا ہے اور دیکھنے والے بھی گھبرا جاتے ہیں اسلئے اس بحث میں چند روایتیں نمونتہ پیش کی گئیں۔

اس مختصر بحث کے بعد یہ لکھنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اہلسنت خود قرآن میں اختلاف سمجھتے ہیں جسکو آپکے علماء بھی کہرہے ہیں چنانچہ استیعاب صفحہ ۳۴۴ پر ہے حدثنا خلف بن قاسم حدثنا عبداللہ بن عمر حدثنا احمد بن محمد بن الحجاج حدثنا یحیی بن سلیمان حدثنا اسمعیل بن علیہ حدثنا ایوب السختیانی عن محمد بن سیرین قال لما بویع ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ابطا علی عن بیعتہ وجلس فی بیتہ فبعث الیہ ابوبکر ما ابطاک علی اکرہت امارتی فقال علی ما کرہت امارتک ولکنی الیت ان لا ارتدی ردائی الا الی صلوۃ حتی اجمع القرآن قال ابن سیرین فبلغنی انہ کتب علی تنزیلہ ولو اصیب ذلک الکتاب لوجد فیہ علم کثیر محمد بن سیرین کی سندی روایت ہے کہ کہا جب حضرت ابوبکر کی بیعت لیگئی تو علی نے اونکی بیعت کرنے میں سستی کی (یا تاخیر کی) اور اپنے گھر میں بیٹھ رہے ابوبکر نے اونکی طرف بھیجا کہ تمنے کیوں تاخیر کی کیا تم میری حکومت سے کراہت کرتے ہو علی نے کہا نہیں ایسا تو نہیں ہے لیکن میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک قرآن نہ جمع کردوں دوش پر ردا نہ ڈالونگا سوائے نماز کے ابن سیرین کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ علی نے موافق تنزیل کے قرآن جمع کیا تھا

اگر ہم اوس کتاب (قرآن) کو پاتے تو بہت کچھہ علم پایا جاتا۔ اس روایت کو دیکھتے ہوئے کوئی عاقل یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ قرآن عثمان و قرآن علی آپکے نزدیک ایک ہیں کیونکہ ابن سیرین تمناکرتے ہیں کہ وہ قرآن اگر ہوتا تو علم کثیر حاصل ہوتا گویا موجودہ قرآن میں یہ کمی موجود ہی یا یہ نقصان ہی کہ اسمیں علم کثیر نہیں جو امیر المومنین کے قرآن میں تھا

کتابت کی غلطی

درمنثور صفحہ ۲۰۷ جلد ۴ و اخرج الفریابی و سعید بن منصور و ابن جریر و ابن منذر و ابن الانباری فی المصاحف من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ وقضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ قال التزقت الواو بالصاد و انتم تقرؤنہا وقضی ربک یانچ ہمالموں نے سعید بن جبیر کے طریقہ سے ابن عباس کی زبانی کہا ہی کہ قولہ تعالے وقضی ربک الخ میں ابن عباس نے کہا کہ واو صاد سے ملگئی اور تم اوسکو وقضی پڑہنے لگے مطلب یہ ہے کہ اصل میں لفظ تھا ووصی چونکہ واو صاد سے ملگئی اس سبب سے لوگ یہہ سمجھے کہ یہ قاف ہی اور صاد کو سمجھے ضاد چونکہ ابتدا میں قرآن کے حروف پر زیر زبر بلکہ نقطے بہی نہ ہوتے تھے لوگوں کو شبہ ہوگیا اور وقضی پڑہنے لگے اسی مضمون کی روایات ابو عبید و طبرانی و ابن ابی حاتم و ابن اشتہ وغیرہم نے بھی بیان کی ہیں اب اس واو کے ملنے کا سبب بھی ملاحظہ ہو۔ اتقان صفحہ ۲۱۰ - استمد الکاتب مداداً کثیراً فالتزقت الواو بالصاد کاتب کے قلم میں سیاہی زائد آگئی پس واو صاد سے ملگئی اب تو آپکو معلوم ہوا کہ آج تک غلطی آگئی روایات کی موجب موجود ہی یہ ہی مشتی نمونہ از خروارے ان تمام مختصر روایات کے دیکھنے سے ہر ذی فہم سمجھہ سکتا ہے کہ اس کمی و زیادتی سے جو نقصان اہلسنت کو ہوا وہ کسی طرح شیعوں کو نہیں ہو سکتا جبھی تو ایک زبردست اور مستند عالم کہہ گیا کہ اگر قرآن علی ملجاتا تو ہمکو بہت کچھہ حاصل ہوتا۔

عجب لطف کی بات ہے کہ جسطرح قرآن کی کمی کے سبب اہلسنت کو نقصان

عظیم ہوا اسی طرح احادیث رسول کے گم ہو جانے اور اگر احادیث کے دستیاب نہ ہونے اور موجود دستیاب بھی ہوئیں اونپر عمل و التفات نکرنے اور مذاہب میں قیاس اور خود رائی کرنے سے بالکل ہی دین کا نام مٹگیا ملاحظہ ہو۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ امام اعظم کو صحیح حدیثیں نہیں ملیں اسلئے قیاس فقہی کو شریعت میں داخل کر لیا (دراسات اللبیب صفحہ ۸۳) یہ بھی کیا لطیفہ ہے کہ شریعت میں ساٹھہ لگا کر پھر بھی امام اعظم کہلائیں۔

خلیفہ اول نے جو پانچسو حدیثیں جلا دیں جس سے علم حدیث بالکل برہنہ ہو گیا (ریاض النضرہ وکنز العمال) پھر اوقات فیصل قضایا ین لوگوں سے ہی دریافت کرتے رہے (تاریخ الخلفاء و تاریخ طبری) اور ناقلین حدیث کو نقل خبر سے منع کرتے رہے (تذکرۃ الحفاظ) اسپر مقلدین احادیث سوختہ کو دعوی دینداری کرنا کہانتک جائز ہو سکتا ہے۔

اور کتاب تحفۃ الاخیار شرح نور الانوار صفحہ ۱۶۳ پر مذکور ہے ان ابا بکر لم یکن معتاداً بالروایۃ یعنے صدیق عتیق آنحضرتؐ کی احادیث نقل کرنے کے عادی ہی نہ تھے یہ بھی مذکور ہے ان الصحابۃ اذا تکلموا فیما بینھم بالرائی ولم یلتفتوا الی الحدیث یعنے صحابہ اجتہاد نفسانی کے ساتھہ جب آپسمیں باتیں کرتے اور حدیث رسول کی طرف توجہ نہ کرتے تو اوس سے معلوم ہو جاتا کہ اوس مسئلہ میں جو حدیث وارد ہوئی ہے وہ منسوخ ہو گئی ہے سبحان اللہ ماشاء اللہ گویا آپ کے خیال میں رسول اللہ صلعم حدیث کو اسوجہ سے منسوخ فرما دیتے تھے کہ صحابہ اپنی رائے اور اپنے قیاس سے اسمیں حکم قائم کر لینگے مگر حدیث ناسخ اوس بارہ میں ارشاد نہ فرماتے جس سے صحابہ کو اوسکے نفاذ میں اجتہاد رائی اور اختلاف باہمی کی زحمت نہ ہوتی یہ ہے اہلسنت کے مذہب کی اصل

کہ حدیث رسول کو بنا بر حسن ظن صحابہ کے متروک و مفقود کر دیتے ہیں اور برخلاف
حکم خدا اور رسول کے قیاسی گھوڑے میدان شریعت پر دوڑاتے ہیں اور اوسپر کار بند
رہتے ہیں -

اس اثنا تحریر اوراق ہذا میں رسالہ الزلزال فی اول السوال نظر سے گذرا جو جناب
فخر دنا مولوی عبد الشکور صاحب کا ہے اگرچہ تقیۃً ایک ابرو خواں کا نام اوسکی تالیف
میں دکھایا ہے - شعر -

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے دل آزاری میں ہے کوئی اور ہی اس پردۂ زنگاری میں

اول تو مولف صاحب مناظر کی پوری شناخت لہجہ کلام اور رسالہ کے نام کی ترکیب
سے ہوئی جسکے معنے یہ ہیں کہ مناظر صاحب اہلسنت کو پہلے ہی سوال میں زلزلہ عارض
ہو گیا تھا اور خود سمجھ گئے تھے کہ جواب کافی ہو جائیگا تاہم اگر بجائے لفظ فی کے من
فرماتے تو سمجھا جاتا کہ خصم کو سوال اول سے زلزلہ ہو گیا ہے - لہذا ضروری ہو گیا
کہ لکھیں تا ہون اسکے مضامین عالیہ کیطرف متوجہ ہو جائیں اور سر دست بقیہ سوالات کے
جواب ملتوی رکھیں

و بعلم مناظر صاحب الزلزال نے جو اپنی حسب عادت بالا نشینی اور خود سرائی فرمائی ہے
اور وہ حیثیت بحث علمی سے خارج ہے ہم اون تمام خود سرائیوں اور سخن سازیوں کے
جواب میں صرف اسقدر کہتے ہیں - شعر -

دعوی بے دلیل پسند خرد نہیں اپنے مقام پر یہ اگرچہ ناپسند نہیں

ہم نے جو الزلزال کے مغز بیہودات کو دیکھا تو کوزہ کا پانی لوٹ پلٹ ہوتا نظر آیا اور
ابھی سوال ایمان بالقرآن میں مخالف بیٹے کو پایا جسکو ہم وضاحت کے ساتھ
ابھی ظاہر کر چکے اور جو مناظر صاحب نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ اگر ایک روایت صحیح تحریف
قرآن میں بسند کتب اہلسنت مناظر شیعہ دکھادیں تو میں مذہب اہلسنت پر

خالص ذالکہ مذہب شیعہ اختیار کرلونگا جسپر چار حدیثیں مناظر صاحب نے صحاح اہلسنت سے پڑہیں اور باقی روایات کے بارے میں فرمایا کہ بکثرت روایات موجود ہیں جنکے لئے میں ہروقت تیار ہوں اس واقعہ اور ان احادیث کا پتہ الزلزال میں براہ دینداری مذہب اہلسنت اشارۃً و کنایۃً بھی نہیں حالانکہ یہ وعدہ جلسہ عام میں کیا تھا اور اسکا جواب بھی حاضرین جلسہ نے اپنے کانوں سے سنا اور انصاف پسند طبیعتوں نے قبول بھی کیا مگر کیا کون سنے اور کون دیکھے اور کیا خاک سمجھیں قرآنی آیات یا ذاتی ہیں اور ہمارا نور ایمان بڑہتا ہے۔ بہرحال جو ہم پر فرض ہے ہم اسکو ادا کئے دیتے ہیں کہ شیعوں کا ایمان بالقرآن ثابت کردیں تاکہ مناظر اہلسنت پھر نہ فرمائیں کہ اصلی جواب تحقیقی نہیں ہوا اور الزامی جواب کافی نہیں ہے کیونکہ اسمیں اور دونکے دامن بار ہوتا ہے اس سے مذہب کی حقانیت ثابت نہیں ہوتی لہذا۔

پھر وہی رنگ جنوں ہے پھر وہی فصل بہار ہم اول جواب تحقیقی سے شروع کرتے ہیں اور شیعوں کے ایمان بالقرآن و الرسول ہیں شواہد صحیح شرعیہ و دلائل قطعیہ کے ساتھ بصد دست بستہ پیش کرتے ہیں۔

شاہد اول | بیت اللہ الحرام کی تعمیر کو ملاحظہ فرمائے جسکی شرعاً توقیر لازم و واجب ہے حالانکہ کفار اور مشرکین نے جنکو خدا نے بھی نجس فرمایا ہے مال غصبی نا جبر رومی سے اسکو بنایا اور اساس ابراہیمی کے خلاف کمی کردی چنانچہ تاریخ طبری صفحہ ۲۰۰ جلد ۲ پر ہے (جسکی روایتیں کتب حدیث اہلسنت مثل فتح الباری وغیرہ کے سند آغذ کو رہیں) وکان البحر قد رمی لسفینۃ الی جدۃ لرجل من تجار الروم فتحطمت فاخذوا خشبہا فاعدوہ لسقفہا وکان بمکۃ رجل قبطی نجار فتہیا لہم فی انفسہم بالصلحہا الخ یعنے سمندر نے رومی تاجر

کشتی بہاکر جدہ کے بندرگاہ میں پہونچادی وہ ٹوٹ گئی اوسکو قریش نے لیلیا
اور عمارتی لکڑی خانہ کعبہ کی چھت کیلئے ایک قطعی ٹہری سے اپنی مرضی کے
موافق ہوالی انتہی کلامہ رسالتمآب نے زمانہ اقتدار رسالت میں چاہا کہ
خانہ کعبہ اساس ابراہیمی پر ازسرنو تعمیر ہوجائے مگر حضرت عائشہ کی قوم کے
خوف سے ترمیم نہ فرماسکے اور وہ مال غصبی والی عمارت تمام عہد رسالت میں
برقرار رہی قریش نے لات وعزی وغیرہما سے اوسکو بہر رکہا تہا باوجود ان تمام
نقائص کے خداوند عالم کا حکم ہوا فول وجہک شطر المسجد الحرام اس آیہ کریمہ کے
نازل ہونے پر آنحضرت صلعم نے بلادغدغہ سجدہ نماز کی حالت میں اپنا رخ اوسکی
طرف پہیر لیا اگر یہ حکم خدا نازل نہ ہوتا تو کوئی دیندار مسلمان اوس عمارت
غصبی کی طرف جسمیں اصنام موجود تھے اس وسوسہ کے سبب سے کہ یہ نماز
بتوں کیطرف ہوگی سجدہ کرنا اختیار نہ کرتا اور نہ کبہی نماز کی حالت میں رخ کرتا
مگر اسلام کے معنے تو گردن نہادن بطاعت خدا و رسول کے ہیں اوسمیں عقل
آرائی اور بغرض مصلحت وغیرہ کو کیا دخل ہے پس یہی حال اور یہی شان
قرآن مجید کی ہے اب فرمائے کہ شیعہ اگر اس قرآن پر ایمان رکہتے ہیں
تو کیا حرج ہے۔

شاہد دوم | آیہ کریمہ آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل آمن
باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ الایہ (یعنے رسول ایمان لائے جو اونپر نازل ہوا اونکے
رب کی طرف سے اور تمام مومنین اللہ اور اوسکے ملائکہ اور اوسکی کتابوں اور
رسولوں پر ایمان لائے) شاہد ہے کہ مومنین مذکورۃ القرآن کا ایمان کتب
آسمانی پر لانا محقق اور مقبول ہے جسمیں تورات وانجیل وزبور شامل ہیں اور
اونمیں تحریف ہونی بنص قرآن ثابت ہے پس جس حیثیت سے مومنین مذکورۃ

القرآن توراۃ وغیرہا پر جو تحریف شدہ ہیں ایمان لائے اور قرآن نے اونکے ایمان
کے مقبول ہونے کی تصدیق فرمائی اوسی طریقہ پر ہم شیعہ اس قرآن مدون پر بلا
لحاظ محرف وغیر محرف کے ایمان لائے ہیں جو انشاء اللہ مقبول بارگاہ ذو الجلال
ہوگا۔ واضح ہو کہ قرآن اور شئے ہے جو منزل من اللہ ہے اور قرأۃ اور چیز ہے
جسکو محرف کہا گیا ہے اوسکی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ دوسرے صحایف سے مختلف ہے
بہر طور اہلسنت کتب آسمانی پر ایمان نہیں رکھتے دیکھو بخاری صفحہ ۶ جلد ۳
حدیث لا تصدقوھم ولا تکذبوھم کو کہ وہ نہ تصدیق کرتے ہیں اور نہ تکذیب۔
شاہد سوم جب قرآن میں آیہ فاذکروا اللہ کما علمکم ما لم تکونوا تعلمون
(یعنی پس ذکر کرو اللہ کا جیسا کہ تم تعلیم کئے گئے ہو وہ جو تم نہیں جانتے ہو) نازل ہوا
تو ہم نے اسی قرآن موجود کی تعلیم پائی اور بقاعدہ اصولیہ العبرۃ لعموم اللفظ لا
بخصوص السبب کے لازم ہوا کہ ہم اسی پر عمل کریں کہ حسب مفاد آیہ ثم لیفعم ہم
مامور ہوئے کہ اسی قرآن اور اسی قرأۃ کو اختیار کریں بلا لحاظ اسکے کہ کسنے جمع کیا
اور اسمیں کیا تصحیف اور کیا تحریف ہوئی ہمارے لئے یہی حجت کما علمکم کی
ہر وجہ کافی و وافی ہے اس حکم آیہ کے مقابل کوئی مقید و غیر مقید شدہ حدیث
اس مضمون میں مانع نہیں ہو سکتی اور یہ بھی واضح رہے کہ جامع قرآن کا کوئی
احسان ہم پر نہیں اسلئے کہ حدیث قدسی ان اللہ لیؤید ہذا الدین برجل لا خلاق
لہ فی الآخرۃ (خدا اس دین کی تائید ایسے شخص سے کریگا جسکا حصہ آخرت میں نہو)
ہی موجود ہے اور بعض جگہہ برجل فاجر بھی ہے (فیض القدیر و اتقان صفحہ ۲۵
و در منثور صفحہ ۱۰۵ جلد ۱) دوسری یہ کہ اگر کسی کے اسلاف گمراہ اپنا مترو کہ چھوڑ
جائیں اور اونکی اخلاف بحکم آیہ انشانا قوما آخرین کے اوسپر قابض ہوں تو کیا سبب
لازم ہوا کہ اوسکے شکریہ میں وہ اخلاف بھی گمراہی کو اخذ کریں البتہ اگر جامعین قرآن

آیات قرانی کی تفسیریں بھی لکھہ جاتے تو ضرور قابل ممنونی کے ہوتے یہاں ایسا نہیں پس احسان بھی نہ ہا جامعین قران کا مرتبہ مطبع نولکشور وغیرہ سے کسی طرح زائد نہیں وہاں سے بھی عمدہ خوشخط قران ملتے ہیں بلکہ مطبع نولکشور کا احسان یہی ہے کہ اوسنے اوسکا ترجمہ بھی شایع کردیا لیکن یہ ضرور ہے کہ محض قران جو اوسکے مطبع سے ملے اوسکا ہرگز احسان نہ ہوگا اسیی آیہ فاذکروا اللہ کی تفسیر اخبار معصومین میں ان الفاظ سے وارد ہوئی ہے ان اخذتم بما فیہ نجوتم من النار ودخلتم الجنۃ فان فیہ حجتنا وبیان حقنا وفرض طاعتنا (احتجاج طبرسی) یعنے اگر تم وہ پاؤ جو اوسمیں ہے تو تم دوزخ سے نجات پاؤگے اور جنت میں داخل ہوگے پس اوسمیں ہماری حجت ہے اور ہمارے حق کا بیان ہے اور ہماری طاعت کا فرض ہے اور کافی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اوس شخص سے جو قرائۃ متداولہ کے غیر دوسری قرائۃ سے قرآن پڑہتا تھا فرمایا کف من ہذا القرائۃ اقرأ کما یقرء الناس اس قرائۃ کو چھوڑ دے جسطرح لوگ پڑہتے ہیں اوسیطرح پڑہ تو اب مجال نہ رہی کہ جو عذر تحریفات کا مقتضائے پاک باطنی وعقل آرائی کے کرسکے جیسا کہ جہت کعبۃ اللہ کے بارے میں خدکو رسوا ایراد جسوقت شیعونکے نزدیک صف اول کے صحابہ ونیز تابعین بوجہ تقیہ کے مجروح ہیں تو ہر کلام اور ہر حدیث اونکا محمول بتقیہ ہوسکتے ہیں یہ ایراد قلمدۂ الموت سے بھی زیادہ سخیف ہے ہم سوال نمبر ۲ میں ظاہر کرچکے ہیں کہ تقیہ بات اضطرار مخالفین سے مذہب کے خلاف کیا جاتا ہے نہ موافقت مذہب میں مگر یہ ضرور ہے کہ مذہب اہلسنت میں قرن اول کے لوگ آنحضرت صلعم کے حکم کی بموجب ممنوع ہوچکے تھے کہ کوئی اخبار نبی کو نہ لکھے اور جو لکھا ہو اوسکو مٹادے اسیی وجہ سے اونکے صالحین نقل حدیث میں اکذب یعنے زائد جھوٹے

بولنے والے تھے لہذا اہلسنت کا ذریعہ مجروح قطعی مقدوح واقعی ہے اونکو
چاہئے کہ پہلے اپنے گہر کی خبر لیں اوسکے بعد غیروں کے دامنگیر ہوں۔

شاہد چہارم | آیۃ ہو افق ہے وہ آیہ یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنباء
فتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین اگر تمہارے پاس کوئی
فاسق خبر لائے تو اوسکی تحقیق کر لو کہ تم کسی قوم کو بغیر سوچے سمجھے صدمہ نہ پہنچا دو
جسکی وجہ سے تم صبح ہوتے نادم ہو۔ اس آیت کے مفاد سے ظاہر کہ فاسق کی
خبر جو مرتبہ تحقیق کو پہنچ جائے قابل قبول ہے اور ابھی ہم دیکھا آئے ہیں کہ حضرات
آئمہ معصومین ؑ نے نہایت تاکید کے ساتھ ترغیب فرمادی ہے کہ ایسی قرآن کو
پڑہا کرو اور وہی قراۃ اختیار کرو جو عام لوگ اختیار کئے ہوئے ہیں لہذا اب
جامعین قرآن کا فاسق بلکہ مرتد ہونا مانع نہ رہا جسکے سبب سے ہم قرآن کو چھوڑ دیں

شاہد پنجم | یہ حد تواتر کو پہنچ چکا ہے کہ شیعہ اثنا عشریہ ہر طبقہ میں حد تواتر
سے کہیں زائد رسالت نبی و ما جاء بہ النبی کی تصدیق کرتے رہے ہیں اور تواتر
کیلئے یہ شرط بھی نہیں کہ وہ عادل یا مسلمان بھی ہوں بلکہ مخبر خبر بالخلاف دین
مذہب کے اسی عدد پر پہنچ جائیں جسکے سبب سے وہ خبر درجہ یقین کو پہنچ
جائے اور اگر عادل کی شرط لگا دیجائے تو اہلسنت کو نہایت دشواری کا
سامنا ہوگا کیونکہ تمام جماعت صحابہ دین سے مرتد ہو گئی اور ان میں اسلام
کی بو تک باقی نہ رہی جیسا کہ کتب اہلسنت میں صحیح روایات سے ثابت ہے

ہم اشارۃ اون نصوص میں سے بعض کیطرف توجہ دلاتے ہیں وہو ہذا آیہ انقلبتم
علی اعقابکم و حدیث لا ترجعوا کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض و خبر انس بن
مالک قال ما اعرف شیئا مما کان علی عہد النبی صلعم قیل الصلوۃ قال الیس
ضیعتم ما ضیعتم فیہا و حدیث ابو درداء عن سالم قال سمعت ام الدرداء

وہو مغضب فعلیہ ما اغضبک فقال واللہ ما اعرف من امتہ محمد صلعم شیئاً الا انہم یصلون جمیعاً اس حدیث کی مختصر بحث گذر چکی ہے وحدیث ابو سعید الخدری ما منا احد الا وقد مالت بہ الدنیا الا ابن عمر (احیاء العلوم صفحہ ۳۸۳ جلد ۲) وحدیث ابوذر ان الرجل اذا اولی ولایۃ بہا عد اللہ عنہ الخ (احیاء العلوم صفحہ ۹۵ جلد ۲) وحدیث مقداد بن الاسود انہ قال واللہ لا اشہد لاحد انہ من اہل الجنۃ حتی اعلم ما یموت علیہ فانی سمعت رسول اللہ صلعم یقول لقلب ابن آدم اسرع انقلاباً من القدر اذا استجمعت غلیاناً (استیعاب ترجمہ بسر) وحدیث ابن عباس لقد عاتب اللہ اصحاب محمدؐ فی غیر مکان وما ذکر علیاً الا بخیر۔ (صواعق محرقہ) اگرچہ یہ روایات نہایت اختصار کیساتھ دکھائی گئی ہیں لیکن سمجھنے والون کے نزدیک اس مختصر مجموعہ سے مذہب اہلسنت پر ایک بڑا بھاری پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے اب اونکو کوئی وسیلہ اور کوئی حیلہ ایمان کیا معنے صرف اسلام لانے کا باقی نرہا نہ کہ رسول کی رسالت اور قران پر وثوق کا اگر آپ مجمع ابدادِ صحابہ کو کتب اہلسنت میں دیکھیں تو عجیب عجیب تماشے نظر آئینگے بڑے بڑے صحابی اور چوٹی کے مسلمانوں میں شرک وکفر پائینگے کوئی رسالت میں شک کرتا ہوگا کوئی اعمال حبط کرچکا ہے کوئی فاسق ہوگیا غرض کہ گندگی کا ایک دریا ہے جسکا کنارہ نہیں ملتا پھر لطف یہ کہ اوس دریا کے تیراک یہی کہے جاتے ہیں کہ ہر حال میں یہ بہتر اور اچھا ہے۔

مناظر صاحب اہلسنت نے بہت بڑا گھمنڈ فرما کر تحریف قران کے بارے میں مرویات واقوال علماء شیعہ بیس ۲۰ کی تعداد میں دکھائے ہیں اسی وجہ سے بیچارے شیعوں کو کافر کہدیا یہ خطاب ہمارے سر آنکھوں پر کیونکہ انہی الفاظ کیساتھ آنحضرت صلعم کو یاد کیا جاتا تھا کیا ہے جو آج اونکی اولاد اور اونکی

راہ پر چلنے والوں کو وراثت میں یہ خطابات پہونچیں لیکن خود مناظر صاحب
بے خبر ہیں کہ کتب معتبرہ اہلسنت میں روایتوں اور حدیثوں کے اس بارے میں
انبار در انبار موجود ہیں اگر وہ روایات نظر سے گذر جاتیں تو کبھی یہ دعوی جلسہ عام
میں نہ کرتے اور پھر دعوی کے الفاظ گھبرا گھبرا کر نہ بدلتے فعلی ذلک ہم پر واجب ہے کہ اندر
از مضاعف اخبار تحریف قران بعنوان امتحان مقابلہ کے ہم مضمون روایت
شیعہ دکھلاویں تاکہ یہ بھی ظاہر ہو جائے کہ شیعوں کی روایات میں محض نقل
روایت ہے ناقل روایت نے نہ اپنا عقیدہ ظاہر کیا اور نہ اوس پر عامل ہونا ثابت
ہوتا ہے اور نہ نقل روایت دلیل اعتقاد ناقل کی ہوتی ہے اگرچہ اور لوگ اوسکے
اعتقاد کو سمجھیں لیکن ہو د سمجھنا حجت شرعیہ نہیں محض خیال ہی خیال ہے
بلکہ ممنوع ہونا اونہیں کتابوں سے ناقلین نے ظاہر کر دیا ہے جس سے یہ بھی
خام خیالی بھی دفع ہو گئی اور یہ مضمون نقل روایت دلیل اعتقاد کا شرح فقہ
اکبر وغیرہ جو اہلسنت کی کتابیں ہیں صاف موجود ہے اور جو روایتیں شیعوں کی
کتابوں میں تحریف قراں کے بارے میں ہیں اونکے مقابل اقوال علمای اہلسنت
و روایات زید بن ثابت کے قران جمع کرنے سے قبل اور بعد میں الحاق و تحریف
کی مسلسل علی الاتصال اور معمول بہا اسقدر ہیں جنکا جمع کرنا ایک اہم اور
دشوار کام ہے جن سے قرن اول و صف اول کا کفر خود مناظر اہلسنت کے
قول کے بموجب ثابت ہوتا ہے - اگرچہ ہم نے روایات تحریف پہلے مختصر
طور سے دکھا دی ہیں لیکن اس مقام پر مقابلہ میں اور بھی دکھاتے ہیں

روایات شیعہ مستدلہ صاحب الزلزال	روایات اہلسنت مثل روایات شیعہ کے
کتاب کافی آیہ و من یطع اللہ و رسولہ	کتاب موطاء مالک صفحہ ۳۴۹ و تفسیر اتقان
فی ولایۃ علی فقد فاز فوزا عظیما نازل	صفحہ ۵۵۲ عن ابی بن کعب و عمر

جواب نمبر ۹ [illegible]

روایات شیعہ سند لہ صاحب الزلزال
رو اسپا اب فی ولایۃ علی کر ہو گیا (یہ
حدیث ضعیف ہے مرآۃ العقول) یہ
الفاظ جو قرآن میں موجود نہیں تفسیر
قرآن پر محمول ہیں جو حدیث قدسی ہے

روایات اہلسنت مثل روایات شیعہ کے
فاروق وخالہ امامہ بن سہل و عبد اللہ
بن عباس قال سمعت عمر بن الخطاب
یقول الرجم فی کتاب اللہ حق علی من
زنی الخ (یہ حدیث مصطلحات حدیث
بنا پر متواتر ہے) بنا بر الفاظ سوط کلا یہ
رجم معمول بہا رہی ہے اور منسوخ نہیں
ہوئی ورنہ ناسخ آیۃ جو اس سے بہتر یا
اسکی مثل ہونی چاہئے تھی حالانکہ ایسا
نہیں لہذا یہ قرآن میں ضرور ہونی
چاہئے جو موجود نہیں

کتاب کافی فی قولہ تعالے لقد عہدنا
الی آدم من قبل کلمات فی محمد و علی و
فاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ من ذریتہم
فنسی (ضعیف مرآۃ العقول) یہ بھی
حدیث قدسی پر محمول ہے جو بحکم عثمان
مصحف و دیگر آیات قدسی کی طرح جلا دی گئی
جیسا کہ بخاری میں ہے وامر عثمان بما سواہ
من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق
بخاری صفحہ ۷۴۶ جلد ۲ عثمان نے حکم دیا کہ قرآن
سے جو کچھ اور سوا ہو صحیفہ یا مصحف میں جلا دیا جائے

یہی حدیث کنز العمال صفحہ ۲۳۴ جلد اول پر
موجود ہے سور منثور صفحہ ۱۰۵ جلد اور صحیح مسلم
صفحہ ۳۴۳ جلد ۱ عن ابی موسی الاشعری
قال انا کنا نقرء سورۃ فشبہہا فی الطول
والشدۃ ببراءۃ فانسیتہا غیر انی حفظت منہا
لو کان لابن آدم وادیان من المال الخ
یہ آیات بنا بر آیۃ ما ننسخ الخ کے بہتر ہونی چاہیے
[illegible] نسیان زمانہ گزر جانے سے
ہوا کہ اور اسکی قرأت [illegible] اور زمانہ گزر گیا
اور کچھ یاد رہ گئی جسطرح کہ الشیخ والشیخۃ

مرویات شیعہ مستند اصحاب انزال	روایات اہلسنت مثل روایات شیعہ کے گھٹنے اور بھول جانے کے بارے میں اتقان صفحہ ۲۵۵ پر موجود ہے جسکو ابوبکر الرازی نے کہا ہے۔
کتاب کافی قال نزل جبرئیل بہذہ الآیۃ علی محمد صلعم بیسما اشتروا بہ انفسہم ان یکفروا بما انزل اللہ فی علی بغیا (ضعیف مراۃ العقول) لفظ علی تھا جو کم ہو گیا یہ بھی حدیث قدسی پر محمول ہے نہ کہ وحی متلو قرآن پر	کتاب المستدرک عن علی قرأ والعصر ونوائب الدہر ان الانسان لفی خسر قال الحاکم ہذا حدیث صحیح الاسناد لفظ نوائب الدہر قراۃ میں تھا جو کم کردیا گیا۔ (کنز العمال صفحہ ۱۸۶ جلد ۱۔ عن ابی عبید وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن الانباری ایضاً
کتاب کافی قال نزل جبرئیل بہذہ الآیۃ علی محمد صلعم ہکذا ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فی علی فاتوا بسورۃ من مثلہ (ضعیف مراۃ العقول) لفظ فی علی تھا جو کم ہو گیا یہ بھی حدیث قدسی پر محمول ہے۔	کنز العمال صفحہ ۱۷۹ جلد ۱ من مصاحف ابن ابی داؤد وصحیح ابن خزیمہ عن ابی ادریس الخولانی قال کان ابی یقرأ اذ جعل الذین کفروا فی قلوبہم الحمیۃ حمیۃ الجاہلیۃ ولو حمیتم کما حموا لفسد المسجد الحرام الخ لفظ ولو حمیتم الخ قراۃ میں تھا کم کردیا گیا جو فی الحال موجود نہیں۔
کتاب کافی قال فی قولہ تعالے کبر علی المشرکین بولایۃ علی ما تدعوہم الیہ یا محمد من ولایۃ علی ہکذا فی الکتاب	کتاب المستدرک وتفسیر درمنثور صفحہ ۱۴۰ جلد ۲ عن ابن عباس من طرق شتی کان یقرأ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی

مرویات شیعہ مستدلہ صاحب ازالۃ الاغلوطہ (ضعیف مرأۃ العقول) اسمیں بولایۃ علی اور لفظ یا محمد من ولایۃ علی تنہا جو محمول تفسیر قدسی پر ہے	روایات اہلسنت مشتمل بر روایات شیعہ اسمیں لفظ الی اجل مسمّی جو قرأۃ ابن عباسؓ تھا اب نہیں ہے وعن الطبرانی عن ابن عباس والبیہقی وصححہ الحاکم۔
کتاب کافی قال نزل جبرئیل بہذہ الآیۃ علی محمد صلعم ہکذا فبدل الذین ظلموا آل محمد حقہم قولا غیر الذی قیل لہم فانزلنا علی الذین ظلموا آل محمد حقہم رجزا من السماء بما کانوا یفسقون۔ (ضعیف مشہور مرأۃ العقول) یہ محمول تفسیر قدسی پر ہے نہ کہ قرآن پر قولا آل محمد حقہم مکرر آگیا	تفسیر در منثور صفحہ ۹۶ جلد ۵ عن ابن عباس قال لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین ورہطک منہم المخلصین الخ یعنی لفظ ورہطک منہم المخلصین کم ہو گیا۔ جامع الاصول صفحہ ۷ تیسیر الوصول عن ابی یونس مولی عائشۃ قال امرتنی عائشۃ ان اکتب لہا مصحفا وقالت اذا بلغت ہذہ الآیۃ فآذنی حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی فلما بلغتہا آذنتہا فاملت علی حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی وصلوۃ العصر وقوموا للہ قانتین قالت سمعتہا من رسول اللہ
کتاب کافی قال سأل سائل بعذاب واقع للکافرین بولایۃ علی لیس لہ دافع ثم قال ہکذا واللہ نزل بہا جبرئیل علی محمد (ضعیف مرأۃ العقول) یہ بھی آیۃ قدسی پر محمول اسمیں لفظ بولایۃ علی تنہا کم کر دیا	کتاب المستدرک للحاکم والدر المنثور صفحہ ۱۸۳ جلد ۵ عن ابن عباس وابی بن کعب قولہ تعالیٰ النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم وہو اب لہم اخرجہ عبد الرزاق وسعید بن منصور واسحاق

مرویات شیعہ [illegible]	روایات اہلسنت
	روایات اہلسنت مشتمل روایات ... بن راہویہ وابن المنذر والبیہقی فی سننہ والحاکم ... وجواب اسکو گرادیا اسی مقام پر بخاری کی حدیث یاد کیجیے فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق صفحہ ۴۹ جلد ۳
کتاب کافی قال ان القرآن الذی جاء بہ جبرئیل الی محمد سبعۃ عشر الف آیۃ یہ روایت ہشام بن سالم والی ہے اور ابن مسلم کی وضع کردہ ہے (مرآۃ العقول) لہذا توجہ کی بھی قابل نہیں	تفسیر درمنثور صفحہ ۱۰۴ جلد ۱ عن ابن عباس قال کان مما ینزل علی النبی الوحی باللیل وینساہ بالنہار تفسیر درمنثور صفحہ ۱۰۵ جلد ۱ عن الحسن ان نبیکم اقرأ القرآنا ثم انسیہ فلم یکن شیئا
کتاب الاحتجاج صفحہ ۱۲۹ للطبرسی ولو علم المنافقون لعنہم اللہ من ترک ہذہ الآیات التی بینت لک تاویلہا لا سقطوہا مع ما اسقطوا یہ بھی آیات ... پر محمول ہے	کنز العمال صفحہ ۲۳۱ جلد ۱ عن ابن مسعود قال جردوا القرآن ولا تخلطوا بہ ما لیس بہ کنز العمال صفحہ ۲۳۱ جلد ۱ عن مسروق قال کان ابن مسعود یکرہ التفسیر فی المصحف تلاوتہ یہ روایات ظاہر کرتی ہیں کہ صحابہ آیات تفسیری کو بھی تلاوت کرتے تھے اسی طرح تفسیر درمنثور صفحہ ۲۱۶ جلد ۴ پر ہے فی قولہ اذا غشیتموہا وما یعبدون الا اللہ قال ہی فی مصحف

مرویات شیعہ مستند بہ جناب الزرال

کتاب الاحتجاج صفحہ ۱۲۹ ما ظہر علی تنباکہ قولہ تعم
....
فان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا
ما طاب لکم من النساء و لیس یشبہ القسط
فی الیتامی نکاح النساء ولا کل النساء
ایتاما فھو مما قدمت ذکرہ من اسقاط
المنافقین من القرآن و بین القول
فی الیتامی و بین نکاح النساء اکثر من
ثلث القرآن فقرہ من اسقاط المنافقین
من القرآن کی توجیہ عنقریب مذکور
ہوگی

روایات المسنت میں مشتمل روایت شیعہ
ابن مسعود و ما یعیدون من دون اللہ
فی ذا التفسیر یا یہی تو شیعہ کہتے ہیں۔
در منثور صفحہ ۱۰۶ و ۲۰۵ جلد اول و اتقان صفحہ ۳۴۳
عن ابن عمر قال لا یقولن احدکم قد اخذت
القرآن کلہ ما یدریہ ما کلہ قد ذہب منہ
قرآن کثیر و لکن لیقل قد اخذت منہ ما ظہر
مستدرک و اتقان صفحہ ۲۵۵ عن حذیفہ
ما تقرؤن ربعہا یعنی سورۃ براۃ
دفع دخل نسخ زمانہ رسالت میں بحکم ما ننسخ
من آیۃ او ننسہا الآیۃ کے اگر ہوا ہے
تو آیہ کا ہوا ہے نہ کہ قرآن کثیر کا اور وہ
روایت جو بھلا دی گئی ہو او سو کت عنہا
کے تحت میں آ جائیگی جسکی روایت میں لفظ
نسیانہا و انسیہا آیا ہو نہ تمام نسخ مقرر
کردہ علماء امت۔
و بالسانہ اللبیب صفحہ ۱۴۳ قال النسخ
بالنص و النسخ الاجتہادی اس سے پتہ
چل گیا کہ علماء بھی منسوخ کر دیا کرتے ہیں
اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ روایات
میں جو نسیانہا و انسیہا مذکور ہے وہ بھی

مرویات شیعہ بسند اصحاب الزلال	روایات اہلسنت متکفل روایات جماعہ علماء کی اصلاح کردہ ہے لہذا یہ شناخت بھی نہ رہی
کتاب الاحتجاج ولو شرحت لک کل ما اسقط وحرف وبدل مما یجری ہذا المجری لطال وظہر ما تحظر التقیہ اظہارہ	کنز العمال صفحہ ۲۸۱ جلد ۱ اخرج البخاری عن مصعب بن سعد قال ادرکت الناس متوافرین حین حرق عثمان المصاحف فاعجبہم ذلک ولم ینکر ذلک منہم احد اخرجہ فی خلق افعال العباد وابن ابی داؤد وابن الانباری فی المصاحف
کتاب الاحتجاج انہم اثبتوا فی الکتاب ما لم یقلہ اللہ لیلبسوا آیاتہ علی ما اثبتوہ من تلقاہم فی الکتاب لما فی ذلک من تقویۃ حجج اہل التعطیل والکفر والملل المنحرفۃ من قبلتنا وابطال ہذا العلم الظاہر الذی قد استکان لہ الموافق والمخالف ثم دفعہم الاضطرار بورود المسائل علیہم عما لا یعلمون تاویلہ الی جمعہ وتاویلہ وتضمینہ من تلقاہم ما یقیمون بہ دعائم کفرہم فصرح منادیہم من کان عندہ شیء من القرآن فلیاتنا بہ ووکلوا تالیفہ ونظمہ الی بعض	صحیح بخاری صفحہ ۱۳۰ جلد ۴ قال ابن عمر انہم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوہا علی المؤمنین — یہ بھی ہوئی تحریف معنوی ہے اتقان صفحہ ۹۰ — اخرج عن الحسن انہ کان یقرء وان منکم الا واردہا الورود الدخول قال ابن الانباری یعنی قولہ الورود الدخول تفسیر من الحسن لمعنی الورود وغلط فیہ بعض الرواۃ فالحقہ بالقرآن اتقان صفحہ ۹۰ قال ابن الجزری فی آخر کلامہ وربما کانوا یدخلون التفسیر فی القرائۃ ایضاحا وبیانا لانہم محققون

مرویات شیعہ	روایات اہلسنت
مرویات شیعہ مستدلہ صاحب الزلزال من وافقهم الی معادات اولیاء اللہ فالغه علی اختیارهم وزاد وافیه ما ظهر تناکره وتنافره والذی بدا فی الکتاب من الازراء علی النبی وآله من فرقة الملحدین۔ اسمیں متفرق فقرات کو ایک عبارت بنا کر دکھایا ہے جسکی توجیہ آئندہ آئیگی۔	روایات اہلسنت مثل روایات شیعہ لما تلقوه عن النبی فهم آمنون من الا[illegible] یہ روایتیں صاف صاف پکارتی ہیں کہ علماء سنت نے اسکو اقرار صحیح شرعی سے تسلیم کیا ہے کہ صحابہ قرآن میں تحریف تفسیر کی زیادتی سے کر دیا کرتے اور قرآن میں داخل کر دیتے تھے۔
تفسیر عیاشی و تفسیر صافی قال لولا انه زید فی القرآن ونقص ما خفی حقنا علی ذی حجی یہ او سبھی کمی و زیادتی تفسیر قمی پر محمول ہے	صحیح بخاری صفحہ ۱۴۳ جلد ۳ و صفحہ ۲۰۰ جلد ۲ و شرح صحیح مسلم صفحہ ۲۷۴ جلد ۱ ۔ ابو الدرداء قال من یقرء سورة اللیل علی قراءة ابن مسعود قال علقمة انا اقرء فقرأ واللیل اذا یغشی والنهار اذا تجلی والذکر والانثی قال ابو درداء انا واللہ هکذا سمعت رسول اللہ یقرءها انتہی اب قرآن میں الذکر والانثی لفظ خلق کی زیادتی کے ساتھ ہے افسوس کہ خود قرآن کو جلائیں اور کمی و بیشی کریں اور خود ہی نیکوں پر طعن کرتے ہیں کہ تم زیادتی قرآن کے قائل ہو۔
تفسیر علی بن ابراہیم قمی قوله ثم کنتم	اتقان صفحہ ۸۷ ۔ ان القاضی البلقینی

مرویات شیعہ مستلحص از زلال	روایات اہلسنت مثل روایات شیعہ
خیر امۃ اخرجت للناس قال ؑ القاری ہذہ الآیۃ انما انزلت خیر ائمۃ اخرجت للناس انتہی ملخصاً اسمیں لفظ کی تبدیلی کہنا ناقہمی ہے یہ مناظر کو اختلاف قراۃ میں سمجھ لینا چاہیئے مثل قولہ تعالیٰ مالک یوم الدین وملک یوم الدین اتقان صفحہ ۹۰	قال القرآتہ تنقسم الی متواتر واحاد و شاذ فالمتواتر القرأت السبعۃ المشہورۃ والاحاد قرأت الثلاثۃ التی ہی تمام العشر ویلحق بہا قرأت الصحابۃ والشاذ قرأت التابعین - بلقینی کی یہ بہانات آپکے نزدیک قرأت میں تو منظور اور اہلبیت کا امۃ کو ائمہ کہنا کفر ہو گیا نعوذ باللہ من ذالک
تفسیر قمی انہ قرئ علی ابی عبد اللہ ؑ الذین یقولون ربنا ہب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماماً فقال ؑ لقد سالوا اللہ عظیماً ان یجعلہم للمتقین اماماً فقیل لہ یا ابن رسول کیف نزلت فقال انما نزلت واجعل لنا من المتقین اماماً	تفسیر درمنثور صفحہ ۱۴۰ جلد ۱ مما اخرجہ ابن ابی داؤد فی المصاحف وابن ابی حاتم والبیہقی فی الاسماء والصفات عن ابن عباس قال لا تقولوا فان آمنوا بمثل ما آمنتم بہ فان اللہ لا مثل لہ و لکن قولوا فان آمنوا بالذی آمنتم بہ بخاری صفحہ ۵۵ جلد ۳ قال صلعم ان القرآن انزل علی سبعۃ احرف فاقرؤا ما تیسر منہ
اصول کافی صفحہ ۲۶۸ عن حمزہ عمن اخبرہ قال قرأ رجل عند ابی عبد اللہ ؑ قال اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ	درمنثور صفحہ ۴۷ جلد ۲ آیۃ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الخ قال مجاہد ہی خطاء من الکتاب وہی فی قرأۃ ابن مسعود

مرویات شیعہ مستند اصحاب الرز الیٰ
والممسوخون فقال ابلیس ہٰذا ہی افا
ہی والماسونون فنحن الماسونون۔
(ضعیف مرأۃ العقول)

روایات اہلسنت مثل روایات شیعہ
واذ اخذ اللّٰہ میثاق الذین اوتوا الکتٰب
والی قبیح وکذلک کان یقرؤہا ابی بن
کعب یہ دونوں کی قرأۃ منضمن ہے
جس سے تحریف تبدیل الفاظ کی بغیر
نقیہ ثابت ہے کہ قرآن میں لفظ النبیین
بجائے الذین اوتوا الکتٰب کے ابن
سوچ و چلا آتا ہے

فصل الخطاب ملا حسین نوری الاخبار
الکثیرۃ المعتبرۃ الصریحۃ فی وقوع السقط
ودخول النقصان فی الموجود من القرآن
زیادۃ علی ما مر متفرقا فی ضمن الادلۃ
السابقۃ علی قولہ قال السید المحدث الجزائری
فی الانوار ما معناہ ان الاصحاب قد اطبقوا
علی صحۃ الاخبار المستفیضۃ بل المتواترۃ
الدالۃ بصریحہا علی وقوع التحریف فی
القرآن یہ مجتہدین سے نقل ہے یا تاکہ
کہا جاتا ہے کہ قولہ اطبقوا علی صحۃ
الاخبار المستفیضۃ یا حجت نہیں
ہو سکتی اسلئے کہ ایک کے نزدیک
اگر موثق ہے تو دوسرے پر کیا حجت ہے

تفسیر اتقان صفحہ ۸۷ و ۸۸ قال ابن
الجزری ولفتنی ہو انفخہ احد المصاحف
ما کان ثابتا فی بعضہا دون بعض کقراءۃ
ابن عامر قالوا اتخذ اللّٰہ فی البقرۃ
بغیر واو وبالزبر وبالکتٰب باثبات
الباء فیہما فان ذلک ثابت فی المصحف
الشامی وکقراءۃ ابن کثیر تجری من
تحتہا الانہار فی آخر براءۃ بزیادۃ
من فانہ ثابت فی المصحف المکی و تواتر
اعظم التفاسیر صفحہ ۲ آیہ
بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ایکسو چودہ جگہ
ہر سورہ میں علماء سنت عاصم ابو حنیفہ
اور انکے مقلدین کے عقیدے اور

مرویات شیعہ مستدلہ جناب انور ال وہ اوسکو موثوق نہیں جانتا اساس الاصول صفحہ ۱۱۱ -

روایات اہلسنت مشتمل روایات شیعہ
ایمان میں زائد از قران ہے اور پھر
قران میں داخل بھی ہے اسیطرح
سو سورہ الحمد و معوذتین ابن مسعود
کے نزدیک زائد از قران ہیں اور یہ
ابن مسعود کا مذہب شیخ الاسلام ابن
حجر عسقلانی کے نزدیک محقق اور صحیح ہے
جسکی تاویل نہیں ہوسکتی یہ زیادتیاں
علاوہ اونکے ہیں جو گذریں اور قران
میں ابتک موجود ہیں
تیسیر الوصول صفحہ ۲۳۳ جلد ۲
عن عائشۃ قالت کان فیما نزل من
القران عشر رضعات معلومات یحرمن
ثم نسخن بخمس معلومات فتوفی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وہن فیما یقرا من
القران اخرجہ الستۃ الا البخاری اگر یہ
عدم صحت روایت و نسخ و نسیان و
تفسیر قدسی کی تاویل نہیں ہوسکتی لہذا
تحریف اہلسنت کے مذہب میں ثابت اور
حدیث منصوص اسقاط حروف کی بابت جو تواتر
معنوی کو آخر رسالہ میں لکھی جاینگی انشاء اللہ تعالی

مرویات شیعہ مستلزم حسب الزال	روایات اہلسنت مشتمل زوائد یا نسخ
تفسیر صافی المستفاد من جمیع ہذہ الاخبار وغیرہ من الروایات من طریق اہل البیت ان القران الذی بین اظہرنا لیس بتمامہ کما انزل علی محمد بل منہ ما ہو خلاف ما انزل اللہ و منہ ما ہو مغیر و محرف وانہ قد حذف منہ اشیاء کثیرۃ منہا اسم علی فی کثیر من المواضع ومنہا غیر ذلک وانہ لیس ایضا علی الترتیب المرضی عند اللہ و عند رسولہ وبہ قال علی بن ابراہیم یہ بھی مثل کمی اور زیادتی اہلسنت کے ہی اور آیات قدسیہ پر محمول ہے	تفسیر اتقان صفحہ ۷۶ اخرج البیہقی مرفوعا ان عمر بن الخطاب قنت بعد الر کوع فقال بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہم انا نستعینک و نستغفرک و نثنی علیک ولا نکفرک و نخلع و نترک من یفجرک الی ان روی فی مصحف بعض الصحابہ عن ابی بن کعب انہ کان یقنت بالسورتین (سورہ حفد و سورہ خلع) فذکرہما وانہ کان یکتبہما فی مصحفہ یہ منسوخ و منسی نہیں ہوئی ورنہ ابی کو یاد نہ رہتی اور بحالت نسخ اونکے مصحف میں کیوں ہوتی حالانکہ اونکی قرأۃ آنحضرت م کے حکم سے واجب التعلم تھی پھر یہ کہ حضرت عمر کے زمانہ تک کیوں باقی رہی اور وہ بھی منسوخ و منسی کی کیوں قرأۃ کرتے رہے حضرت عمر نے کیا بغیر اعتقاد و اسکو پڑھا تھا یا تقیۃً
کتاب عماد الاسلام مقتضی تلک الا خبار ان التحریف فی الجملۃ فی ہذا القران الذی بین ایدینا بحسب الترتیب	بخاری فی تاریخ بغداد و درمنثور صفحہ ۳۵ جلد ۶ عن ابن عباس انہ کان یقرء القران علی قرأۃ زید بن ثابت

مرویات شیعہ متعلقہ نقصان القرآن
فی بعض المواقع قد وقع بحیث لا شک
فیہ تسلیم تلک الاخبار اس مقام
پر قید حیثیت عدم شک نے ایراد
کو خود رفع کر دیا یعنے جو اخبار مذکورہ
کو تسلیم بالصحت نہ کرے جیسا کہ
مرأۃ العقول میں اخبار تحریف کو
ضعیف لکھا ہے تو کب زیادتی
اور نقصان کا قائل ہوگا تاہم یہ
آیات قدسیہ پر محمول ہے اور مذکورہ
مرویات اہلسنت کی اشمل ہے

روایات اہلسنت مشتمل بروایات شیعہ
الاثنا عشریہ حرفاً اخذہا من قرأتہ
عبد اللہ بن مسعود - حرف فی البقرۃ
من بقلہا وقثائہا وفومہا بالثاء وفی
الاعراف فلنسئلن الذین ارسل الیہم
فلنسئلن من رسلنا ولنسئلن المرسلین
وفی براءۃ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ
وکونوا مع الصادقین وفی ابراہیم وان
کان مکرہم لتزول منہ الجبال یعنی الآیۃ
وکما حملتہم بین یدیہا وہم من کل
حدب ینسلون وفی الحج یاتین من کل
فج سحیق وفی الشعراء فعلتہا اذا وانا من
الجاہلین وفی النحل اعبد رب ہذہ البلدۃ
التی حرمہا وفی الصافات فلما اسلما وتلہ
للجبین وفی الفتح - وفی النجم - وفی الحدید
وفی ن - وفی اذا الشمس کورت -
وفی اللیل الخ یہ تحریف کی روایات صحیحہ
الغرض صحابہ ہے یا نہیں اگر کوئی ان
قرآن سے انکار کرتا ہو یا لاچار ہو گیا

تفسیر صافی ولہذا اعتقاد مشائخنا رحمہم اللہ
فی ذلک فالظاہر من ثقۃ الاسلام محمد

اخرج الطبرانی وللعقد حنہ السیوطی فی الاتقان
بسند صحیح عن ابی اسحاق قال اسما...

مرویات شیعہ مستند الصحاب الرزال

بن یعقوب الکلینی انہ کان یعتقد التحریف والنقصان فی القرآن لانہ روی روایات فی ہذا المعنی فی کتابہ الکافی ولم یتعرض لقدح فیہا مع انہ ذکر فی اول الکتاب انہ کان یثق بما رواہ فیہ وکذلک استاذہ علی بن ابراہیم القمی فان تفسیرہ مملو منہ ولہ غلو فیہ ونسج علی منوالہا فی کتاب الاحتجاج

روایات اہلسنت مشتمل بر روایات شیعہ

بن عبد اللہ کجر اسان فقرا بہما قنتین السورتین انا نستعینک و نستغفرک الخ

یہ شاہد ہے کہ یہ سورہ حفد وخلع منسوخ ومنسی نہ تھی بلکہ بوجہ تقیہ خبر وقرآن قرار دیکر نماز میں قراۃ کیجاتی تھیں انکی زائد اعتقاد میں اور کیا اقرار ہو سکتا ہے حالانکہ یہ قرآن میں موجود نہیں یہ ہے تحریف جسپر کفر کا فتوی پورا پورا چسپاں ہو سکتا ہے۔

تتمہ روایات اہل سنت

تفسیر مقباس برحاشیہ درمنثور صفحہ ۱۶۴ و ۱۶۵ جلد ۴ سورہ العنکبوت وہی لکھا مکیہ۔ اسمیں غزوہ بدر کا ذکر ہے یہ ترتیب قرآن میں تحریف ہوئی یا نہیں۔

شفاء قاضی عیاض صفحہ ۲۱۱ فان قلت فما معنی ما روی ان عبد اللہ بن ابی سرح کان یکتب الرسول اللہ صلعم ثم ارتد مشرکا فقال انی کنت اصرف محمدا حیث ارید کان یملی علی عزیز حکیم فاقول او علیم حکیم فیقول نعم کل صواب اس سے ظاہر ہوگیا کہ تمام قرآن کے الفاظ منزل من اللہ نہیں بلکہ بعض لفظیں اہلسنت کے پیغمبر کی اصلاح بھی ہیں کیا یہ کمال جسارت اور تحریف نہیں؟

شفاء قاضی صفحہ ۱۱۶ کما قد وجد ذلک فی بعض مقاطیع الآی مثل قولہ تعالی ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم وہذہ قراۃ الجمہور وقد قرا جماعۃ فانک انت الغفور الرحیم ولیست فی المصحف الخ اس سے ثابت ہوا کہ جامع قرآن کی قرأت پر مطلقاً اجماع نہیں ہوا ورنہ الفاظ کیا

یہ اختلاف نہ ہوتا۔

مشکوۃ صفحہ ۲۷۰ و سنن ابی داؤد صفحہ ۱۹۹ قال ابن مسعود اقرانی رسول اللہ صلعم انی انا الرزاق ذو القوۃ المتین قال الطیبی ہی قراۃ شاذۃ والمشہور ان اللہ ہو الرزاق والمراد انہا کانت قراۃ قطعیۃ متواترۃ معنویۃ وکان من علماء رسول اللہ صلعم ابن مسعود لکنہا نسخت او شذت طرقہا بعد ابن مسعود اس روایت سے ظاہر ہوا کہ انی انا کی جگہ ان اللہ ہو بدلا گیا اور قولہ ذو القوۃ المتین بحالہ رکھا گیا اور یہ مبدل منہ قولہ انی انا جو بجائے ان اللہ ہو کے تھا بنا بر اقرار صحیح شرعی اور اعتراف واقعی طیبی صاحب کے تحریف و تغیر درجہ تواتر معنوی پر پہونچ گئی اب کوئی عذر وحیلہ مناظر صاحب اہلسنت کو مذہب تبدیل کرنے میں نہ رہا اگر حقانیت دعویٰ واقعی ہے تو مذہب اہلسنت کو خیر آباد کہتے ہوئے اپنے قول کے موافق خاک ڈالئے اور مذہب حقہ شیعہ اختیار کیجئے کیونکہ دنیا اور زندگانی دنیا چند روزہ ہے وجاہت شخصی کچھ دنوں کیلئے ہے مرد آخر بیں کو لازم ہے کہ اپنے عقاب پر نظر رکھے اور اوسکے مواخذہ سے بچنے کی تدبیر کرے مگر خیر ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور طیبی صاحب کا یہ اجتہاد کہ یہ قرأت ابن مسعود کی منسوخ ہوگئی یا سلسلہ روایت کے طریقے ابن مسعود کے بعد شاذ ہوگئے نہایت تعجب خیز ہے ابن مسعود صحابی جلیل جنکی قرأت کیلئے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قرآن اوس سے سیکھو اور وہ ابن مسعود جو باتفاق امت وہ صحابی ہیں جنکے قرآن کو آنحضرت صلعم نے اپنے زمانہ رسالت کے آخری حصہ میں سنا اور عرضہ اخیرہ قرار پائے بعد وہ ابن مسعود جنکی قرأت کو ابو الدرداء صحابی سند گردانتے ہیں اور دوسرونکی قرأۃ کو غلط بتلاتیں آج اونکی قرأت منسوخ قرار پائے اور چار جامعین قرآن وہ

منقرب ہوئے جنکی قراٗت شارع علیہ السلام نے مسلم قرار نہیں دی نہ اونکی
مصاحبت آنحضرت سے دیرینہ رہی نہ وہ تمام صحبت یافتہ رسول ؐ تھے اسلئے
کہ عبدالرحمن بن ہشام تابعی ہیں جنہوں نے آنحضرت کو دیکھا بھی نہیں تھا
اور باقی جامعین نوعمر ہے البتہ زید بن ثابت صحابی ہیں جنکے عرضہ اخیرہ کا
بھر نقش حضرت عثمان کا آمدنہ ہوئے جب ہی تو جامعین ثلاثہ سعید بن العاص
وابن الزبیر و عبدالرحمن مذکور سے فرمایا ما اختلفتم فیہ انتم و زید بن ثابت فاکتبوہ
بلسان قریش الخ (تم اور زید آپسمیں اختلاف کرتے ہو لہذا قریش کی زبان
میں لکھو) اور ابن مسعود صحابی نے فرمایا یا معاشر المسلمین اعزل عن نسخ
کتابۃ المصاحف ویتولاہا رجل واللہ لقد اسلمت وانہ لفی صلب کافر یرید
زید بن ثابت (اے مسلمانو میں نسخ کتابت مصاحف سے تو معزول کیا گیا
اور ایک معمولی شخص کو اوسکا متولی کردیا حالانکہ خدا کی قسم میں اسلام لایا
اور وہ صلب کافر میں تھا اس سے زید بن ثابت کا ارادہ کیا پھر ابن مسعود
نے کہا یا اہل العراق اکتموا المصاحف التی عندکم (اے اہل عراق تم اپنے
قرآنونکو چھپاؤ) ترمذی صفحہ ۱۵۴ جلد ۲ پھر نوع مصحف حضرت عثمان کی
قریش سے عرضۂ اخیرہ پر اعتماد فرماکر مرتب نہیں ہوا بلکہ غیر مستند
قراٗۃ پر جمع ہوا اسی سبب سے اوسکے مقابل جو بھی قراۃ غیر تھی منسوخ اور
شاذ خواہ مخواہ بپاس خاطر خلیفہ قرار دیدیگئی جسکی نہ کسی معروف صحابی سے
تصدیق ہے نہ اوسمیں آثار نسخ پائے گئے ایسی باتیں خالی از ہفوات نہیں
یہ کونسی دیانت اتباع شریعت میں ہے کہ قراۃ متواتر المعنی ابن مسعود کو
جسے آنحضرت نے تعلیم فرمایا بغیر کسی سند اور حجت کے شاذ و منسوخ و مردود
کہہ دیا متواتر کو شاذ کہدینا آپکا ہی حوصلہ ہے اور جامعین قرآن کی قراۃ

جو یقیناً لغت قریش پر محض زبانی دعوی سے جمع ہوئی اور جس پر نقط قرآن کا ہرگز یقین نہو بلا شہادت کسی مدنی یا بدوی صحابی کی قرأۃ صحیحہ اور متواترہ نہیں ملی۔ سنن ابی داؤد صفحہ ۲۷۶ جلد ۲ بہ یہ طویل حدیث ہے فرمایا آنحضرت نے علیکم بہذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من الحرام فحرموہ (تم پر اس قرآن کا تمسک کرنا لازم ہے جو تم اسمیں حلال دیکھو اوسکو حلال اور جو حرام دیکھو اوسے حرام سمجھو) یہ روایت قرآن محسوس پر دلالت کرتی ہے نہ کہ اوس قرآن پر جو لوگوں کے سینوں میں ہو اور اسی کی موید بخاری صفحہ ۱۵۳ جلد ۳ کی حدیث ہے جو آئندہ آئیگی اور وہ دلالت کرتی ہے کہ ما ترک النبی الا ما فی الدفتین پس اگر خبر دیا گلا تحریف نہیں ہوئی تو حضرت ابوبکر نے وہ قرآن مدون آنحضرت کے زمانہ کا جسکی حلت وحرمت پر رسالت مآب نے حکم فرمایا تھا کہاں غارت کردیا اور نئی صورت سے ایک نوخیز صحابی زید بن ثابت سے از سرنو جمع کرایا جنکو سورہ برأت و سورہ احزاب کی آیات بھی معلوم نہ تھیں۔

الصارم المسلول صفحہ ۱۲۱ اتخنتم فی الاسلام ابن تیمیہ عن النبی صلعم قال انزل القران علی سبعۃ احرف کلہا شاف کاف ان قلت عزیز حکیم او غفور رحیم فہو کذلک ما لم تختم آیۃ رحمۃ بعذاب او آیۃ عذاب برحمۃ یعنے قرآن سات حرفوں پر نازل ہو وہ سب شافی و کافی ہے اگر تو عزیز حکیم پڑہے یا غفور رحیم اوسکی جگہہ پس وہ بھی مثل عزیز حکیم کے ہے جب تک تبدیل قرأتہ میں کل آیہ رحمۃ کی باعتبار معانی کے آیہ عذاب اور آیہ عذاب آیہ رحمت نہو جائے تو اس سے قاریوں کیلئے رخصت عام تحریف الفاظ کی الی یوم القیام ہوگئی اور پھر باوجود تحریف لفظی قائم و دائم رہی یہاں تو قرأتہ قطعیہ و تواتر معنویہ پر

حکم قرأتہ شاذہ کا بھی نہیں ہو سکتا کہ ہر زماں کیلئے اذن عام و رخصت بے اتکان
تبدیل الفاظ قرآن کی ہر قرآن خوان کو بدولت قرأتہ سبعۃ احرف کی ملی ہے
گر یار مے پلائے تو پھر کیوں نہ پی جئے اور کہاں ہیں مدعیان بے کم و کاست والے
اپنے ایمان بالقرآن منزل من اللہ کو سنبھالیں اور غیر و تیر پر شرما کر حرف گیری نکریں
ورنہ زیادہ پچھتائیں گے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری صفحہ ۲۹ہم جلد ۲۰ ابو طلحہ قال قرأ رجل تغیر علیہ
فاختصما عنہ النبی صلعم فقال الرجل الم تقرئنی یا رسول اللہ قال بلی فوقع فی صدر
عمر شئی عرفہ النبی صلعم نے وجہہ قال فضرب فی صدرہ وقال ابعد شیطانا قالہا
ثلاثا ثم قال یا عمر القرآن کلہ صواب مالم تجعل رحمۃ عذابا اور عذابا رحمۃ اس سے
ظاہر ہوا کہ شیطان بی سمیۃ عمر ہیں قرآن کو بے کم و کاست قرأتہ واحدہ پہ تعلیم کیا
تو اسو جہہ سے قرأتہ مختلفہ و متعددہ و مجددہ اونکی دل صلابت منزل میں اثر
معلوم ہوا لہذا زیر تعزیر لائی گئی باقی مضمون تحریف کا ہر دم قاری کیلئے تازہ
دکھکر ثابت ہوا۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری صفحہ ۲۹ہم جلد ۲۰ ووقع لجماعۃ من الصحابۃ
نظیر ما وقع لعمر مع ہشام منہا ما اخرجہ احمد ان رجلا قرأ آیۃ من القرآن
فقال لہ عمر انما ہی کذا و کذا فذکرا ذلک للنبی صلعم فقال ان ہذا القرآن
انزل علی سبعۃ احرف فای ذلک قرأتم اصبتم فلا تماروا فیہ اسنادہ حسن
فتح الباری المذکور صفحہ ۲۹ہم جلد ۲۰ الطبری والطبرانی عن زید بن ارقم قال
جاء رجل الی رسول اللہ صلعم فقال اقرأنی ابن مسعود سورۃ اقرأنیہا زید
واقرأنیہا ابی بن کعب فاختلف قرأتہم فبقراءۃ ایہم اخذ فسکت رسول اللہ
وعلی الی جنبہ فقال علی لیقرأ کل انسان منکم کما علم فانہ حسن جمیل۔

فتح الباری المذکور صفحہ ۴۲۹ جلد ۲ ولابن حبان والحاکم من حدیث ابن مسعود اقرأنی رسول اللہ صلعم سورۃ من آل حم فرحت الی المسجد فقلت لرجل اقرأھا فاذا ھو یقیر حروفا ما اقرأھا فقال اقرأنیھا رسول اللہ صلعم فانطلقنا الی رسول اللہ صلعم فاخبرناہ فتغیر وجہہ وقال انما اھلک من کان قبلکم الاختلاف ثم اسر الی علی شیا فقال علی ۲ ان رسول اللہ صلعم یامرکم ان یقرء کل رجل منکم کما علم۔ اس حدیث کو دیکھکر مناظر صاحب کا ہلا کرتے ہیں بچیں اور اختلاف اختلاف کا سبق ترک فرمائیں غرضکہ حدیث سبعۃ احرف جو قراءۃ عثمانی کیلئے تصنیف ہوتی ہے اوسکی آڑ میں قراءۃ جدیدہ عثمانی تو ثابت ہوگئی مگر اوس حدیث نے آئندہ قاریوں کیواسطے نو تصنیف قرائتوں کا پھاٹک بھی کہولدیا ہے نعوذ باللہ۔

مناظر صاحب اہلسنت کو شیعوں کی کتاب میں سے صرف بیس روایات جنمیں اقوال علماء بھی ہیں جان توڑ کوشش سے دستیاب ہوئیں جسپر یہ دعوی کر بیٹھے ہیں کہ مذہب چھوڑ دونگا خاک ڈالدونگا ابھی شیعوں میں جاملونگا افسوس آپ کے قول کے بموجب وہ صحابہ جنکو آپ کلھم عدول فرماتے ہیں کافر ہوگئے دین و مذہب ہاتھ سے گیا آپنے تو صرف ایک روایت طلب فرمائی تھی اور مناظر صاحب شیعہ نے تین چار دکھادیں جسپر سوائے آنکھیں بائیں شائیں کے اور کچھ نہ بن پڑا اگر اور روایات جو اوسوقت بکثرت سے موجود تھیں جنکی طرف مولانا نے اشارہ بھی فرمایا تھا دکھا دی جاتیں تو غالباً آپ سی تولا بھی نہ جاتا بلکہ عالم غشی کا منظر پیش نظر ہو چلا گیا وہ تحیر انگیز سماں قابل عبرت نہ تھا جو اپکے مریدوں پر چھایا ہوا تھا وہ تو یہ کہیئے کہ خیر ہوگئی کہ نماز کے بہانے نجات ملی اور حضرات

اہل ہنود بھی قائل ہوئے کہ بیشک نماز نجات دلانیوالی ہے جو ہمنے اپنی
آنکھوں سے دیکھہ لیا لیکن متعصب مزاج تاڑ گئے کہ ہمارے مولوی کا
دعوی بیجا دعوی ہے اصلیت کچھہ نہیں اسی سبب سے اونکے متعصف
دل نے نہ چاہا کہ عالم و فاضل کیطرح وعدہ علوی پورا نہ کیا جائے لہذا مذہب
اہلسنت کو چھوڑ دیا اور شیعوں میں آملے۔
چونکہ زبانی مناظرہ کی اطلاع حاضر جلسہ تک محدود ہوتی ہے اور جو لوگ
موجود نہیں ہوتے وہ اوسکی خبروں کو صدق و کذب دونوں پر محمول
کر سکتے ہیں شیعہ اپنی کہتے ہیں اور اہلسنت اپنی اونکو کسکا یقین کیا جائے
اور یہاں یہہ اور بھی لطف ہے کہ جسکو خود صدر بنایا اوسکے ہی فیصلہ کو
جھوٹا بتانے لگے کل تو وہ مسلمہ فریقین صدر تھا آج اوسکو نراز کا لقب
عنایت ہوگیا پیشہ نرازی آپکے نزدیک تو برا نہ ہونا چاہئیے کیا آپنے
نرازوں کو خلیفہ تجویز نہیں کیا۔
الغرض چونکہ باہر کے حضرات جلسہ مناظرہ سے واقف نہیں اس سبب سے
ہم نے بحث تحریف کو ذرا بسط کیساتھہ بیان کیا جس سے عام و خاص
سب مطلع ہوجائیں اور مناظر صاحب سے ایفاء وعدہ کا تقاضا کیا جائے
کیونکہ۔ کریم وہ ہے جو وعدہ کرے وفا بھی کرے۔ اگر راست باز اور صادق
الوعد ہیں تو الحق ہیں آملیں ہم نے اسی غرض سے امتحان مقابلہ کے
طریقہ پر ۲۰ روایات شیعہ متعلق تحریف قران اور اوسکے جواب میں
ذخیرہ سے بیس زائد اخبار اہلسنت کی لکہی گئیں ہیں تاکہ شنیدہ کے بود
مانند دیدہ کی مثل نہ رہے اور یہہ مناظرہ درایت کی حد کو پہونچ جائے
جس سے مناظر صاحب اہلسنت پہاڑ تلے نہ دیدہ اپنے کئے کا الزام

(زلزلہ افگن عجیب منظر۔ قابل تماشا۔ قیامت خیز وغیرہ وغیرہ) سے باز آکر جو اونکی زبان پر چڑھے ہوئے ہیں ان روایات کو دیکھکر انشاءاللہ کبھی ایسے کلمات زبان پر نہ لائینگے۔

اخبار اہلسنت کے مختصر فوائد

موازنہ سے قبل کی روایات سے مفصلہ ذیل فوائد برآمد ہوئے اول یہ کہ جو مصاحف عہد رسالت میں مرتب ہوئے تھے اونمیں سوائے الفاظ قران کے آیات کی تفسیریں بھی شامل تھیں اور انحضرت نے اونکو جائز بھی رکھا تھا اور وہ عہد شیخین میں اپنے حال پر قائم رہیں محرق القران حضرت عثمان نے ماسوی القران کے حیلہ سے تمام مصاحف کو جلوا دیا دوسرے یہ کہ اصل قران میں جو آیہ رجم اور آیہ رضاعۃ داخل تھیں اونکو بکری کھا گئی لہذا اب قران بے کم وکاست نہ رہا تیسرے کاتبین کی غلطی بھی اس قران میں موجود ہے جو بجائے میثاق الذین اوتوا الکتاب کے میثاق النبیین لکھدیا ہے یا بجائے ووصی کے وقضی موجود ہے چوتھے اسم اقدس امیرالمومنین یوں کہ ان علیا مولی المومنین اور وکفی اللہ المومنین القتال بعلی بن ابی طالب عہد رسالت میں داخل قرات تھا اور وہ قران ہی ہو سکتا ہے اوسکو ساقط کردیا جسکی وجہ سے طلباء توخیر اون مطروحات کو تو دیکھتے نہیں اور مناظرہ میں دریافت کرتے ہیں کہ اگر امامت من عند اللہ ہوتی تو ذکر امامت اور امیرالمومنین کا اسم مبارک قران میں موجود ہوتا اس کمی سے خلفاء ثلاثہ کو ضرور فائدہ ہوگیا لیکن خدا تک پہونچنے والوں کا جو نقصان عظیم ہوا اوسکو خدا ہی جانتا ہے۔ این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

پانچویں روایت حضرت عائشہ وحمیدہ سے ظاہر ہے کہ حضرت عثمان نے

آیات قرآنی کی کاٹ چھانٹ ہوئی ہے پس جسقدر بھی تحریف قرآن کے دفع کرنے میں نسخ آیات و رفع آیات از اذہان و حافظہ کے قواعد بنائے گئے ہیں اور قرآن مدون کو مجمع علیہ امت قرار دیدیا گیا ہے یہ سب حامیان خلافت کی کارسازی ہے اصلیت وہی ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں تحریف قرآن ہوئی چھٹے باعتراف امام رازی و حافظ سیوطی و شیخ الاسلام عسقلانی یہ قرآن زمانہ صحابہ میں ہی کمتواتر نہ تھا سا تو یں تمام روایت سے قدر مشترک کمی و تغیرات الفاظ اس قرآنمیں ثابت ہے جو بلکم و کاست کے اعتقاد کو منافی ہے۔

نمبر ۲ روایات موازنہ اہلسنت کی شان زائد افسوسناک ہے اونمیں روایت مستدرک حاکم بصراحت ہذا حدیث صحیح الاسناد و بلفظ و صححہ الحاکم و بسند صحیح مظہر ہے کہ فی الواقع قرآن مقصرو میں کمی ہوگئی ہے اسکی ہونکہ صحیح ابن خزیمہ ہے جو بخاری سی بھی صحت میں اقدم ہے (دراساۃ اللبیب) اونمیں لفظ خلق سورہ واللیل میں اور بسم اللہ ہر سورہ پر اور سورہ الحمد و معوذتین قرآن میں زائد کہی جانی ثابت ہیں اور اوسی میں سورہ الخلع والحفد اور مثل سورہ برأت کے ایک سورہ کا ہونا پھر اونکا ساقط ہوجانا بہول جانے کے بعد مروی ہے یہ نسیان وہ نہیں جو خدا کی طرف سے ہو اگر یہ من عند اللہ ہوتا تو اون آیات کی جگہہ دوسری آیات نازل ہوتیں بلکہ یہ نسیان صحابہ کو بقول ام المومنین حضرت عائشہ لم یقدر منہ الا علی ما ہو الآن کے ہے جیسے کہ انسان سال بہر میں حفظ شدہ کو بہول جاتا ہے چہ جائیکہ پانچ سال یا دس سال زمانہ خلافت میں متروک ہوجائے وہ کیونکر یاد رہسکتا ہے اور اونمیں بعض راویوں کا باعتراف ابن الانباری کے لفظا او رودا لدخول قرآن سے ملحق کردینا

تسلیم کیا گیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ سلف سالفین قرآن کو تختہ مشق بنائے ہوئے تھے۔

اور اوسمیں قرأۃ قطعیہ متواترہ منحویہ آیہ انی انا الرزاق کو قرأۃ شاذہ کہنا نہایت جسارت ہے وہ بھی محض اسوجہ سے کہ اب وہ قرآن مدون نہیں

بلکہ ان اللہ ہو الرزاق لکہا ہوا ہے یہ سراسر نفسانی اجتہاد ہے حالانکہ اصول میں مقرر ہو چکا ہے کہ قرأۃ صحابہ متواترہ ہے اور تابعین کی قرأۃ شاذ کہی جاتی ہے اور ابن مسعودؓ کی یہ قرأۃ وہ ہے جسکو ابن مسعود نے آنحضرتؐ سے سیکہا تہا اوسکو آج شاذ کہدینا علانیہ سنت رسولؐ سے انحراف ہے اور قواعد اصول و دینداری سے نہایت بعید ہے اور اوسمیں قرأت عثمانی کی سرسبزی کیلئے جو عہد رسالت میں پیدا ہی نہ ہوئی تہی مقولہ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کی تصدیق و تصحیح جو اوس مرتد نے بحالت ارتداد تحقیق آنحضرتؐ میں کہا تہا علیم حکیم لکہدوں تو فرماتے ہاں سب صواب ہے یعنی غفور حکیم یا علیم حکیم دونوں صحیح ہیں ایسے شخص کے قول سے آج سند لیگئی تاکہ قرأۃ عثمانی جو قرأت منصوصہ ابی بن کعب و ابن مسعود کے مخالف ہے اس مرتد کے قول سے جائز ہو جائے اور اوسمیں فتح الباری کی روایتیں جواز قرأۃ عثمان غنی میں اسوجہ سے ہوش ربا ہیں کہ جو عمر فاروقؓ کو (جو قرأۃ واحدہ کے قائل ہیں) یاد تہی اس خدشہ میں بیٹہ گئے کہ دوسری قرآن کی قرأۃ نہیں ہو سکتی اور دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے آیہ قرآنی حضرت عمرؓ کی یاد کے خلاف پڑہی حضرت عمرؓ نے کہا اسکو اسطرح پڑہا اسکا ذکر آنحضرت صلعم کی خدمت میں ہوا تو رسالت مآب نے فرمایا قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے پس جس قرأۃ پر بہی پڑہو گے تم صواب پر ہو گے قرأۃ قرآنیں

جھگڑا اگر وہ یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ اوس شخص کی قرأۃ اور عمر فاروق کی قرأۃ میں لفظی اختلاف تہا جیسے قولہ انتہ اور ایمتہ کے حضرت عمر کو سہ مرتبہ قادیوں سے اختلاف قرأۃ میں جھگڑا کرنے کا اتفاق رہا اور جواب مد مقابل کے موافق ہی ملتہ رہا مگر اونکی طبع رسا نے ہر مرتبہ جواب ملنے پر ہرگز اعتنا نہ کیا امام بخاری نے بہی قصہ اختلاف قرأت کا جو حضرت عمر و ہشام کے درمیان ہوا نقل فرمایا ہے جسکے تحت میں متعدد قصے حضرت کے فتح الباری میں مذکور ہیں

تیسری حدیث فتح الباری صفحہ ۶۴۹ جلد ۲۰ میں بہی یہ ہی قرأۃ کا نزاع وارد ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ میں نے زید اور ابی بن کعب اور ابن مسعود سے سورہ قرآن پڑھا ہے اون سبکی قرأۃ علیحدہ علیحدہ ہے آنحضرت صلعم نے سکوت فرمایا اور امیر المومنین آنحضرت کے پہلو میں بیٹھے تھے فرمایا جیسے تم تعلیم کئے گئے ہو پڑہو یہ حدیث شیعوں کیلئے ایک زبردست دلیل ہے۔

توجیہات مرویات شیعہ

کافی کی احادیث تو از قسم ضعاف کتاب مراۃ العقول سے منقول ہوئیں وہ میدان مصاف میں احتجاج جالبیس کرنی تحصیل حاصل سے خالی نہیں اونکے لئے یہ کہنا کہ صاحب العصر علیہ السلام نے اونکو ملاحظہ فرمایا ہے اور سب کو صحیح فرما دیا ہے نہایت تعجب خیز امر ہے اسکی نہ کوئی دلیل ہے نہ برہان یہ ایک دعوی بے دلیل ہے جسکی سند مناظر صاحب اہلسنت کے ذمہ لازم ہے رہیں باقی مرویات کتاب احتجاج کی جو بقول صاحب تفسیر صافی اوسی منوال پر عریاں ہوئی ہیں جس سلسلہ پر کافی کی اخبار ہیں لہذا وہ بہی اعتنا و عمل کی قابل نہیں ہیں اور غیر مستند و قسم احاد سے ہونیکی وجہہ سے اونکی صحت پر زور نہیں دیا جاسکتا تاہم علاوہ تاویل حدیث قدسی و تفسیر قرآن کے کہا جاتا ہے کہ قولہ انتہ ثلث قرآن یا بعض آیات کا ساقط ہو جانا یا بدلا جانا

اکثر روایات اہلسنت کے دیکھنے سے ذکر کیا ہی مثل حدیث ابن عمر کے جو ہوا ہنہ
میں گذری اور اقبال مجرم کا اقرار ثبوت جرم کیلئے کافی ہے کوئی وجہ نہیں کہ
اوسکو صحیح نہ مانا جائے علیس جو کچھہ نقل ہوا اوسکی شہادت اون اقرار ولہ
سے ہوا و نکے کہ شیعوں کے موجود ہیں پورے طور سے ہوتی ہے لہذا ہم اون
روایات کو ضعیف السند یا منقطع نہیں سمجھتے مگر ہاں او نکی تنقید ضرور نہیں ہوئی
ممکن ہے کہ ضعیف ہو اور ممکن ہے کہ صحیح ہوں لیکن اوسپر ہمارا عمل نہیں۔ قولہ
انہم الحقوا فی الکتاب الی آخرہ سے ظاہر ہے کہ اسمیں تحریف معنوی کا ولکی
شکایت ہی کہ اونہوں نے قرآن کے معنے عوام کی دہوکہ دہی کیلئے بدل دئے
اسکا یہ ترجمہ کرنا کہ قرآن میں وہ باتیں درج کر دی ہیں الخ بالکل غلط ہے
مگر یہ کہئے کہ مناظرہ نہیں ہوتا مجادلہ ہوتا ہی کسطرح حریف کو زیر کر دیں
ہزار دہوکہ دئے جاتے ہیں اور عوام پر طرح طرح کے الفاظ سے اثر ڈالا جاتا ہے
اس عبارت کے لفظی معنے یہ ہیں کہ یقیناً اونہوں نے کتاب اللہ میں وہ معنے ثابت
کئے ہیں جو خداوند عالم نے نہیں فرمائے ہم اسکی صداقت دکہلاتے ہیں
قولہ تعالے ووجدک ضالا فہدی تفسیر کبیر میں مجاہد و سدی کی سند سے مروی ہے
کان علی دین قومہ اربعین سنۃ قالی ووجدک ضالا عن الہدی فہداک لدینہ یعنے
آنحضرت صلعم قبل بعثت چالیس برس تک مشرکین قریش کے مذہب پر رہے
انتہی مختصر امام رازی فرماتے ہیں عند اصحابنا ہذا غیر ممتنع عقلا لانہ جائز فی العقول
ان یکون الشخص کافرا فیرزقہ اللہ الایمان ویکرمہ بالنبوۃ یعنے ہمارے اصحاب
کے نزدیک یہ ممتنع نہیں از روئے عقل کے اسلئے کہ عقلیں جائز رکہتی ہیں کہ
کوئی شخص کافر ہو پس خدا اوسکو ایمان عطا فرمائے اور نبوت سے سرفراز فرمائے
نعوذ باللہ یہ تحریف معنوی کے ثبوت میں عبارت احتجاج کیلئے ایک تصدیق

کرنیوالا اثمہ ہے پس اگر فرمایا ہو کہیں لسوغ مع التقیۃ التصریح باسماء المبدلین الخ
تو کیا غلط ہی اسکی شہادت کتب اہل سنت سے مل رہی ہے کہ بسبب
تسلط و جبروت مبدلین کے اونکے نام ظاہر نہ کیے یقینا خوف تھا یہ تنہا
تو تحریف معنوی کی ہے اخبار اہل سنت کے تو الحاق الفاظ موجود ہے جسکو

ہم بیان کر آئے ہیں و قولہ والذی یبدا فی الکتاب من الازراء علی النبی من
فریۃ الملحدین یعنی وہ کہ جو کتاب اللہ میں ظاہر ہوتی عیوب نبی انکے وہ بہی
کا دروغ نسبتہ کریں اسکیلئے بہی وہی تفسیر کبیر کی روایت تصدیق کرنیوالی ہے
کیونکہ یبدا فی الکتاب ہیں تو لفظ قرآن رہے اور اوسکے معنے اسطرح کر بیان
کرنا کہ جن سے برائی ظاہر ہوتی ہے یہ ملحدین کا کام ہے لہذا یہ بہی معنوی
تحریف کی طرف راجع ہے۔

ہم تو تاویل و توجیہ روایات سے مستغنی ہو گئے کیونکہ اہل سنت کی روایات
اس کثرت کو پہونچ گئی ہیں کہ حد نہ رہی اور ہماری روایات جو کچھ کہ نقل کیگئی
ہیں اول تو وہ بہت کم ہیں اور انکا یہ حال ہے کہ جسکی معمولی توجیہ ہو سکتی ہے
جیسا کہ ہم ظاہر کر چکے البتہ اہل سنت کی گردن پر بار ہے کیونکہ جب خود مرتکب
ہر قسم کی تحریف کے قائل اور ناقل ہیں پھر روایات تفسیر عیاشی وغیرہ
کچھ بہی نہ رہیں اسلئے کہ ان سبکی تاویل حدیث قدسی سے ہو گئی اور فصل الخطاب
و انوار نعمانیہ میں جو تحریف کا ذکر ہے اور اخبار مستفیضہ بلکہ متواترہ کہا ہے
وہ محض اس سبب سے کہ محرفین کے اقوال کثرت سے دیکھے اور مجرموں کا
اقرار صاف طور پر پایا اب مناظر صاحب اہل سنت اپنی روایات معتبرہ و قطعی
الدلالہ پر غور فرمائیں جن تین سوالوں کو مالا ینحل سمجھا تھا ہم نے اونکا جواب
امتحان کے مقابلہ میں دیدیا مناظر صاحب اپنی اوراق الزلزال صفحہ ۷ ابر

پہلے لکھتے ہیں۔

قولہ جن روایات کو حضرات شیعہ روایات تحریف کہتے ہیں انکو انہیں تین اقراروں کے بموجب جانچنا تھا جنکی نسبت آپ نے کیا تھا کہ پیش کریں جن تین اقراروں کیساتھہ ہم نے انکی روایتیں پیش کی ہیں

اقول مناظر صاحب اہل سنت کی خصلت سے تو معلوم ہو گیا کہ آپ کے اقراروں کی یہی صورت ہو گی جیسے آپکے اوس اقرار کی ہے کہ جو مجمع عام میں آپ نے تبدیل مذہب کیلئے کیا تہا اور جسکا پورا کرنا دوسرے حضرات کے ذمہ ہو گیا اور اب جو انکر نزال ہیں بمصداق مشہور کہ بعد از جنگ یاد آید الخ شائع ہو گئی ہیں اسپر ایفاء کرنیکا وعدہ ہی نہیں اب آپ ہی انصاف فرمائیگے کہ کیونکر ہو سکتا ہے آپ نے جب ایک کے جواب میں تین چار سن لیں اور حرکت بھی نہ ہوئی تو یہاں کیا کروٹ لینگے۔

قولہ یعنے ہمارے علماء کا یہ اقرار کہ یہ روایات متواتر ہیں

اقول مناظر صاحب کے کتب شیعہ سے کب روایات متواتر پیش فرمائی تھیں جو آج شیعوں سے طلب فرماتے ہیں عماد الاسلام میں تو عبارت مقتضی تلک الاخبار التحریف فی الجملہ مذکور ہے اگر اس فی الجملہ کے معنے آپکی سمجھ میں متواتر کے ہیں تو ہم نے اس متواتر سے کہیں بڑھ چڑھکر آپکو مقابلہ میں دکہا دیا جسمیں حدیث مشکوۃ عن ابن مسعود کو عالم دہر طیبی نے کہا قرآن میں قراۃ قطعیہ متواترہ معنویہ فرمایا ہے اگر اسپر بھی حقیقت مذہب شیعہ پر خیال فرمائیں تو یقیناً اہل انصاف کی نظر سے گرجانا تعجب نہیں آپکی تمام تقاریر کی بھی کوئی وقعت نہ رہیگی اور لفظ متواتر لغوی و اصطلاحی معنے میں مستعمل ہی نہیں اگر آپ بیس روایات شیعہ کو متواتر سمجھ لیا ہے تو ہم اوسکے دو چند دو

سے چند بلکہ اور اضافہ بھی کر کے وکھا دیا یہ تو ڈبل متواتر ہو گئیں مگر ہاں اہل سنت کے نزدیک ضعیف اخبار ہی بلکہ قوی اخبار کا حکم رکھتی ہیں اونپر عمل کرنا اور اعتقاد رکھنا لازم ہے جیسا کہ ہم نے عرض کیا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۳ وموضوعات الصغیر ملا علی قاری صفحہ ۸۶) پس جبکہ جزم ویقین کیلئے اخبار ضعیف کافی ہیں یہاں امتحانی مقابلہ میں تو کتب صحاح سے متواتر ومشہور اخبار تحریف کی او جہار ائگادی جن سے یقین کا مرتبہ ظاہر ہو گیا ہے وہ کیونکر کافی ووافی نہ ہونگی۔

قولہ اور ہمارے علماء کا یہ اقرار کہ یہ روایتیں تحریف قرآن پر دلالت کرتی ہیں

اقول ماشاء اللہ کیا مہمل سوال ہے کیا آیات اکلیفی جو اپنے معنے پر دلالت کرنی میں کسی اقرار کرنیکی قطعاً محتاج نہیں وہ اہل سنت کے مذہب کی رو سے نفاذ حکم میں مکلفین کے اقرار پر معطل ہو سکتی ہیں کیا اسیطرح مفہومات ومدلولات احادیث بھی کسیکے اقرار پر موقوف ہوتے ہیں بلکہ اقرار کو کیا ہم تو علماء ایکطرف خود صحابہ کے عملیات سے ثابت کر دیا کہ وہ ساقط شدہ آیات کو پڑھا کرتے تھے جو حضرت عثمان کے زمانہ میں ساقط کر دی گئی تھیں خیال تو کیجئے کہ اگر وہ زمانہ رسالت میں منسوخ یا منسی ہو جاتیں تو پھر یکسطرح رہتیں یا اونکے نسخ سے صحابہ ضرور مطلع کر دیتے اور اونکی تلاوت سے باز رکھتے مگر ایسا ہوا نہیں لہٰذا نہ وہ منسوخ ہوئیں اور نہ بھلائی گئیں۔ فکیف خلوا قلیلا ولیبکوا کثیرا

قولہ اور ہمارے علماء کا یہ اقرار کہ انہیں (فرضی) روایات کے مطابق اہل سنت تحریف قرآن کے معاذ اللہ معتقد بھی ہیں

اقول واہ جناب اس سوال میں اقرار واعتقاد میں آپنے صحابہ کی پیروی کی

دکہا دیا کہ وہ زبانی اقرار کرتے تہے اور دلمیں اعتقاد نہ رکہتے تہے -

کیا آیہ یقولون بافواہہم مالیس فی قلوبہم پارہ ۴ رکوع ۸ کے بمصداق علماء اہلسنت بہی ہیں کہ دلمیں تو انکار اور زبان پر اقرار ہے گروہ شیعہ پر ناحق اعتراض ہے کہ تقیہ کے نام سے شیعوں نے جہوٹ کو جائز کر لیا ہے انشاءاللہ عنقریب تقیہ کا بہی جواب آئیگا -

انکے بعد مناظر صاحب فرمائیں کہ صلحاء سنت کا عمل اعتقاد کے بعد ہوا کرتا ہے یا بغیر اعتقاد قلبی کے بہی وہ اعمال بجا لاتے ہیں ہم اخبار صدر میں حضرت عمر کا آیات ساقط کردہ کو زید بن ثابت کے پڑہنے کا اقرار اور ام المومنین حضرت عائشہ کا یہ اقرار کہ آیہ رجم اور آیہ رضاعۃ کو بکری کہا گئی اور سورہ احزاب دو سو آیتیں تہیں مگر جب حضرت عثمان نے قران مرتب کیا تو کوئی قادر نہ ہوا جو ان دو سو آیتوں کو پڑہتا مگر اوسیقدر جواب حضرت عثمان کے مصحف میں ہے اور حمیدہ بنت ابی یونس کا یہ اقرار آیہ الصفوف الاول قبل متغیر کر دینے حضرت عثمان کے پڑہی جاتی تہی غرض کہ باستہہ سے کچہہ کم و بیش روایتوں میں جو کچہہ بہی علماء عظام و صحابہ کرام نے تحریف قران کا اقرار فرمائے ہیں وہ بغیر اعتقاد کے ہیں یا اونکا اقرار انکے موافق اعتقاد تہا اور صحابہ کرام کا اونپر عمل کرنا کب کسیکے اقرار کا محتاج ہو سکتا ہے -

دفع دخل مکرر اگر ناعاقبت بین اسکی تاویلیں فرمائیں کہ وہ قرانی آیتیں جو اخبار و آثار مذکورہ سے ظاہر ہوتی ہیں منسوخ ہو چکی تہیں اور صحابہ کو اونکے منسوخ ہونیکی اطلاع نہ ہوئی تہی جو اونکو تلاوت کرتے تہے انکی مختصر تردید بہی ہم کر دیتے ہیں ... گذری اور اب پہر بطور یاددہانی کے عرض کرتے ہیں کہ نسخ کا قائل مرتکب تکذیب چند امور کا ہوا اول آنحضرت صلعم کی حدیث جسمیں

ہدایت ہوئی ہے کہ ابی و ابن مسعود وغیر ہم سے قرآن سیکھو غلط ہوئی جاتی ہے کیونکہ اونہیں کی قراۃ زائد منسوخ قرار پاتی ہے اور عرضہ اخیرہ ابن مسعود کی قراۃ ہی تو اونکو بیخبری اول تو عقل سلیم کے خلاف ہے دوسرے آنحضرت پر الزام عائد ہوتا ہے اسلئے کہ نسخ سے یہ لوگ بے خبر ہیں اور بے خبر رہینگے پھر بھی انحضرت نے یہی ہدایت فرمائی کہ قرآن انسے سیکھو۔

دوسرے ام المومنین عائشہ وحمیدہ کا یہ فرمانا کہ قرآن میں تغیر وتبدل حضرت عثمان کے قرآن جمع کرنے کیوقت ہوا ہے اور کیا حضرت عمر کا منسوخہ آیہ کو پڑھتے رہنا اونکے علوم دینیہ کو ثابت رکھہ سکتا ہے پھر یہ علامہ طیبی محدث جلیل کا ابن مسعود کی قراۃ کو قراۃ قطعیہ کہنا اور تواتر معنوی کا اقرار کرنا جھوٹ کیونکر ہوگا نہ اونکو جاہل بیخبر کوئی بنا سکتا ہے۔

تیسرے جو نسخ کا قائل ہے وہ یہ بتائے کہ ان منسوخہ آیات کی آیات ناسخہ کونسی ہیں جو اونسے زائد مفید یا مثل اونکے ہوں بغیر آیات ناسخہ کی موجودگی کے نسخ کا دعوی کرنا ایک عظیم افترا ہے کیونکہ نسخ ونسیان کے بارے میں آیہ وما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا (ہم کسی آیت کو منسوخ یا بہلاتے نہیں جبتک اوس سے بہتر یا اوسکی مثل نازل نہ کریں) ناطق ہے اس نسخ ونسیان کے دعوی دار جامعین قرآن سے بھی پوچھکر جواب نہیں دیسکتے سوائے اسکے کہ وہ بھی یہی کہدینگے کہ بتشبیہ ہم سے یہ آیات فرو گذاشت ہوگئی ہیں جنکو علماء متاخرین نے ہماری عزت سنبھالنے کیلئے اور ہماری حرمت کا لحاظ رکھتے ہوئے منسوخ ومنسی سے تعبیر کر دیا۔ اور آیہ وما ننسخ الخ سے ثابت ہے کہ نسخ ونسیان آیت کا ہوتا ہے نہ کہ سورۃ یا ربع قرآن کا۔

اس اعتراض کی تصدیق اہلسنت کی کتابوں سے ظاہر ہے کہ مذہب کے قائم رکھنے کے سبب سے اس قسم کی ترمیمات و اصطلاحات ہوتی رہتی ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ اس میدان میں ہزاروں غار اور خشک کانٹے موجود ہیں ہم اس مقام پر صرف مسئلہ نسخ کو دکھاتے ہیں کیونکہ تمام بحث اسی میں ہے ملاحظہ ہو دراسات اللبیب علامہ د سر محمد معین سرنہدی کا صفحہ ۳۱۴ کو جس سے نسخ کا راز بالکل کھل گیا فرماتے ہیں۔

اما اول النسخ فالقسم الاول منہ وہو النسخ الثابت بالنص الی قولہ واما القسم الثانی وہو النسخ الی اجتہادی الخ اس سے ظاہر ہو گیا کہ شریعت اسلام میں علماء اہلسنت کو یہ بھی اختیار ہے کہ جس حکم شرعی کو چاہیں منسوخ کر دیں یہ انہیں حضرات کا کام ہے کہ حضرت عثمان کی غلطیوں کو چھپانے کے لئے ایک قلعہ ریگ پانی پر بنا دیا جو چند قطرہ باران سے گر پڑا یہ دینداری کہ خود ہی تحریف کرتے جائیں اور جو اوس تحریف کی سند پیش کرے کافر و مرتد قرار دیں نعوذ باللہ پھر مسلمان ہونے کا دعویٰ۔ مصرعہ

ہزار کفر سے بدتر ہے یہ مسلمانی۔ مگر ہاں اب ہم بھی اوس کفر کے قائل ہیں اور اپنے لئے تسلیم کرتے ہیں جو آیہ ومن یکفر بالطاغوت میں وارد ہے جو احکام شریعت کو منسوخ کرتا ہے وہ ضرور طاغوت ہے اوس سے کفر کرنا عین ایمان مع القرآن ہے۔

اگر حقیقت میں حضرت عثمان کے جمع کردہ قرآن پر اتفاق و اجماع صحابہ کا ہوتا تو ابن عباس اشارہ جگہ زید بن ثابت کی قرأۃ کو اختیار کرتے (در منثور صفحہ ۳۵۰ جلد ۲) اور ابن مسعود یہ تمنا نہ کرتے کہ اگر میرا قابو مصحف عثمان پر ہوتا تو میں بھی وہی عمل کرتا جو عثمان نے میرے مصحف سے کیا

یعنی یہی مصحف عثمان کو جلا دیتا پھر یہ کہ اجماع کیلیے یہ ہنگامہ و زوری نہ کیجاتی
نہ صحابہ کو زدوکوب کیا جاتا اور نہ ابی و ابن مسعود کی قرائتیں باقی رہتیں اور
زمانہ گذر جانیکے بعد اونکی قرآۃ نہ کیجاتی چنانچہ شارح بزدوی نے ابن مسعود
کی قرآۃ کو نقل کیا ہے کہ زمانہ امام اعظم اہل سنت تک قرآۃ مشہورہ کہی جاتی
تھی جو موجودہ قرآن میں نہیں ہے چنانچہ اونکی یہ عبارت ہے۔

اما المنقول مثل قرآۃ عبد اللہ بن مسعود فی کفارۃ الیمین فی قولہ تعالی فصیام
ثلاثۃ ایام وقد کانت ہذہ القرآۃ مشہورۃ الی زمن ابی حنیفہ قرآۃ مشہورہ۔

اجماع صحابہ کو باطل کرتی ہے اگر در اصل اور باعتبار واقع کے اس قرآن پر
جو حضرت عثمان کا جمع کردہ کہا جاتا ہے اجماع ہوتا تو قاریان قرآۃ ابن مسعود
زمانہ مصحف اول سے مصحف ثانی تک اجماع سے یقیناً انحراف نہ کرتے اور وہ سب
کافر مطلق شمار ہوتے مگر ایسا نہیں ہوا اور اگر یہی ضد ہے تو پہلے بنابر عمل قرآۃ مشہورہ
ابن مسعود کا کافر ہونا قبول کیجیے پہر باوثوق ذریعہ سے اگر انکی تکفیر ہو تو ناظر صاحب
اہلسنت بتائیں ورنہ اسلام کی صورت تو وہ دیکھہ ہی نہیں سکتے اصل یہ ہے
کہ اپنی بدعت کے جاری کرنے میں اجماع صحابہ کی آڑ پکڑتے ہیں ورنہ اجماع
امت کی اصلیت سقیفہ بندی کے دن زور و زبردستی و اجبار و استیلا و قہر
و غلبہ کی بنا پر قرار پا چکی ہے پس خواہ مخواہ زور و تعدی کا نام اجماع امت
رکہہ لیا ابن ابی الحدید معتزلی کی شہادت ملاحظہ ہو جو شرح نہج البلاغہ
صفحہ ۲۴۳ جلد ۲ پر موجود ہے ان بعض الملوک ربما احدثوا قولا او دینا لہوی
فیحملون الناس علی ذلک حتی لا یعرفون غیرہ کنحو ما اخذ الناس الحجاج بن یوسف
بقرآۃ عثمان و ترک قرآۃ ابن مسعود و ابی بن کعب و توعد علی ذلک بدون
ما صنع ہو وجبابرۃ بنی امیہ الی قولہ فما مات الحجاج حتی اجتمع اہل العراق

علی قراۃ عثمان مختصر ترجمہ یہ ہے کہ بعض بادشاہ بسا اوقات کوئی قول بانکے
اپنے نفس کی خواہش سے ایجاد کرتے ہیں پس لوگوں کو اوسکے اختیار کرنیکی تکلیف
دیتے ہیں یہانتک کہ وہ لوگ سوائے اوس قول یا دین کے اور کچھہ نہیں پہچانتے
جیسا کہ حجاج نے قراۃ عثمان پر لوگوں کو مامور کیا اور ابن مسعود و ابی بن
کعب کی قراۃ ترک کرنیکے لیئے نہایت شدت سے منع کیا گیا جو لوگ اون دونو
کی قراۃ اختیار کیئے ہوئے تھے اسپر مجبور کیئے گئے کہ قراۃ عثمان اختیار کریں اور
اونکی قراۃ کو چھوڑ دیں پس حجاج نہیں ڈرا یہانتک کہ اہل عراق قراۃ عثمان پر
مجتمع ہوگئے اس واقعہ کی تائید روایت شارح بزدوی سے ہوتی ہے کیونکہ
حجاج امام اعظم کے زمانہ میں تھا جسمیں ابن مسعود و ابی بن کعب کی قراۃ
جاری تھی لیکن شارح صاحب نے حجاج کی جبر و تعدی کو نہ لکھا چونکہ مکروہ و خلاف
اجماع امت ہے البتہ اسکو لکھدیا کہ یہ قراۃ اس زمانہ تک جاری تھی بہرطور قراۃ
حضرت عثمان پر حجاج ظالم کے ہاتوں سے اجماع امت ہوگیا ایسے اجماع کے
سبب سے قائل تحریف کو آج کافر کہا گیا مناظر صاحب اہلسنت مع اپنے
مریدوں کے مصداق حدیث بخاری صفحہ ۹۸۰ جلد ۳ لو تعلمون ما اعلم لضحکتم
قلیلا و لبکیتم کثیرا کے روئیں اور اگر قساوت قلبی سے رونا نہ آئے تو سیرت حضرت
ابوبکر پیروی آقائے ثنا کی پر عمل کریں (مدارج النبوۃ قصہ اساری بدر) اسلیئے کہ قراۃ
حضرت عثمان کے حامی کفریات ثلاثہ کے مرتکب ہوئے اور اوسپر اصرار ہی کرتے
ہیں۔
ہوئی اہل اسلام کو قرآن مدون رسول ص سے محروم رکھا چنانچہ بخاری صفحہ
۷۵۲ جلد ۳ میں ہے عن عبد العزیز ابن رفیع قال دخلت انا و شداد بن
معقل علی ابن عباس رضی اللہ عنہما فقال لہ شداد بن معقل اترک النبی

جواب نمبر ۹

صلی اللہ علیہ وسلم من شئی قال ماترک الا ما بین الدفتین قال ودخلنا علی
محمد بن الحنفیہ فسألناہ فقال ماترک الا ما بین الدفتین یعنے شداد بن معقل نے
ابن عباس سے دریافت کیا کہ آیا کچھ آنحضرت نے ترکہ چھوڑا ہے تو جواب دیا
کہ کچھ نہیں چھوڑا مگر دو پشتوں کے درمیان (قرآن) راوی کہتا ہے کہ ہم محمد
بن حنفیہ کے پاس گئے اون سے بھی یہی سوال کیا اور یہی جواب ملا۔
اب حامیان قرآہ عثمانی نے آنحضرت صلعم کے اوس مدون قرآن سے صریح انحراف
کیا یا نہیں خدا جانے وہ قرآن کہاں پوشیدہ کردیا اور از سر نو زید بن ثابت
کی قرأت پر جمع کیا گیا حالانکہ دیانت تو اسکی مقتضی تھی کہ آنحضرت کے قرآن
کی موجودگی میں اپنا ترتیب کردہ قرآن نہ جاری کرتے مگر یہ اور بات ہے کہ
آنحضرت کا مصحف اونکی خلاف غرضی تھا اور زید بن ثابت ایسے جلیل القدر
صحابی ہیں کہ دردل امیر المومنین سے منحرف رہتے تھے (استیعاب) پھر کیا
نہ مصحف رسول سے فضائل امیر المومنین کو ساقط کرتے جو بعنوان تفسیر
قرآن کے اوسمیں موجود تھے یہ انحراف ہی اسکا باعث ہوا کہ زید بن ثابت
قرآن جمع کرنے پر مامور کئے گئے۔

دوسرے قبیح انحراف یہ ہوا کہ آنحضرت صلعم نے حکم فرمایا تھا کہ قرآن کو ابی بن
کعب وابن مسعود و سالم و معاذ سے سیکھو (بخاری صفحہ ۱۰۳ جلد ۲ وصفحہ ۱۵۱
جلد ۳) برخلاف اسکے دونوں خلیفوں نے ان اصحاب اربعہ سے قرآن نہ
جمع کرایا جو زمانہ حضرت ابوبکر میں زندہ تھے اور عہد حضرت عثمان میں
ابی و ابن مسعود بقید حیات موجود تھے اسپر طرہ یہ ہوا کہ ابی بن کعب کو حضرت
عمر نے محض اس جرم پر پٹوایا کہ لوگ انکے پاس قرآن سیکھنے کیلئے جمع ہوتے
(احیاء العلوم صفحہ ۱۰ جلد ۳) حالانکہ خود ہی حضرت عمر نے فرمایا ہے

ابی و اقضانا علی الخ (بخاری صفحہ ۶۷۰ جلد ۴) یہ تناقض بھی قابل ملاحظہ ہے کہ خود قرأۃ میں ابی کی تاسی کرتے جاتے ہیں اور تعلیم قرآن میں اونکو امام بنائیں پھر خود ہی ابی کو مجرم قرار دیں عجب گڑبڑ ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا پھر تو یہ بھی ایک اجتہادی مسئلہ ہے کہ حضرت عمر قرأۃ ابی کو اخذ کریں اور حضرت عثمان ناپسند فرمائیں چاہے انحضرت کے حکم کے خلاف ہی کیوں نہو اسکے بعد حضرت عثمان نے سیرت خلیفہ دوم کو برخلاف حکم رسول کے ابن مسعود بیچارے پر جاری کردیا جس سے اوس غریب صحابی رسول کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور جبر یہی یہ بھی قرار دیا گیا کہ تم اپنا قرآن جسکو انحضرت کی حضور میں جمع کیا تھا ہمارے ہاتوں میں جلانے کیلئے کیوں نہ دیا حقیقت میں فرمان رسول اخذوا القرآن من اربعۃ و حدیث احفظونی فی اصحابی کی تعمیل ان خلفاء راشدین نے خوب ہی کی جس سے لوگوں کو یہ بھی شناخت نہ رہی کہ حقیقی حکم رسول کونسا ہے حضرت عثمان نے یہ اور بھی مستزاد کردیا کہ مصاحف زمانہ رسالت میں ابی بن کعب و عبد اللہ بن مسعود و ابو الدرداء و تمیم داری و زید و سعد بن عبید و ابو زید و مجمع بن جاریہ و سالم مولی ابی حذیفہ و ابو موسی اشعری و معاذ بن جبل و عبادہ بن ثابت و زید بن ثابت و ابو ایوب انصاری اور خود حضرت عثمان نے مدون فرمائے تھے چونکہ اونمیں تفاسیر قدسی شامل تہیں لہذا ان سبکو حضرت عثمان نے جلادیا (اتقان و ازالۃ الخفاء وغیرہما) پھر جنکو انحضرت صلعم نے اپنے عہد میں جائز رکہا تہا وہ عہد حضرت عثمان میں اس قابل ہوگئے تھے کہ اونکو جلایا جانا تجویز کیا گیا۔

تیسرے حدیث منصوص انحضرت علی مع القرآن و القرآن مع علی (صواعق محرقہ) اور نیز حدیث ثقلین جو وارد ہوئی ہے لن یفترقا حتی یردا علی الحوض بقیہ

جواب نمبر ۹

نہیں کہ جناب امیر سے ہی قرآن اخذ کیا جاتا مہریہ کہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب
اللہ و عترتی سے بھی ظاہر ہے کہ قرآن بصورت کتاب ہو کیونکہ وہ متروکات رسول
سے امت کی تمسک کیلئے موجود تھا اور حدیث صدیقی ان اللہ اذا اطعم نبیا
طعمۃ فہی الذی یقوم مقامہ (یعنے جب اللہ کسی نبی کو لقمہ ہی دیتا ہے تو وہ اوسکے قائم
مقام کیلئے ہی ہے) اثر و غلط ثابت ہوئی کیونکہ آنحضرتؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ ابوبکر
سے قرآن سیکھو یا ابوبکر کے ساتھ قرآن ہے وہ قرآن کے ساتھ ہیں لہذا اس سے
صاف پایا گیا کہ یہ نہ رسولؐ کے قائم مقام ہیں اور نہ متروکہ رسولؐ کے مستحق ہیں
بہرحال امیر المومنین سے قرآن اخذ کیا جاتا جسپر ذرا بھی التفات نہ کیا گیا اور
دشمنان امیر المومنین سے جمع کرالیا گیا یہ آنحضرتؐ کے حکم کے خلاف ہے یا نہیں
یہ تینوں مہلکات اونکے نصیب میں قضا و قدر نے لکھدئے تھے جسکا کوئی چارہ
کار اب نہیں ہو سکتا اور لطف یہ ہے کہ جو جامعین قرآن آنحضرتؐ کی بارگاہ پر
قرآن کے جمع کرنے پر مامور نہ ہوئے تھے اونسے جمع کراکر یہ ناز کیا جاتا ہے کہ جو اس
قرآن مدون کو جو آنحضرتؐ کے خلاف حکم جمع کیا گیا ہے کلام و کاست نہ سمجھے وہ
دائرہ اسلام سے خارج ہے افسوس کیا اسیوجہ سے آنحضرتؐ کو ہذیان بتایا
گیا تھا کہ اپنے تجویز کردہ مذہب کی اشاعت کریں اور رسول برحقؐ کے کلام کو
معاذ اللہ ایک بکواس سے تعبیر کردیں اسی کی پیشینگوئی خداوند عالم نے
فرمادی تھی وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ہذا القرآن مہجورا (اور
اوسوقت رسول فرمائینگے اے میرے پروردگار اس قرآن کو میری قوم نے مہجور
کردیا) اسی لئے آنحضرت کو بھی لیہجر کہا گیا آہ آہ رسول کی آنکھیں بند نہ
ہونے پائیں جو اہلبیت و قرآن تو درکنار خود رسول سے ہی کنارہ کرلیا اور
جسکی بدولت سلطنت پر قابض ہوئے اوسی کو ہذیان بتانے لگے کیا یہ

احسان فراموشی نہیں ہے۔

اب ہم مختصر لفظوں میں اوس قرآن کا بے کم و کاست ہونا دکھاتے ہیں جسکے انکار
پر اہلسنت کے نزدیک کفر عائد ہوتا ہے وہ قول حضرت عثمان کا ہے جو
فرماتے ہیں ان فی القرآن لحنا یعنے قرآن میں لفظاً نحوی غلطی موجود ہے
تفسیر کبیر صفحہ ۳۴۵ جلد ۶ ان ہذان لساحران میں وہ غلطی ظاہر ہے
پس جو لوگ اس قرآن مدون کو بے کم و کاست منزل من اللہ ہونیکا
دعوی کرتے ہیں یقیناً اونہوں نے خداوند عالم کو ناوان و جاہل سمجھ رکھا ہے
کہ وہ قواعد نحو سے بھی نابلد تھا جو بجائے ان ہذین لساحران کے ان ہذان
لساحران فرما دیا اور جبرئیل امین بھی عربی زبان سے اسقدر ناواقف تھے
کہ اونہوں نے بھی خدا سے عرض نہ کیا کہ غلطی ہے بلکہ کہیں راستہ میں ہی
اوسکی اصلاح کر دیتے یہاں تک کہ رسول امی نے بھی اپنی زبان قریش میں
اس ظاہر غلطی کو نہ سمجھا جو آج فخر الدین رازی اعتراض نہ کرتے اسپر ہی کیا
خدا نے تکمیل دین کی آیت نازل کی ہے استغفر اللہ من ہذا الادعاء یہی گر
اہلسنت کے مذہب کا اصل اصول جو حضرات ثلاثہ کی پیروی ہیں الخرافات
ثلاثہ مذکور کے سبب غارت ہوا اسپر بھی ہم راکبان سفینۂ نجات و متمسکین بالثقلین
سے سوال کیا جاتا ہے کہ تمہارا ایمان بالقرآن ہے ماشاء اللہ چشم بد دور رسول
سے تو کہا حسبنا کتاب اللہ اور اوسکے بعد جلا دی کتاب یزدانی۔

خاتمہ | مناظر صاحب اہلسنت نے ۲۰ روایتیں اور اقوال علماء
شیعہ کی نقل فرمائیں مگر ناقلین روایت کا یہ قول نہ ثابت کر سکے کہ ہمارا
اعتقاد بھی ان روایات تحریف پر ہے کیونکہ یہ مسلمات قوم سے ہے
کہ نقل الروایۃ لا یدل علی مذہب الراوی تاہم وہ بیس روایتیں جو منقد

وغیر مستند وضعیف ومرسل وغیرہا ندکور ہوئیں اونکی تاویل بھی کیگئی اور انکے
خلاف سید مرتضیٰ علم الہدیٰ وابن بابویہ وشیخ الطائفہ الطوسی وصاحب تفسیر الوافی
واخوند ملا مجلسی ہیں کہ اخبار کافی کو انہوں نے اپنی تنقید میں از قسم ضعاف شمار
کیا ہے (دیکھو مراۃ العقول) خصوصاً ابن بابویہ علیہ الرحمۃ نے اس صراحت سے
فرقہ شیعہ کا اعتقاد ظاہر کیا ہے کہ اب کوئی گنجائش باقی نہ رہی جسکو ہم نے
مختصراً شروع جواب میں تحریر کیا ہے۔

تبصرہ | مناظر صاحب اہل سنت کا یہ اعتراض کہ شیعوں کا ایمان بالقرآن
نہیں ہو سکتا سراسر لغو ہے اسلئے کہ ایمان لانیکے لئے قرآن کا ہاتھ میں ہونا ضروری
نہیں کیونکہ صحف ابراہیم وموسیٰ موجود نہیں ہیں مگر اونپر تمام مسلمانوں کا ایمان ہے
نزول قرآن میں کسیکو انکار نہیں ہے البتہ بحث واختلاف قرأۃ وتبدیل وہی حرف
میں ہے۔ مناظر صاحب اہل سنت کا یہ فرمانا کہ ہم تحریف کے قائل نہیں اور
شیعوں کے علماء کا یہ اقرار ہے کہ قرآن میں تحریف ہوئی یہ روایتیں تحریف پر
دلالت کرتی ہیں اور یہ اقرار وہ اقرار ہے اسکو تو ہم نے دکھا دیا لیکن اب
مناظر صاحب مہربانی فرما کر اسقدر تو علماء سنت کی سیرت سے ظاہر فرمائیں کہ
اون احادیث وروایات اہل سنت کی تکذیب یا ضعیف ہونا بھی ہے جنکو ہمنے
دکھایا مگر ہم یہ یقین سے کہتے ہیں کہ حشر تک اسکو ثابت نہ کر سکینگے لہذا یاد
رکھیں کہ علماء اہل سنت کا اخبار تحریف سے سکوت فرمانا حکم اجماع سکوتی کا
رکھتا ہے ہمپر جو واجب تھا اوسکو ہم نے پورا کر دیا اب آپکو اختیار کہ اپنے فرض کو
پورا کریں یا نکریں اس تمام بحث کو دیکھکر اہل انصاف شیعوں کو تحریف کا قائل
بتائینگے یا اہل سنت اور اونکے صحابہ کو۔

سوال نمبر ۱۰ | کیا شیعوں کا ایمان حضرت محمد صلعم کی نبوت ورسالت پر ہے

ایمان بالرسول

یا ہو سکتا ہے۔

جواب اگر شیعہ خدانخواستہ کسی جہلکی خفتدی مستبہدی شکی کے مقلد ہوتے یا ہوجاتے تو البتہ آنحضرت کی نبوت و رسالت سے انکار کرینگے اور کلمہ ان ہذا الرجل لیہجر سے اوس مقدس رسول کو یاد کرینگے اسلئے کہ اون کو بقول اون کے اسلام کا ایمان نہ قبل صلح حدیبیہ تحقیق ہوا اور نہ اوسکے بعد ہاں سہا ہی یوم قرطاس رخو چکر ہوگیا (شفا قاضی عیاض) ورنہ شیعوں کو تو عمدہ مواقع بھی نو اتر کے بصور الصدر معرفت رسول میں دستیاب ہو گئے اور اہلبیت رسول اور قرآن سے ہمیشہ متمسک رہے یہی کیا عمدہ ذریعہ ہے جسکے سامنے تواتر کی بھی کچھ حقیقت نہیں ہاں یہ ذریعہ اہل سنت اور اوسکے پیشواؤں کو نصیب نہیں ہوا اور نہ اونکو اور نہ اونکے ہادیان مذہب کو تواتر سے حصہ ملا مفصلہ ذیل شواہد سے اسکی تصدیق ہوتی ہے سنن ترمذی صفحہ ۴۳۳ قال علی کنت اذا سألت رسول اللہ صلعم اعطانی واذا سکت ابتدانی (امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میں جب آنحضرت سے دریافت کرتا تھا تو مجکو عطا فرماتے تھے اور جب خاموش ہو جاتا تو خود آنحضرت صلعم تعلیم دینے کی ابتدا فرماتے تھے) صواعق محرقہ عن ام سلمہ قالت کان رسول اللہ صلعم اذا غضب لم یجتری احد ان یکلمہ الا علی (جب آنحضرت غضبناک ہوتے تو کوئی شخص آنحضرت سے کلام کرنیکی جرأت نہ کرتا تھا مگر جناب امیر) اور حدیث مشہور انا مدینۃ العلم و علی بابہا فمن اراد العلم فلیات الباب (میں شہر علم ہوں اور علی اوسکا دروازہ جو شخص علم حاصل کرنیکا ارادہ کرے پس وہ دروازہ پر آوے) مطالب السئول ابن طلحہ لکھی ہے وانتساب الشیعۃ الی علی ظاہر (جناب امیر سے شیعوں کا انتساب کرنا ظاہر ہے) پس غور کرنا چاہیے کہ آنحضرت کی رسالت کا علم و عرفان اوسی فرقہ کو حاصل ہوا

جنہنے شہر علوم کے دروازہ پر اپنی پیشانی رگڑی اور آجتک اوسی ورد کی لذت کو
اپنا فخر سمجھے ہوئے ہے بھلا وہ کیا رسول کی رسالت پر ایمان رکھیں جنہوں نے حضرت
نے باب مدینۃ العلم کو چھوڑکر اون کا دامن پکڑا جو رسالت میں شک کرتے
اور خود آنحضرت کی زبان مبارک سے شرک کی سند پائے ہوئے تھے جنکو حضرات
حوض کوثر پر جانے سے روکیں اور شیعوں کیلئے تو ایمان برسالت میں آنحضرت
کی حدیث حدیث کیا معنے جنت کا قبالہ کافی ہے جو ارشاد فرما دیا یا علی انت
وشیعتک فی الجنۃ یا علی تم اور تمہارے شیعہ جنت میں جائینگے جنت میں جانا
کمال ایمان باللہ ورسولہ کا نتیجہ ہے کسی مقام پر آنحضرت نے نہیں فرمایا یا
عثمان انت وشیعتک فی الجنۃ بلکہ اوسکے خلاف دو حدیثیں سرور [illegible]
کیجاتی ہیں جو میزان الاعتدال ترجمہ زید بن وہب میں بغیر جرح وقدح کے
منقول ہیں۔

پہلی حدیث عن حذیفہ ان خرج الدجال تبعہ من کان یحب عثمان حذیفہ سے
روایت ہے کہ جب دجال خروج کریگا تو اوسکی تابعداری وہ لوگ کرینگے جو
حضرت عثمان کو دوست رکھتے ہونگے (میزان الاعتدال ترجمہ زید بن وہب
دوسری حدیث وعنہ قول عمر یا حذیفہ باللہ انا من المنافقین حضرت عمر کا قول
حذیفہ نے بیان کیا کہ فرمایا اے حذیفہ خدا کی قسم میں منافقین سے ہوں (میزان
الاعتدال ترجمہ زید بن وہب) اب آپ فرمائیں کہ ان دو گروہ میں کون
فائز ہے اور شیعوں کے ایمان برسالت کو اپنے علما مثل صاحب شرح مواقف
وشرح مقاصد وشہرستانی وصاحب ملل ونحل وغیرہم سے دریافت کیجئے وہ
آپکو بتا دینگے کہ تہتر فرقوں میں اٹھارہ فرقے شیعوں کے ہیں جنمیں ایک فرقہ
امامیہ اثنا عشریہ کا ہی اور آنحضرت نے تہتر فرقوں کو جنمیں شیعہ بھی شامل ہیں [illegible]

اسے بعض فرمایا ہے اور وہی فرقے اسے مخصوص ہو سکتے ہیں جو رسالت پر ایمان
رکھتے ہوں لیکن دوران مناظرہ میں مناظر صاحب اہل سنت نے یہ فرمایا تھا
کہ چونکہ علماء اسلام اس امر سے واقف نہ تھے کہ شیعہ تحریف کے قائل ہیں لہذا انکو مسلمانوں
میں شمار کر لیا ورنہ حقیقت میں وہ کافر ہیں ہم کہتے ہیں کہ مناظر صاحب نے
وہ بڑا پہاڑ سنگ خارہ کا اپنے مذہب اہل مذہب پر ڈھا دیا ہے کہ اب کوئی سنی مسلمان
حیات اسلامی تک سر نہیں اوٹھا سکتا ہم نہایت ٹھنڈے دل سے کہتے ہیں
کہ مناظر صاحب اسکو حجت شرعیہ سے ثابت کریں ورنہ شیعوں کو کافر بتانے
ہو تمام جماعت کی بیخ و بنیاد اوکھڑ گئی پہلے اسوجہ سے کہ اگر تکفیر کی علت یہی
تحریف کا قائل ہونا ہے تو ہم اسکو جواب نمبر ۹ میں ظاہر کر چکے ہیں کہ تمام صحابہ
و علماء سنت تحریف کے قائل اور عامل رہے ہیں لہذا وہ تمام اس پہاڑ کے
نیچے آ دبے۔

دوسرے اسوجہ سے کہ حدیث ستفترق امتی علی ثلاث و سبعین فرقة کی
تکذیب لازم آتی ہے اسلئے کہ تہتر فرقوں میں اٹھارہ فرقے شیعوں کے علماء
اسلام نے شمار کیے ہیں جب وہ تہتر سے خارج ہو گئے اور کافر قرار پائے
تو اب صرف پچپن فرقے باقی رہے اس تقدیر پر نظر سے یا تو حدیث رسول
کو جھوٹا قرار دیں تاکہ کفر جلی کا تمغہ ہاتھ لگے یا بھرتی بھرنا شروع کریں
اور اس کمی علدد کو پورا کریں ورنہ خود مناظر صاحب اہلسنت اس غلط
گوئی تکفیر پر اپنے کو کافر عن الحق و ملحد قرار دیکر اعلان کریں۔
افسوس آپ شیعوں سے سوال کرتے ہیں کہ تمہارا رسول پر ایمان ہے
یا نہیں کبھی حضرت عمر سے بھی دریافت کیجئے کہ حضرت آپنے رسالت میں
شک کیا ہے یا نہیں اور آپنے آخر وقت رسول کو ہذیان بتایا ہے یا نہیں

یا حضرت ابوبکر سے دریافت فرماتے کہ شریک آپ میں کہاں ہے جسکی خبر انحضرت صلعم نے دی ہے وہ تو یوں کہتے کہ انحضرت کا آپ کو کب اعتبار جو جو خلیفہ صاحب فرمائیں قرآن وحدیث سے بڑھکر ہے حدیث و قرآن سب خلیفہ صاحب کی سامنے منسوخ وہ جلا دیں تو نقصان نہیں لا غفرولیا اولی الامر بعد

سوال نمبر ۱۱ کیا شیعہ اپنے اصول مذہب اور اپنی کتب معتبرہ کی روسے بتاسکتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفی صلعم نے کس دین کی تعلیم دی تھی۔

جواب مناظر صاحب کے سوال سے یہ تو ظاہر ہوگیا کہ انحضرت نے شیعونکو تعلیم فرمائی ہے کیونکہ یہ سوال اوسوقت کیا جاسکتا ہے کہ پہلے اسکو تسلیم کیا جائے کہ کچھ تعلیم کیا ہے رہا یہ امر کہ کس دین کی تعلیم دی ہے پس مناظر صاحب کے اس تردد نے دنیا کو ہلادیا اسوجہ سے کہ عقیدت مناظر صاحب کی معلوم ہوگیا کہ انحضرت کی تعلیم محدود علی دین اللہ نہ تھی بلکہ آپکی تعلیم میں معاذاللہ کفار و مشرکین کے بھی دین شامل تھے کیونکہ خود ہی شیعونکو کافر فرماتے ہیں اور خود ہی تعلیم رسول کی سوال۔ مگر خیر یہ بدظنی تعلیم رسول سے مخبر ہے کہ مناظر صاحب پریشان خاطر ہیں اور سچے پیرو قائل ما شککت منذ اسلمت الا یومئذ کے ہیں (درمنشور صفحہ ۷۷ جلد ۶) بس اسقدر فرق ہے کہ وہ جسارت ہمشیہ یا لمشافہ انحضرت صلعم کو ان ہذا الرجل لیہجر کہنے پر دربار رسالت سے نکال دئے گئے تھے جسکے بعد کسی روایت سے ظاہر نہوا کہ اونکی رسائی دربار رسالت میں ہوئی اعمال بھی حبط ہوگئے اور دربار سے بھی نکالے گئے آج مناظر صاحب اہلسنت بھی رسالت میں شک کرتے نظر آرہے ہیں مگر مناظر صاحب تعلیم رسول میں متردد حق بجانب ہیں کیونکہ مناظر صاحب نے اپنی کتب معتبرہ اور علماء اہلسنت کے اقراروں سے جان لیا ہے کہ انحضرت صلعم نے

سورہ والنجم کی قرأۃ میں نماز کیوقت بعد قولہ تعالےٰ افرأیتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ کے اپنے صحابہ کو تلک الغرانیق والی الشفاعتھن لترتجی (یعنے وہ لات وعزیٰ ومنات بڑی گردنوں والے ہیں اور ہیں البتہ اونکے شفاعت کا امیدوار رہوں) تعلیم فرمادیا تہا اس روایت کو سنیوں میں ایک جماعت علماء کے مذہب کی بناپر صحیح پایا ہے افسوس ہزار افسوس اس گہرانے پر تعلیم رسول نے اپنا کچھہ بھی اثر نہ کیا بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ اوس آفتاب رسالت میں تو وہ نور تہا جسکی روشنی سے عالم منور ہوگیا مگر سنگدل اور سیاہ قلب والے حضرات کا قصور تہا کہ اوس سراج منیر سے مستفید نہ ہوسکے سلف تو اپنا کفر خاطر ہمیشہ پوشیدہ رکہتے رہے مگر انحضرت کے بعد سب قلعی کہل گئی جیساکہ امام بخاری صاحب نے حذیفہ یمانی سے نقل کیا ہے

قال انما کان النفاق علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاما الیوم فانما ہو الکفر بعد الایمان (بخاری صفحہ ۲۰۵ جلد ۴) یعنے انحضرت صلعم کے زمانہ میں کفر دردل تہا پس آج کے دن بعد ایمان کے کفر ظاہر ہے - اب اس چودہویں صدی کے کفریات کی تو کوئی حد ہی نہیں جسطرف کی ہوا چلتی ہے اوسطرف لوگوں کا رخ ہوجاتا ہے واضح ہو کہ انحضرت صلعم نے شیعوں کو حدیث ثقلین ہدایت فرمائی ہے جو تمام علوم اصول وفروع واسرار خفی وجلی کی جامع ہے جسمیں ما فرطنا فی الکتاب من شئی جزو اول ہے اور الحقنا بہم ذریتہم جزو ثانی پس ان ہی دونوں سے ہم شیعوں کو کافی تمیز ہو حرام وحلال شرعی اور اچہے برے کی تمامی حاصل ہوگئی چنانچہ آیات ثلاثہ مذکورہ تحت سے حضرات ثلاثہ کی معرفت ہی ہوتی اول آیہ من یرتد منکم من دینہ ہے دوم آیہ فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا الایہ ہے سوم آیہ انقلبتم علی اعقابکم ہے -

بقیہ جواب مذکور | اب ہم دوسرے طریقہ سے عرض کرتے ہیں آنحضرتؐ نے
جس مذہب کی تعلیم فرمائی وہ مذہب شیعہ ہی تھا جسکا ذکر قرآن میں بھی موجود ہے
اہلسنت کا جو مذہب ہے اوسکی مذمت بھی ساتھ ساتھ فرما دی ہے
قولہ تعالے فوجد فیہا رجلین یقتتلن ہذا من شیعتہ وہذا من عدوہ پارہ ۲۰
رکوع ۵ حضرت موسیٰ نے دو شخصوں کو لڑتے ہوئے پایا ایک اونکے شیعوں میں
سے تھا اور ایک اونکے دشمنوں میں سے وقولہ تعالے وان من شیعتہ لابراہیم
پارہ ۲۳ رکوع ۷ - اور یقیناً ابراہیم اونکے شیعوں میں سے ہیں وقولہ تعالے
ان فرعون علا فی الارض وجعل اہلہا شیعا یستضعف طائفۃ منہم الایہ پارہ
۲۰ رکوع ۴ یقیناً فرعون اوس زمین میں غالب تھا اور اوسکے اہل کو اوسنے
چند گروہ بنا دیا اونمیں سے ایک گروہ کو کمزور رکھتا اونکے بیٹوں کو ذبح کرتا
اور بیٹیوں کو زندہ رکھتا یقیناً وہ فساد کرنیوالوں میں سے تھا (شیعوں پر ظلم
کرنیکے سبب خدا کی درگاہ سے فسادی ہونیکا سارٹیفکٹ ملگیا) ان آیات
سے ظاہر ہے کہ شیعہ ممدوح ہیں اور مذہب سنت کے مذمت میں ارشاد ہوتا ہے
کذلک نسلکہ فی قلوب المجرمین لایؤمنون بہ وقد خلت سنۃ الاولین پارہ ۱۴
رکوع ۱ ہم مجرموں کے دلوں میں ایسا ہی ڈالدیتے ہیں وہ اسپر ایمان نہ
لائینگے جس حال میں کہ اگلوں کی روش یہ ہی ہو چکی ہے وقولہ تعالے
وما منع الناس ان یؤمنوا الایہ یہ آیات تو عام لوگوں کے دکھانیکے لئے لکھی
گئیں لیکن ہم اس مقام پر اشارۃً دکھاتے ہیں کہ اہلسنت اجماع کے قائل
ہیں اور جب سے اجماع شروع ہوا اوسی وقت سے شیعہ اور سنی کا
قصہ شروع ہو گیا چونکہ یہ مسئلہ جداگانہ ہے جسکو تفصیل کیساتھ ثابت
کرنا باعث طول ہوگا لہذا اس جز کو ہی دیکھ لیجئے -

قرآن میں جس جگہہ ہی دیکھئے یہ ہی پایئے کہ خدا کیطرف سے رسول ونبی کا نائب وقایم مقام مقرر ہوا یا یہ ہوگا کہ نبی نے دعا کی کہ فلاں کو میرا نائب وزیر مقرر کردے اور خدا نے اوسکو مقرر کردیا لیکن اجماع کی کسی مقام پر مدح نہ ہوگی اسکو ہمنے رسالہ استخلاف میں لکھدیا ہے اوسکو دیکھئے اور جواب کی فکر کیجئے اس سے آپکو اندازہ ہوجائیگا کہ خدا اور رسول نے کس مذہب کی تعلیم دی ہے جناب ہم شیعہ وہ نہیں ہیں کہ ایک بار حکم خدا آئے اور پہر اوسکے خلاف عمل کریں اور پہر آئے اور پہر آئے اور ہمارے دل کو اطمینان نہ ہو بلکہ دم نزع بھی اوسکی ہی خلاف عمل ظہور میں آئے بہلا وہ حضرات رسول سے کیا فائدہ حاصل کرسکتے تہے جو رسالت میں شک کریں اور رسول کو ہذیان بتائیں اور اقوال رسول کو مثل معمولی آدمیوں کے سمجھیں جنسے اختلاف کرنا بھی جائز تجویز کیا اور خلاف حکم رسول (تمسک بالثقلین) کے عمرو بکر کا دامن پکڑا ان تمام دلائل کو اگر ترک کردیا جائے تو محض یہ دلیل ہی کافی ہے کہ ہم شیعوں کا ایمان جب قرآن پر ثابت ہو چکا تو خود بخود ثابت ہوگیا کہ ہم رسول پر ایمان رکہنے والے ہیں فافہم

سوال نمبر ۱۲ کیا شیعہ اپنے مذہب کی رو سے یہ بتا سکتے ہیں کہ حضرت علی کا خصوصاً اور باقی ائمہ کا عموماً کیا مذہب تھا اور یہ کہ انہوں نے خلق اللہ کو کس مذہب کی تعلیم دی تھی۔

جواب چونکہ مناظر صاحب اہلسنت اور اونکے مریدان خاص کو ایک خاص گھبراہٹ تھی اسلئے ایک ہی سوال بار بار کیا کچھہ لفظیں ضرور بدلی ہوئی ہیں ہمنے اسکا جواب نمبر ۸ میں کافی دیدیا ہے اور تتمہ اسکا نمبر ۱۱ میں موجود ہے۔

سوال نمبر ۱۲۱ کیا شیعہ کسی دلیل عقلی و نقلی سے یہ بتا سکتے ہیں کہ آل رسول و اہلبیت رسول کون ہیں اور نہ بتا سکنے کی صورت میں کیا وہ محب اور پیرو ے اہلبیت و آل رسول کہے جا سکتے ہیں۔

جواب اس سوال کا جواب نمبر ۶ میں گذرا لیکن اسکے بعض الفاظ ہمکو اسپر آمادہ کرتے ہیں کہ پھر کچھ بیان کریں وہو ہذا
دلیل عقلی کو نسب میں کچھ دخل نہیں ہوتا لہذا سوال کا یہ فقرہ کہ دلیل عقلی سے بتائیں بالکل لغو ہے آل رسول اگر لغوی دلیل سے دیکھا جائے تو تمام ذریت نبی اولاد علی مرتضی ہیں جنمیں ائمہ معصومین اور اونکے غیر اولاد امیر المومنین الی یوم القیامتہ داخل ہیں اور اہلبیت نبی اصطلاح شرع اور انحضرت کے ارشاد کے بموجب ائمہ اثنا عشر صلوات اللہ علیہم الی یوم المحشر ہیں جسپر فریقین کی احادیث معتبرہ شاہد ہیں چنانچہ کتاب الاکمال و تفسیر صافی میں آیہ تطہیر کے بارے میں روایت ہے کہ فرمایا انحضرت نے انما انزلت فی وفی اخی الخ جیسا کہ نمبر ۶ میں مذکور ہوا یہ حدیث منصوص اس سے اہلبیت کی شناخت ہو ہی گئی مگر کج فہم دل کیلئے تو کوئی دوا نہیں بھلا وہ انحضرت کے ارشاد کو کب قابل قبول سمجھتے ہیں دلنشین تو کلمہ ان ہذا الرجل لیہجر ہوا مبلغ علم صرف اسقدر کہ آیات اور احادیث کے مخاطب صرف حاضرین عہد رسالت ہیں اونمیں بھی حضرات ثلاثہ خاص الخاص ایں جہاں بھی مہاجرین کا ذکر ہے بس فورا حضرت ابو بکر سمجھے گئے چاہے تحریف معنی موجود ہے فعلیہ ونگس رفع تو ہم کیلئے ضرورت ہے کہ چند اخبار عامہ سے اور بھی صراحت کریں جن سے اہلبیت کے معنے واضح ہو جائیں اسلئے کہ آیہ تطہیر میں لفظ اہلبیت مبہم ہے جسکے سبب سے جن آفرین حضرات کو موقع ملا

اور منشاء خداوندی کی مخالفت کر نیلگے چنانچہ امام نوادی نے شرح مسلم میں
بیت النسب و بیت السکنی و بیت الولادۃ تینوں پر اہلبیت کو محمول فرمالیا جسمیں
تمام قریش اور ازواج رسول کو اپنی نافہمی سے داخل کر دیا حالانکہ یہ قرآن
و سنت کے خلاف ہے اصول و قواعد اسلام میں مسلم ہے ماورد بیانہ عن
صاحب الشرع ففیہ کفایۃ عن فکرہ من بعدہ و مالم یرد علیہ بیانہ ففیح فکرہ
اہل العلم بعدہ (اتقان) یعنی جس کا بیان شارع سے وارد ہوا ہے اوسکے
بعد وہ بیان فکر کرنے سے خالی ہے اور جسمیں بیان وارد نہیں ہوا تو اہل علم اوسکے
بعد اوسمیں فکر کرسکتے ہیں۔ اب ہم شارع کا بیان اہلبیت کے بارے میں
دکھاتے ہیں جس سے ظاہر ہوجائیگا کہ اہلبیت رسول نہ قریش ہیں اور نہ
ازواج رسول نہ اولاد امام حسن علیہ السلام اور نہ تمام اولاد امام حسین علیہ السلام
بجز اون کے جنکے لئے تسعہ من اولاد فرمایا گیا چنانچہ انحضرت م نے ارشاد فرمایا ہے

النجوم امان لاہل السماء فاذا ذہبت النجوم ذہب اہل السماء و اہل بیتی امان
لاہل الارض فاذا ذہب اہل بیتی ذہب اہل الارض رواہ احمد فی المناقب
والحاکم فی المستدرک و ابو یعلی الحافظ فی المسند و الطبرانی فی المعجم الکبیر و الحافظ
السیوطی فی احیاء المیت و اخرجہ المحدث امام ابن المظفر یعنے ستارے
اہل آسمان کیلئے امان ہیں جب ستارے نہ رہینگے تو آسمان والے بھی فنا
ہوجائینگے اور میرے اہلبیت زمین والوں کیلئے امان ہیں جب میرے
اہلبیت گذر جائینگے تو اہل زمین بھی زندہ نہ رہینگے یہ حدیث متواتر النقل
دلالت کرتی ہے کہ انحضرت کے اہلبیت خمسہ معصومین میں محدود نہیں ورنہ
اونکی وفات پر آج زمین پر کوئی باقی نہ رہتا اس سے ثابت ہی کہ دنیا میں سے
کسی نہ کسی ایک کا وجود بقائے دہر کیلئے ضروری ہے چنانچہ اسکی تائید میں

دلائل النبوۃ و مسند امام احمد و مشکوٰۃ وغیرہا میں خاتم الحجۃ کے بارے میں چند طریقوں سے آنحضرت کی زبانی ماثور ہے فرمایا لا تذہب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی (دنیا فنا نہ ہوگی مگر یہانتک کہ ایک مرد میرے اہلبیت سے عرب کا مالک ہو اوسکا نام میرا نام ہوگا) اور اسی رجل من اہلبیتی کو دوسری حدیث میں خلیفۃ اللہ ہی ارشاد فرمایا ہے لہذا اہلبیت رسول خلیفۃ اللہ یقینی ہوگئے اور اوسی ہوئد صواعق محرقہ کی حدیث ہے کہ فرمایا آنحضرت نے فی کل خلف من امتی عدول من اہل بیتی ینفون ہذا الدین تحریف الضالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاہلین یعنے ہر خلف میں میری امت سے میرے اہلبیت سے عادل ہونگے جو اس دین سے گمراہوں کے محرف کرنے اور مبطلین کی سخن سازیوں اور جاہلوں کی تاویل کو روک دینگے اس سے بھی وجود من اہلبیتی ثابت ہے یہ شان قریش اور ازواج رسول سے متعلق نہیں ہوسکتی کیونکہ تحریف وانتحال وتاویل کو روکنا مخصوص ائمہ وقت سے ہے اسلئے کہ وہی راسخون فی العلم اور من عندہ علم الکتاب ہیں اور ازواج رسول اب وقت موجود نہیں جو نفی کنندہ متوہم ہوسکیں اور نہ قریش کلاً وجزاً اولاد شرف خصائص آنحضرت میں مل سکتے ہیں اہلبیت کا امان اہل ارض ہونا دلالت کرتا ہے کہ وہی حضرات معصومین شرف اختصاص آنحضرت میں شریک ہیں جسمیں قریش وازواج کی رسائی نہیں لقولہ تعالے والحقنا بہم ذریتہم وبقولہ تعالے وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم کے نہیں ہوسکتی پس جسطرح آنحضرت کی ذات بابرکات موجب امان اہل زمین ہے اسی طرح حدیث صدر میں اہلبیت کو امان اہل زمین فرمایا گیا اب عدد اہلبیت کی خصوصیت ملاحظہ ہو آیہ وافی ہدایہ ولقد بعثنا منہم اثنے عشر نقیبا اور ہم نے اونمیں بارہ نقیب مبعوث فرمائے اور

انحضرت نے ان نقباء بنی اسرائیل کی تمثیل اسطرح فرمائی ہے انہ سئل کم یملک
ہذہ الامۃ من خلیفۃ فقال سالنا عنہا رسول اللہ صلعم فقال اثنا عشر
کعدۃ نقباء بنی اسرائیل ابن مسعود سے کسی نے دریافت کیا کہ اس امت میں
کسقدر خلیفہ ہوں گے تو کہا کہ ہم نے انحضرت سے پوچھا تھا فرمایا کہ بارہ مثل نقباء
بنی اسرائیل کے اس حدیث سے ظاہر ہوگیا کہ آیۃ ولعبثنا منہم بعنوان ضرب
المثل کے عدد ائمہ معصومین میں وارد ہوئی ہے کیونکہ قولہ تعالے ولقد صرفنا
للناس فی ہذا القران من کل مثل فابی اکثر الناس الا کفورا یہ ضرب المثل ائمہ
کے عدد کیلئے نہایت واضح دلیل ہے پس بخوبی ظاہر ہوگیا کہ یہ ائمہ اثنا عشر ہی
اہلبیت ہیں جن سے رجس کو دور کیا گیا اور اونکے معصوم وطاہر ہونے کی
سند خود خداوند عالم نے عطا فرمائی اور رسول جیسے معصوم وطاہر سے باربار
لوگوں کے سامنے شہادت دلادی اسکے علاوہ انحضرت صلعم نے حدیث ثقلین
ہیں اونکی شناخت اسطرح ارشاد فرمائی ہے انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ
وعترتی اہل بیتی الی قولہ ولا تقدموہما فتہلکوا ولا تعلموہم فانہم اعلم منکم (صواعق
محرقہ ودر منثور وغیرہما) یعنے میں تم میں دو گراں چیزیں چھوڑے جاتا ہوں
وہ کتاب خدا اور میری عترت ہے جو میرے اہلبیت ہیں پھر ارشاد فرمایا تم
اون دونوں سے مقدم نہونا پس تم ہلاک ہو جاؤ گے اور نہ اونکو تعلیم دینا
کیونکہ وہ تمسے اعلم ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہلبیت رسول اعلم امت
ہیں اسکی موئد حدیث رسول ہے کہ فرمایا الحمد للہ الذی جعل فینا الحکمۃ اہل البیت
یعنے الحمد للہ کہ اوسنے ہم اہلبیت میں حکمت کو عطا فرمایا (صواعق محرقہ)
اسکے بعد صاحب صواعق محرقہ فرماتے ہیں انما ہم العارفون بکتاب اللہ
وسنۃ رسولہ (یعنے سوائے اسکے نہیں کہ وہ اہلبیت کتاب اللہ اور اوسکے رسول کے

جاننے والے ہیں) اس سے بھی قول اول کی تائید ہوتی ہے کہ اہلبیت وہی
ہیں جو اعلم امت و اعرف بکتاب اللہ و سنت رسول ہیں نہ کہ جو قرآن و حدیث کے
کو دوسروں پر چھوڑ کر خدا کے خزانچی بنیں اور سبحان اللہ اور مثل اسکے الفاظ
قرآن کے معنوں سے ناواقف ہوں اور احکام شریعت سے نابلد رہتے ہوں
یہ واضح رہے کیا آنحضرت صلعم کی ذریت طاہرہ کی مذمت یا اونکے لیے تہدید
کسی مقام پر قرآن میں وارد نہیں ہوئی بلکہ اونکا برگزیدہ ہونا آیات کثیرہ
سے ثابت ہے جو اونکی عصمت و طہارت کی کافی دلیل ہے لیکن ازواج
و صحابہ رسول پر اکثر مقامات پر تہدید وارد ہوئی ہے جسکا اعتراف
خود ام المومنین حضرت عائشہ نے بھی فرمایا کہ ما انزل اللہ فینا شیا من القرآن
الا ان اللہ انزل عذری (بخاری صفحہ ۱۲۵ جلد ۳) یعنے خدا نے ہمارے
خاندان قحافہ کے حق میں کچھ قرآن میں نازل نہیں فرمایا مگر اللہ نے
میرے عذر عفت کو نازل کیا اگر آیہ تطہیر ازواج کی شان میں ہوتی تو ام المومنین
اوسکو فخر کیساتھ ظاہر فرماتیں اور اپنے قول شیا من القرآن سے اوسکا
انکار نہ کرتیں پھر یہ کہ ام المومنین زینب اور بعض روایات میں ام المومنین
عائشہ کا چادر تطہیر میں شامل نہ ہونا بالکل صریح ہے جس سے انکار نہیں
ہو سکتا اور اگر قریش اہلبیت رسول کے مصداق ہوتے تو اونکے حق میں
بجائے مدح کے قال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ہذا القرآن مہجورا
(ترجمہ مذکور) نازل نہ ہوتا اس آیہ کی تفسیر میں علامہ زمخشری نے فرمایا
کہ قوم سے مراد قریش ہیں جنکی شکایت قرآن چھوڑ دینے کی اس آیت میں
وارد ہوئی ہے یہی سیاق اختصاص پر تمام آل رسول جو اولاد امیر المومنین
اہلبیت مذکور آیہ تطہیر کے نہیں ہو سکتے نہ حدیث ثقلین اونکے متعلق ہو سکتی ہے

اسکی دلیل قرآن سے ملتی ہے ارشاد ہوتا ہے واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض خداوند عالم نے بعض اولی الارحام کو بعض سے اولی ہونے میں خاص کر دیا ہے اور اونہیں خاص کو وارث کتاب اللہ و افضل خلق گردانا اونہیں حضرات سے امت کو تمسک کرنیکا حکم فرمایا وہی باعث امان اہل ارض ہیں۔

سوال نمبر ۱۴ | کیا شیعہ اپنی کتب کی رو سے اپنا محب آل رسول ہونا ثابت کر سکتے ہیں اور کیا اونکے علماء معتبرین نے آل رسول وعترت نبی کی دشمنی کا اقرار نہیں کیا۔

جواب | شیعوں کا دعوی محبت چہاردہ معصومین علیہم السلام تک محدود ہے اوسکا ثابت ہونا قبولیت پر ہے لہذا یہ سوال رد ہونیکی قابل ہے آل رسول وعترت نبی سے مراد اگر جناب سیدہ اور ائمہ اثنا عشر علیہم السلام ہیں تو اونسے دشمنی کا اقرار خارج از اسلام ہے بھر علماء معتبرین کیونکر اس کا اقرار کر سکتے ہیں لہذا یہ جزو سوال بھی قابل رد ہے اور اگر اونکے غیر مراد ہیں تو بھی سوال مہمل ہے اسلئے کہ لفظ عترت مذہب شیعہ میں چہاردہ معصومین ہیں اونسے عداوت کا اقرار بدہضمی کا خواب ہے اور غیر چہاردہ معصومین کے عترت کا لفظ مستعمل ہی نہیں البتہ یہ سوال آل رسول سے ہو سکتا ہے۔ علماء شیعہ نے دشمنی کا اقرار اونہیں منحرفین ائمہ سے کیا ہوگا کہ جنہوں نے ائمہ طاہرین کو ایذا پہونچائی یا اونکو شہید کیا یہ اقرار کچھ علماء شیعہ سے ہی مخصوص نہیں اسمیں تمام فرقہ امامیہ اثنا عشریہ شریک ہے قولہ تعالے لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح۔

سوال نمبر ۱۵ | کیا قاتلان حسین شیعہ اور شیعوں کے پیشوا نہیں تھے

کیا اونکی کتب میں کافی ثبوت نہیں ہے۔

جواب | شیعوں کے پیشوا سوائے ائمہ طاہرین علیہم السلام کے اور کوئی نہیں لہذا یہ سوال مہمل و بے معنے ہے ہمنے اسکا جواب رسالہ باد سموم بجواب تشحید الاذہان قادیانی میں دیدیا ہے اور مختصراً نمبر ۵ میں بھی گذرا مگر اس سوال کو پیش کرنے سے آپکی گھبراہٹ ظاہر ہے اور حقیقت میں حضرت عمر کے تابعین کو اسد اللہ الغالب کے غلاموں کے سامنے گھبرانا ہی چاہئے۔

سوال نمبر ۱۶ | کیا شیعوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ خدا کو جاہل ماننا ضروریات مذہب شیعہ سے ہے اور کیا عقیدہ بداء کے مستلزم جہل باریتعالے ہونی کی تصریح اونکے مجتہد صاحب نے نہیں کی۔

جواب | افسوس آپ بداء با ہمزہ بعد الالف اور بلا ہمزہ بعد الالف کے معنے میں فرق بین محسوس نہیں کرتے یہ آپکی علمی قابلیت نہایت تعریف کے قابل ہے آپکی پونجی بس اسیقدر ہے کہ ایک سوال کو اولٹ پلٹ کر کے پیش کردیا اس سے ظاہر ہے کہ شیعوں کے مطاعن آپکو گنتی کے ملے جو سمجھ میں او نہیں کے الفاظ بدل بدل کر پیش فرمادیا کرتے ہیں جناب والا مجتہد صاحب نے اوس عقیدہ بداء مستلزم جہل باریتعالے کی تصریح فرمائی ہے جسمیں الف کے بعد ہمزہ بھی لکھی جاتی ہے جسکو منع بھی فرمادیا ہے یہ تو آپ کی سمجھ کا پھیر ہے کہ با ہمزہ اور بلا ہمزہ کو ایک ہی معنے میں سمجھ لیا مسئلہ بدا بغیر ہمزہ کا جواب نمبر ایک میں دیدیا گیا آپ ذرا لغت کی کتاب اوٹھا کر معنے دیکھئے اور خوب یاد کر لیجئے۔

سوال نمبر ۱۷ | کیا جھونٹ بولنا اور وہ بھی محض بے ضرورت فاز مذہب [۲۲]

---

[۲۲] شیعہ میں عبادت عظمٰی و فریضہ کبریٰ نہیں ہے

واضح ہو کہ شارع علیہ السلام کے ہر حکم کو بجا لایا اس نیت سے کہ یہ عمل شرعاً ضرور جائز یا واجب ہے البتہ داخل عبادت ہے اور تقیہ کا وجوب عند الشارع ثابت ہے لہذا تقیہ عبادت ہے قولہ تعالے لا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ (اپنے اپنے ہاتوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو) اس سے ثابت ہے کہ بغیر حق اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا حرام مطلق ہے لہذا تحفظ واجب ہے یہ سوال مناظر صاحب کا چوٹی کا سوال ہے جسکا ان کے نزدیک حل ہو جانا ناممکن کیونکہ آپ تقیہ اور جھونٹ ایک ہی سمجھتے ہیں اور کیوں نہ سمجھیں مجبور ہیں کہ تقیہ کو جھونٹ اور جھونٹ کو تقیہ کہتے رہیں اسلئے کہ آپ کے مذہب میں سفید جھونٹ بولنا اور حدیثیں گھڑنا شارع اسلام پر اتہام کرنا داخل مذہب ہے اور قبولیت کا عمدہ وسیلہ قرار دیا گیا ہے چنانچہ مسلم صفحہ ۱۳ پر یحیی بن سعید القطان سے روایت ہے کہ فرمایا لم نرا الصالحین فی شئی اکذب فی الحدیث جیسا کہ گذرا اور صحیح بخاری صفحہ ۸۰۹ جلد ۳ پر ابو صالح سے منقول ہے قال حدثنی ابو ہریرہ قال قال النبی صلعم افضل الصدقۃ ما ترک غنی والید العلیا خیر من الید السفلی الخ یعنے ابو ہریرہ نے کہا رسالت مآب صلعم نے فرمایا کہ افضل صدقہ وہ ہے جو غنی چھوڑ جائے اور اوپر والا ہاتھ جو بخشش کرے بہتر ہے نیچے پھیلے ہوئے ہاتھ سے جو مانگے پس سامعین نے کہا اے ابو ہریرہ تم نے اسکو آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہا نہیں یہ ترغیب عقلمندی ابو ہریرہ سے ہے یہ ام المومنین عائشہ کا ابو ہریرہ کی حدیث کو جھٹلانا سنن ابی داؤد صفحہ ۲۰۰ جلد ۲ پر ہے اور ابن عمر کا بخاری صفحہ ۱۰۹ جلد ۱ پر اور عام صحابہ کے جھٹلانے کو خود ابو ہریرہ صاحب نے تسلیم فرمایا ہے بخاری صفحہ ۱۰۴۳ جلد ۲ اور ام المومنین عائشہ کا حدیث عمر فاروق کو

بخاری صفحہ ۱۰۵ جلد ۱ پر منقول ہے اگر اس مقام پر وہ ضعیفین جنا بخاری و
کذا بین اخبار کو کہا جائے تو ایک بڑی کتاب ہو جائے لہذا النفس مطلب
کیلئے اب لباب کذب و دروغگوئی کی حلت مذہب اہل سنت کی فقہ سے
دکھاتے ہیں حافظ ابن القیم نے زاد المعاد صفحہ ۴۰۳ پر قصہ غزوہ خیبر کے
ذیل میں لکھا ہے ومنہا جواز کذب الانسان علی نفسہ وعلی غیرہ اذا لم یتضمن
ضرر ذلک الغیر اذا کان تیوسل بالکذب حقہ یعنی جھوٹ بولنا انسان کا
اپنے نفس کیلئے یا غیر کی خاطر سے جائز ہے جبکہ غیر کو ضرر نہ ہو اور جب
امر حق جھوٹ ہی کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہو اور کتاب احیاء العلوم
صفحہ ۸۳ ربع ۳ پر ہے اعلم ان الکذب لیس حراما لعینہ بل لما فیہ من الضرر
علی المخاطب او علی غیرہ الی قولہ ان امکن التوصل الیہ بالکذب دون
الصدق فالکذب فیہ مباح ان کان تحصیل ذالک القصد مباحا و واجب
ان کان المقصود واجبا الخ یعنی جاننا چاہیے کہ جھوٹ بعینہ حرام نہیں ہے
بلکہ جب اوسمیں مخاطب کا ضرر ہو یا غیر کا (اسکے بعد فرماتے ہیں) اگر
اوسکی طرف توصل جھوٹ کیساتھ ممکن ہو نہ کہ سچ کے تو اوسمیں جھوٹ
مباح ہے اگر اوس قصد کا حاصل کرنا مباح ہو اور واجب ہے اگر مقصود
واجب ہو اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ دروغ بنفسہ حرام نہیں ہے
یہ علماء اہلسنت کی مسامحت ہوئی کہ امام بخاری کے اتباع میں تقیہ کو کذب سے
تعبیر کیا چنانچہ قصہ حضرت ابراہیم و سارہ میں وہ چاک گریبانی فرمائی ہے
جو سوزن تدبیر سے رفو ممکن نہیں شیعوں کی ایک حدیث مناظر صاحب
اہل سنت کی زبان پر چڑھی ہوئی ہے اور وہ حضرت یوسف کا واقعہ ہے
جسکی ہم آئندہ تشریح کرینگے اول تقیہ اور کذب کا فرق بین شرعی طور سے

دکھاتے ہیں۔

واضح ہو کہ کذب وہ ہے جو خلاف ما ہو فی القلب من النفاق یا خلاف ما ہو فی امر واقع ہو جو عقوبت دنیا و آخرت کا مستوجب ہوتا ہے اذاجاءک المنافقون قالوا نشہد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون (جس وقت منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ضرور خدا کے رسول ہیں اور خدا بھی جانتا ہے کہ تم بیشک اوسکے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق ضرور جھوٹے ہیں) اور آیہ من الذین قالوا آمنا بافواہہم ولم تومن قلوبہم (بعض اونمیں وہ ہیں جو اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے حالانکہ اونکے دل ایمان نہیں لائے) اسکی شہادت میں کافی ہیں لغت میں تقیہ پرہیزگاری کے معنے میں ہے اور اصطلاح شرع میں علاوہ قول خلاف ما ہو فی القلب من الایمان کے مختلف افعال بھی شامل ہیں مثل تبدیل شعار و تغیر ہیئت اور کتم حقانیت کے فعل نہیں بلکہ سکوت و صموت ہے جو اپنے نفس یا دوسرے کے نفس کیلئے ہو اسی طرح اپنی آبرو اور دوسرے کی آبرو اپنا مال اور دوسرے کے مال کی حفاظت کیلئے ہوتا ہے (تحفہ اثنا عشریہ) جو مقام خوف و ضرر میں بموجب حکم شارع علیہ السلام سے کیا جاتا ہے لہذا تقیہ کا کذب پر اور کذب کا تقیہ پر حمل نہیں ہوسکتا کیونکہ تقیہ میں فی القلب من الایمان اور کذب میں ما فی القلب من الکفر والنفاق ہوتا ہے اور تقیہ بالفعل و بالکتم وغیرہ کا حمل کذب پر تو ہوتا ہی نہیں۔

تقیہ و کتم ایمان و اصلاح بین الناس فرمایا۔

واضح ہو کہ شارع علیہ السلام نے کسی عمل کی تعریف منطقی نہیں بتائی

اور نہ یہ شارع پر واجب تھا بلکہ نماز روزہ وغیرہ کو عملاً دکہا دیا کہ جس کا ہم حکم دیتے ہیں وہ یہ عمل ہے آج جو یہ سوال کیا جاتا ہے کہ منطقی تعریف تقیہ کی کیا ہے ایک لغو سوال ہے اوسپر عجیب بات یہ ہے کہ معصوم کے قول سے چاہتے ہیں۔

عجب لطف ہے کہ خود آنحضرت صلعم کی کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ نماز کی جو افضل اعمال ہے کیا تعریف منطقی ہے لیکن ہم سے سوال کرتے ہیں اسوقت تک جن حضرات نے تقیہ کی جو بھی تعریف کی وہ احادیث و آیات کو دیکھتے ہوئے کی ہے یہ کہنا کہ یہ تو آپ کی بنائی ہوئی تعریف ہے اور یہی لغو ہے اسلئے کہ شارع نے تو کوئی تعریف بیان نہیں فرمائی نہ وہ منطق و فلسفہ تعلیم دینے آئے تھے اور حقیقت میں احکام شریعت اور عبادات وغیرہ کو چھوڑکر اس کوچہ میں جانا ان ہی حضرات کا کام ہے جو شریعت کی بجکر دنیاوی لطف اوٹھانا چاہتے ہوں اور احکام شریعت کی پابند نہ رہکر آزادانہ زندگی بسر کرنے کے خواہش مند ہوں یہ ایک دفع دخل ہے جسکو مختصراً عرض کیا گیا اب آیات ملاحظہ ہوں۔

لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئ الا ان تتقوا منہم تقٰۃ (مومن مومنین کو چھوڑکر کافر کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کریگا تو اوس سے اور خدا سے واسطہ نہیں سوائے اوس صورت کے کہ تم اونسے کسی قسم کا خوف رکھتے ہو) پارہ ۳ رکوع ۱۱ – اسی لفظ تقاۃ کے بارے میں دکھایا گیا ہے کہ یہ دراصل تقیہ تھا جیسا کہ گذرا اور آئندہ بھی آئیگا وقال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ (اور فرعون والوں میں ایک مومن

شخص نے کہا جو اپنا ایمان چھپاتا تھا) پارہ ۲۴ رکوع ۹ - ولا تجعلوا
اللہ عرضۃ لایمانکم ان تبروا وتتقوا وتصلحوا بین الناس واللہ سمیع علیم لا
یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم واللہ غفور
حلیم (اور خدا کو اپنی قسموں کے ذریعہ سے آڑ نہ قرار دو کہ تم نیکی کرنے
اور پرہیزگاری کرنے اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے سے باز رہو اور
اللہ سننے والا جاننے والا ہے تمہاری قسموں میں جو لغو ہونگی اونکا تم
سے خدا مواخذہ نہ کریگا اور البتہ اونکا تم سے مواخذہ کریگا جو ارادۃً تمہارے
اعمال ہونگے اور اللہ بخشنے والا بردبار ہے) پارہ - ۲ رکوع ۱۲ -
من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان (جو ایمان
لانے کے بعد خدا کا انکار کرے سوائے اسکے کہ اوسپر جبر کیا گیا ہو حالانکہ
اوسکا دل ایمان سے مطمئن ہو) انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی
اسرائیل ولم ترقب قولی پارہ - ۱۶ - رکوع ۱۴ (میں ڈرتا تھا کہ تم یہ کہو
کہ تو نے بنی اسرائیل کے درمیان تفرقہ ڈالدیا اور میری بات کا پاس
نہ کیا) لنا اعمالنا ولکم اعمالکم - پارہ - ۲۵ رکوع ۳ (ہمارے اعمال
ہمارے لئے اور تمہارے تمہارے لئے ہیں) لکم دینکم ولی دین پارہ -
۳۰ رکوع ۳۴ (تمہارا دین تمہارے لئے اور ہمارا ہمارے لئے)
فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل ولا تستعجل لہم - پارہ - ۲۶ رکوع ۴
(پس اے رسول تم صبر کرو جیسا انبیاء اولی العزم نے صبر کیا اور لوگوں کے
لئے جلدی نہ کرو -
وان تصبروا وتتقوا فان ذلک من عزم الامور پارہ ۴ رکوع ۱۰)
(اور اگر تم صبر اور پرہیزگاری کرو گے پس یہی بڑے کاموں میں سے ہے)

فلما جہزہم بجہازہم جعل السقایۃ فی رحل اخیہ ثم اذن موذن ایتہا العیر انکم لسارقون۔ (پارہ - ۱۳ رکوع ۳) (پس جب اونکی روانگی کا سامان کر چلے تو پانی پینے کا برتن اپنے بھائی کے اسباب میں رکھ دیا پھر ندا دینے والے نے ندا کی اے قافلہ والو تم چور ہو) خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین (پارہ - ۹ - رکوع ۱۴) معاف کرنا اختیار کرو اور نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے درگذر کرو) وہو الذی کف ایدیہم عنکم وایدیکم عنہم (پارہ - ۲۶ رکوع ۱۱) (اور وہ وہی ہے جسنے اونکے ہاتوں کو تمسے اور تمہارے ہاتوں کو اونسے روکدیا۔

قالوا ءانت فعلت ہذا بالہتنا یا ابراہیم قال بل فعلہ کبیرہم ہذا فسئلوہم ان کانوا ینطقون - پارہ - ۱۷ رکوع ۵ (لوگوں نے کہا اے ابراہیم کیا تمنے ہمارے معبودونکا یہ حال بنایا ہے فرمایا بلکہ یہ اوسنے کیا ہے جو اونمیں سب سے بڑا ہے پس اگر یہ بولتے ہوں تو دریافت کر لو)

فخرج منہا خائفا یترقب (پارہ - ۲۰ رکوع ۵ (پس موسی اوس شہر سے ڈرتے ہوئے اور آس لگائے ہوئے نکلے

قال ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی پارہ ۹ رکوع ۸ (حضرت ہارون نے کہا اے میرے بھائی یقیناً مجھے قوم نے ضعیف سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دے)

فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم پارہ - ۲۳ رکوع ۷ (پھر ستارونکی طرف دیکھکر کہا میں بیمار ہوں)

ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ پارہ - ۲ رکوع ۸ (اور اپنے ہاتوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو)

قال یا بنی لا تقصص رؤیاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا پارہ ۱۲
رکوع ۱۱ (فرمایا اے میرے فرزند تو اپنا خواب اپنے بھائیوں سے
بیان نہ کرنا پس وہ تجھسے کوئی چال کریں) اب ان آیات کو دیکھتے
ہوئے ہر صاحب فہم سمجھہ سکتا ہے کہ جو کچھہ ان آیات مذکورہ سے مفہوم
ہوتا ہے وہ کیا ہے لیکن یہ عرض کردینا بھی ضروری ہے کہ شارع
حقیقی نے جب تقیہ و کتم و اصلاح بین الناس اوسکا نام رکھہ دیا تو
کسی کی یہ مجال نہیں کہ زور طبع سے اوسکو جھوٹ دروغ وغیرہ تعبیر کرے
مثلاً صلوٰۃ لغت میں تحریک الصلوین کے معنے ہیں مگر شارع حقیقی نے
اوسکو دعا و نماز کے معنے میں فرمادیا تو اب کوئی حیادار یقیمون الصلوٰۃ
کے معنے یحرکون الصلوین نہ کہیگا یا شہداء فی سبیل اللہ کو خداوند عالم
نے زندہ اور احیاء تعبیر فرمایا ہے اور آج اون کو بوجہ الموات بیان
کیا جائے اس دلیل سے کہ اونکا ترکہ تقسیم ہوتا ہے اور زندہ کا مال متروکہ
نہیں ہوتا تو اس سے قائل کو مصطلحات شارع سے جاہل سمجھا جائیگا
بلکہ ایسے شخص کو قرآن و حدیث کا منکر کہنا زیبا ہے پس اسیطرح تقیہ کو
جھوٹ کہنے والا مرتکب استخفاف و منحرف و منکر شارع کی مصطلحات
کا ہے اسمیں تہدید بھی نازل ہوچکی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ۔
ویعلم الذین یجادلون فی آیات اللہ انی یصرفون اور ارشاد ہوتا ہے ۔
ویعلم الذین یجادلون فی آیاتنا ما لہم من محیص
مخفی نہ رہے کہ تقیہ جسطرح مضرات سے بچنے کیلئے مباح و واجب ہے
اسیطرح بحالت قدرت شماتت قوم و مصلحۃ و اخلاق بھی ماثور ہے
چنانچہ حدیبیہ میں صلح کرلینا حالانکہ احکام سیف کا علم شباب تھا مصلحۃ

ہوا ہے صحیح مسلم میں جو احادیث قصہ حدیبیہ اور ابو جندل کے منقول ہیں
اونپر امام نووی صفحہ ۱۰۶ اپر فرماتے ہیں فی ہذہ الاحادیث دلیل
لجواز مصالحۃ الکفار اذا کان فیہا مصلحۃ وہو مجمع علیہ عند الحاجۃ یعنے
ان احادیث میں مصلحت کفار کا جواز ہے جسوقت اوسمیں مصلحت ہو
اور وہ حاجت میں مجمع علیہ ہے اور اصول کافی میں عند الحاجۃ
کی بجائے قول معصوم علیہ السلام میں ہے التقیۃ فی کل شئی یضطر
الیہ ابن آدم فقد احلہ اللہ یعنے تقیہ ہر اوس شئے میں ہے جسکی طرف
انسان مضطر ہو جائے پس خداوند عالم نے اوسکو حلال کر دیا
اور جو تقیہ بحالت قدرت کیا جاتا ہے اوسکی سند حدیث بخاری
وابوداود کی ہے کہ انحضرت صلعم نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ تیری
قوم حدیث العہد بالجاہلیۃ ہے اسلئے مجھے خوف ہے ورنہ کعبہ کی
تعمیر بنائے ابراہیم پر کرتا بخاری صفحہ ۱۶۶ جلد ۴ اور دوسری
حدیث یہ ہے ان عائشۃ اخبرتہ انہ استاذن علی النبی صلعم رجل
فقال ائذنوا لہ فبئس ابن العشیرۃ او بئس اخو العشیرۃ فلما دخل الان لہ
الکلام فقلت یا رسول اللہ قلت ما قلت ثم النت لہ فی القول فقال
ای عائشۃ ان شر الناس منزلۃ عند اللہ من ترکہ او ودعہ الناس
اتقاء فحشہ یعنے کسی شخص نے انحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہونیکی اجازت
چاہی انحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ برے قبیلہ کا ہے جب وہ حاضر ہوا
تو نہایت نرم نرم گفتگو فرمائی حضرت عائشہ نے عرض کیا یا
رسول اللہ پہلے تو آپ ایسا فرماتے تھے اور اب اوس سے
اسطرح کی گفتگو فرمائی تو ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم کے نزدیک

لوگوں میں برا وہ شخص ہے جسکو لوگ چھوڑ دیں اسواسطے کہ وہ بخت کلامی
کرتا ہو ۲ تیسری حدیث صحیحین میں ہے قال صلعم دعہ لا یتحدث
الناس ان محمدا یقتل اصحابہ (۱ انحضرت صلعم نے اپنے مجرم صحابی کیلئے
فرمایا کہ اسکو قتل نہ کرو لوگ یہ کہینگے کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتے
ہیں) یہ تقیہ انحضرت صلعم کا خلاف حکم جہاد کے ہے حالانکہ حکم تھا
کہ کفار و منافقین سے جہاد کرو اسپر بھی انحضرت صلعم نے اپنے منافقین
اصحاب کو قتل نہ کیا اور ارشاد فرما دیا کہ لوگ کہینگے کہ پیغمبر اسلام اپنے
اصحاب کو قتل کرتے ہیں اسی قسم سے ایک حدیث بخاری صفحہ ۱۰۴۲
جلد ۲ پر حضرت عائشہ سے مروی ہے اب بحالت مذمت علماء المسنت
کا تقیہ بھی ملاحظہ ہو میزان الاعتدال ترجمہ عبد الصمد العباسی الہاشمی
عن ابیہ علی بن عبد اللہ بن عباس تعال قال اکرموا الشہود فان اللہ یستخرج بہم الحقوق
ھذا منکر وما عبد الصمد بحجۃ لعل الحفاظ انما سکتوا عنہ مداراۃ للدولۃ
یعنی عبد الصمد عباسی کی خبر منکر ہے اور وہ حجت نہیں ہے شاید
حفاظ حدیث نے اوسکی حالت سے سکوت فرمایا بسبب دولت
عباسیہ کے مدارات کے اور اسیطرح کی حدیث احیاء العلوم صفحہ ۱
ربع ۲ پر ہے کہ جناب امیر کو محض حجاج کے تقرب کے سبب سے
گالیاں دیتے تھے اسکے بعد ہم اوس حدیث کو لکھتے ہیں جسپر ناظم
صاحب اہلسنت نہایت فخر کیساتھ فرماتے ہیں کہ جواب
نہیں ہو سکتا حالانکہ خود انجناب ہی نہیں سمجھے نہ اپنی کتابوں کو دیکھا
اوسکے بعد انشاء اللہ ہم چند احادیث تقیہ کے بارے میں دکھائینگے

حدیث زیر بحث | قال ابو عبد اللہ علیہ السلام التقیہ من دین اللہ قلت

من دین اللہ قال ای واللہ من دین اللہ ولقد قال یوسف ایتہا العیر انکم لسارقون واللہ ما کانوا سرقوا شیاء ولقد قال ابراہیم انی سقیم واللہ ما کان سقیما حضرت ابو عبد اللہ نے فرمایا کہ تقیہ خدا کے دین سے ہے راوی نے عرض کیا کیا دین خدا سے ہے فرمایا ہاں خدا کی قسم خدا کے دین سے ہے اور البتہ یوسف ع نے کہا اے قافلہ والو تم چور ہو خدا کی قسم اونہوں نے کچھہ نہیں چرایا تھا اور البتہ ابراہیم نے کہا کہ میں بیمار ہوں خدا کی قسم وہ بیمار نہ تھے - اسمیں چند امر قابل اظہار ہیں -

اول یہ ہے کہ تقیہ دین خدا سے ہے یہ ثبوت کا محتاج نہیں اسلئے کہ جو بھی شرع کے احکام ہیں وہ دین خدا سے ہیں اب وہ حرام ہو یا حلال واجب ہو یا سنت تقیہ یقیناً قران میں موجود ہے جسکو امام بخاری نے صفحہ ۱۳۲ جلد ۲ پر صاف لفظوں میں لکھدیا - وقال الا ان تتقوا منہم تقاۃ وہی التقیۃ آیہ الا ان تتقوا منہم تقاۃ میں جو لفظ تقاۃ ہے وہ تقیہ ہی ہے پھر اسی صفحہ پر امام بخاری فرماتے ہیں قال الحسن التقیۃ الی یوم القیامۃ یعنے حسن بصری کہتے ہیں کہ تقیہ قیامت تک رہیگا اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ تقیہ قران میں موجود ہے بلکہ ہم بحث تحریف میں دکھا چکے ہیں کہ لفظ تقاۃ دراصل تقیہ ہی تھا اب اگر اسکے بعد بھی انکار کیا جائیگا تو سوائے ہٹ دھرمی کے اور کیا کہا جائے یہ امر دوسرا ہے کہ سنی غدیں آپ لفظ تقیہ سے جو قرانمیں موجود ہے نفرت کرتے ہوں اور بجائے تقیہ کے معینت و

مدارات وغیرہ وغیرہ نام برخلاف اصطلاح قرآن کے تجویز فرمائے
جیسا کہ شرح اربعین نووی میں ہے اما التقیۃ فی غیر ذلک
(بیعۃ علی لابی بکر) فالامساک باثباتہا وجوازہا انکارہا دعامۃ
الناس لفظہا لکونہا من مستندات الشیعۃ والا فالعالم مجبول علی
استعمالہا وبعضہم یسمیہا مداراۃ وبعضہم مصانعۃ وبعضہم عقلا معیشۃ و
دلیلہا دلیل الشرع یعنے سوائے بیعت ابی بکر کے جو علیؓ نے کی ہے
اثبات تقیہ میں کچھ تردد نہیں اور اسمیں شک نہیں کہ عوام الناس
لفظ تقیہ سے اس وجہ سے کراہت کرتے ہیں کہ وہ مستندات شیعہ
ہی ہے ورنہ تمام عالم اوسکے استعمال کرنے پر مجبور ہے بعض لوگ
اوسکا نام مدارات رکھتے ہیں اور بعض مصانعت اور بعض عقل
معیشت اور دلیل شرعی دلالت کرتی ہے۔ اسکے بعد کوئی عاقل
یہ تجویز نہیں کرسکتا کہ اسلام میں تقیہ نہیں ہے یہ تو آپکی دیانت داری
ہے کہ خدا اور رسول کے خلاف اپنی تجویز سے تقیہ کے متعدد نام رکھلیے
جس وقت معمولی احکام اگرچہ وہ سنت و مکروہ بلکہ اوس سے بھی
خفیف تر داخل دین اللہ ہوں پھر تقیہ جسپر تمام عالم مجبور ہو اور
قرآن وحدیث میں اوسکے احکام موجود ہوں کیونکر نہ دین اللہ
ہوگا اسپر تعجب کرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔
دوسرا امر یہ ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یوسفؑ نے قافلہ والوں
کو چور کہا حالانکہ اونہوں نے چوری نہکی تھی اسکو آپ خود ان سے
دریافت کیجئے جو فرمایا ہے کذلک کدنا لیوسف ہم نے یوسف کو
یہ تدبیر بتادی تھی۔ آپ ہی انصاف سے فرمائیں کہ برادران

یوسف نے کیا پیالہ چورایا تھا جو اونکو چور کہا گیا حالانکہ خداوند عالم
ارشاد فرماتا ہے قال انی انا اخوک فلا تبتئس بما کانوا یعملون فلما جھز
ھم بجھازھم جعل السقایۃ فی رحل اخیہ ثم اذن موذن ایتھا العیر انکم
لسارقون یوسف نے اپنے بھائی سے یہ کہدیا کہ میں تیرا بھائی ہوں
بس جو کچھ یہ کر چکے ہیں اوسکا افسوس نہ کر پس جبکہ حضرت یوسف
اونکی روانگی کا سامان کر چکے تو پانی پینے کا برتن اپنے بھائی کے
اسباب میں رکھدیا پھر ایک منادی نے ندا کی اے قافلہ والو تم چور ہو
اسکے بعد اگر امام علیہ السلام کے ارشاد کے خلاف کہا جائیگا تو یقیناً
کتاب اللہ کے خلاف ہوگا رہا یہ امر کہ دوسرے مقام پر امام نے فرمایا ہے
ما سرقوا وما کذب نہ اونہوں نے چرایا تھا اور نہ حضرت یوسف نے
جھوٹ کہا اور کتاب احتجاج میں ہے کہ امام نے فرمایا انھم سرقوا یوسف
من ابیہ یعنی برادران یوسف نے حضرت یوسف کو اونکے باپ سے
چرایا تھا اسپر مناظر صاحب نہایت اوچھلتے ہیں اسلئے کہ ان دونوں
قولوں میں تناقض محسوس کرتے ہیں کیونکہ ایک مقام پر کہا کہ چورایا
اور دوسرے مقام پر کہا کہ نہیں چورایا نہ حضرت یوسف جھوٹے نہ اونکے
بھائی چور پھر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ دونوں امر صحیح ہو جائیں دوسرے
یہ کہ حضرت یوسف نے نہ کہا کہ تم چور ہو بلکہ موذن نے کہا تھا پھر
حضرت یوسف کیلئے کیوں کہا کہ اونہوں نے کہا اور جھوٹ نہیں کہا
اسکا جواب خود آیات قرآنی سے ملتا ہے پہلے آیات مذکورہ پر غور
کرنے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف ہی اوسکے قائل ہونے
چنانچہ حضرت یوسف کو ہی تدبیر بتائی گئی اور حضرت یوسف نے ہی

اپنے بھائی سے کہا کہ میں بھائی ہوں رہا یہ امر کہ موذن نے ندا کی
وہ اسی طرح سے جیسے کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے اللہ یتوفی
الانفس حین موتہا (پارہ ۲۴ رکوع ۲) اللہ آدمیوں کی موت کے
وقت اونکے نفوس کو موت دیتا ہے پھر دوسرے مقام فرماتا ہے
قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم (پارہ ۲۱ رکوع ۱۴) کہو کہ ملک الموت
جو تمپر معین کیا گیا ہے تمکو موت دیگا پھر تیسرے مقام پر فرماتا ہے
الذین تتوفہم الملئکۃ طیبین (پارہ ۱۴ رکوع ۱۰) جنکو فرشتوں نے
ایسی حالت میں موت دی ہوگی کہ وہ پاک ہونگے پس اگر مناظر
صاحب آیات مذکورہ میں تناقض دیکھیں کہ ایک مقام پر خداوند عالم
اوس موت دینے کو اپنی طرف منسوب فرماتا ہے دوسرے مقام پر
ملک الموت کیطرف تیسرے مقام پر فرشتوں کی طرف تو ایسی سیاق
سے حدیث معصوم میں تناقض ہے جسمیں کچھ نقصان نہیں اور اگر
تناقض نہیں تو حدیث میں بھی تناقض نہیں اور اگر آیات میں اسوجہ
سے تناقض نہیں کہ خداوند عالم ملائکہ کو حکم دیتا ہے کہ فلاں کی قبض
روح کرو اس لحاظ سے وہ فاعل ہے پس اسی لحاظ سے حضرت یوسف ع
قائل انکم لسارقون ہیں کیونکہ آمر فعل و مباشر فعل کا شرعاً ایک ہی
حکم جو آیات مذکورہ سے بھی ثابت ہے اب رہا یہ کہ ماکذب کیوں
اسمیں اعتبارات ہیں۔

اول یہ کہ حقیقۃً حضرت یوسف ع قائل انکم لسارقون کے نہ تھے
دوم یہ کہ اس نداء کا مفاد مابین برادر حقیقی حضرت یوسف ع کو بچا
لینا تھا اسلئے کہ حضرت یوسف ع کو اپنے بھائیوں کیطرف سے خوف تھا

کہ وہ سپاہیوں کی جان نہ تلف کر دیں جسکو اپنے ذاتی تجربہ سے سمجھ لیتے تھے آزمودہ را آزمودن جہل است کا مضمون تھا لہٰذا اس حیلہ سے کہ اونکو چور بتا کر سپاہیوں کو اپنے پاس رکھ لیں یہ سرقہ کی نسبت دینا اصلاح بین الناس تھی اسی کو خداوند عالم نے اپنی طرف منسوب فرمایا اور کہدیا کذلک کدنا لیوسف ہم نے یوسف کو یہ تدبیر بتائی ہے اور یہ یقیناً کذب سے غیر ہے لہٰذا قولہ ما کذب صحیح و درست ہوا۔

تیسرے برادران یوسف حقیقتہً چور تھے اگرچہ سر وقت اونہوں نے ارتکاب سرقہ کا نہیں کیا جسطرح کہ آیہ السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما الایہ (چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹو) کے موافق اوسوقت سزا نہیں دیجاتی جبکہ ابتداءً سرقہ صادق آیا ہو بلکہ بعد چرانے کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں اگرچہ اوسوقت اوسنے نہیں چرایا لیکن چونکہ اوسپر لفظ سارق صادق آچکا ہے لہٰذا سزا دیجاتی ہے اسی طرح برادران یوسفؑ پر سارق صادق آچکا تھا لہٰذا آج اون کو چور کہنا واقعی ہے چونکہ اونہوں نے اس واقعہ سے قبل حضرت یوسفؑ کو اونکے والد سے دہوکہ دہی کے ارتکاب سے چرایا تھا البتہ اگر لفظ سارق عام نہ ہوتا اور اگر یہ کہتے سرقتم صواع الملک تم نے بادشاہ کا برتن چرایا ہے تو الزام کی صورت ہوسکتی تھی اگرچہ ضرورت کیوقت یہ بھی جائز تھا مناظر صاحب باہمہ دعوی ہمہ دانی وکمال تعلی غلبہ استعمال سے بیخبر ہیں کہ لفظ سرقہ کہاں کہاں استعمال کیا جاتا ہے یہ تو عرب و عجم و ہند سب میں ہر فریب دہی اور ہر چیز کے چھپانے اور غلط کاری وغیرہ صفائی پر استعمال ہوتا ہے۔

فارسی میں ملاحظہ ہو۔

ترا در دیدہ دزدیدم کہ از مردم نہاں باشی ندانستم کہ آنجاہم میان مردماں باشی
دل در شکن طرۂ جانانہ اسیر است وزدانہ در و دیدہ کہ دروانہ اسیر است

اردو میں ملاحظہ ہو۔

رند۔ جلوۂ جاناں کے نظارہ کا مجھ کو ڈھب ہوا کیوں چرایا ہے تو مجھسے روزن دیوار آنکھ
داغ۔ سامنے میرے جو چھپ لیتے ہو آنکھ آئینہ کیا آج نیا ہو گیا

عربی میں ملاحظہ ہو تفسیر کبیر صفحہ ۱۱۱ جلد ۱۔

ما رواہ الشافعی باسنادہ ان معاویۃ قدم المدینۃ فصلی بہم ولم یقرا بسم اللہ الرحمن الرحیم ولم یکبر عند الخفض الی الرکوع والسجود فلما سلم ناداہ المہاجرون والانصار یا معاویۃ سرقت من الصلاۃ این بسم اللہ الرحمن الرحیم واین التکبیر عند الرکوع والسجود یعنے جیسا کہ اوسکو امام شافعی نے اپنی اسناد سے روایت کیا ہے یہ کہ معاویہ مدینہ میں آئے اور اہل مدینہ کیساتھ نماز پڑہی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور رکوع وسجود کے جانے میں تکبیر نہ پڑھی تو بعد سلام کے مہاجرین و انصار نے اونکو آواز دی کہ اے معاویہ تو نے نماز میں چورایا بسم اللہ کہاں ہے اور رکوع وسجود کے وقت کی تکبیر کہاں ہے الخ اب فرمایئے کہ سرقہ صادق آیا یا نہیں مگر یہ کہ ناظم صاحب کو آل رسول سے جو عداوت ہے اوسکے سبب سے امیر معاویہ کا سرقہ کہاں یاد رہتا ان شواہد منصوصہ کے بعد واضح ہو لفظ سرقہ معنے حقیقی وغیر حقیقی تینوں زبانوں میں استعمال ہوتا ہے لیکن چونکہ امام معصوم کے فرمانے میں معنے حقیقی و غیر حقیقی میں مستعمل ہوا تو اسقدر کیوں شور و غوغا ہے اور کوئی وجہ تناقض کی نہیں ہے کیونکہ ما سرقوا میں بمعنے حقیقی کے

نفی وارد ہوئی ہے کہ برادران حضرت یوسفؑ نے سرقہ نہیں کیا تھا
اور قولہ انہم سرقوا یوسف میں معنے مجازی کے ہے کیونکہ برادران یوسفؑ
اونکو دہوکہ اور دغا دیکر باپ کے پاس سے لیگئے تھے ایک جگہہ نفی سرقہ
کی باعتبار ظرف سقایہ کے صحیح ہے اور دوسرے مقام پر اثبات سرقہ کا
باعتبار ذات حضرت یوسفؑ کے صحیح ہے کیا آپنے اتقان میں انحضرت صلعم
کی حدیث نہیں دیکھی لکل آیۃ ظہر و بطن ہر آیت کے ظاہر و باطن معنے ہوتے
ہیں بنا بر اسکے قولہ انکم لسارقون کے معنے ہی سرقہ یوسف اور سرقہ برتن
کے ہوئے تو شریعت سے کب باہر ہیں اور مناظر صاحب معنے ماکذب میں
جو دست پاچہ ہوکر معترض ہیں اس بہی اونکا محاورات قران سے جہل ظاہر
ہو گیا حالانکہ دعوی یہ ہے کہ اہل قران وہی ہیں جو حسبنا کتاب اللہ کہنے
والے کے معتقد ہیں لیکن جسطرح قائل حسبنا معانی آیات کلام اللہ سے بے بہرہ
رہے اور ابن عباس شاگرد جناب امیر المومنینؑ سے کہا کرتے تھے۔
ما اعلم منہا الا ما تقول میں سورہ نصر کے معنے نہیں مگر جو تم بتاؤ (بخاری)
اسی طرح مناظر صاحب بہی خالی ہیں اب یہ اون آیات کو دیکھئے
جنمیں موت دینے کا ذکر ہے۔

ایک اور سوال اسوقت رسالہ البطش شدید جو مناظر صاحب نے
تحریر فرمایا ہے نظر سے گذرا جسمیں یہی بحث ماسرقواہ ماکذب کی لکہتے
ہوئے بسند اساس الاصول صفحہ ۵۱ کے تناقضات اخبار شیعہ میں
دکہائے ہیں مناظر صاحب کا خلاصہ ترجمہ دکہایا جاتا ہے۔
حدیثیں جو ائمہ سے منقول ہیں اونمیں بہت اختلاف ہے نہیں قریب ہے
کہ کوئی حدیث ملے مگر اسکے مقابلہ اوسکے خلاف حدیث موجود ہے

اور نہیں ملتی کوئی خبر مگر اوسکے مقابلہ میں اوسکے خلاف حدیث موجود ہے
یہانتک کہ یہ اختلاف ناقص لوگوں کے مذہب شیعہ سے پھر جانیکا
سبب ہو گیا الخ اور اسباب ان اختلافات کے بہت ہیں مثلاً تقیہ اور
حدیثوں کا موضوع ہونا اور سننے والے کا مشتبہ ہو جانا اور منسوخ ہو جانا الخ
مناظر صاحب نے اس عبارت کو نقل فرما کر تقیہ پر ہی زور دیا ہے
کہ وہ جھوٹ ہے اور روایت میں جھوٹ ہونیکی حالت میں یہ
اعتراضی نتیجہ نکالا ہے کہ کتاب احتجاج کا قول تقیہ ہے اور کافی کا قول
امام کا اصلی مذہب ہے (رسالہ بطش شدید صفحہ ۹ و ۱۰)

جواب پہلے ہم علماء سنت کا تقیہ سیئہ بحالت قدرت دولت
عباسیہ کے مدارات میں اور حجاج کے تقرب کے سبب کذب دکھا چکے
ہیں اور اہلسنت کے صالحین کا کذب فی الحدیث ہونا ظاہر کر دیا ہے
جس سے اصل اصول مذہب اہلسنت کا کوئی اعتبار کوئی اعتماد کوئی
باوثوق ذریعہ کوئی بارسوخ وسیلہ باقی نہ رہا جسکی مثال مذہب شیعہ میں
مناظر صاحب نہیں دکھا سکتے اب رہا یہ اختلاف ہر حدیث کے مقابلہ
میں خلاف حدیث موجود ہے جو موجبہ کلیہ کے طور پر کہا گیا ہے یہ حقیقی
معنے پر محمول نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کثرت سے اخبار فضائل
و احکام میں موجود ہیں اور انکے خلاف کوئی روایت نہیں ہے پس یہ قول
بسبیل مبالغہ کے ہے جیسا کہ صاحب تفسیر کبیر نے آیہ کم اهلکنا قبلهم
من القرون الخ میں فرمایا ہے واما قوله اهلكنا فهو للمبالغة
فی الكثرة من الملك الله تعالى من القرون الماضية اقوله تعالى کم اهلکنا
سے مراد کثرت ہلاکت میں مبالغہ ہے اور حدیث مسلم الخ ۲۲

قولہ صلعم فاحث فی افواہہن من التراب میں امام نوادی فرماتے ہیں
امرہ بذلک مبالغۃ فی انکار البکاء علیہن (یعنے آنحضرت صلعم نے یہ حکم جعفر
طیار پر رونے والیوں کے منع کرنے میں مبالغۃً فرمایا ہے) پس جبکہ قرآن
وحدیث میں مبالغہ کلام پایا گیا تو کلام علماء میں کب قابل انکار ہوسکتا ہے
اور ہم اختلاف بین الروایات کے منکر نہیں لیکن فرقہ شیعہ کا عمل بنابر
تنقید و ترجیح اخبار کے بجہت واحدہ مرجح و اصح اخبار پر ہوتا ہے برخلاف
مذہب اہلسنت کے کہ اونکے یہاں ایک مسئلہ میں ایک ہی خلیفہ
اور صحابی نے دو دو تین تین اور اس سے بھی زائد حکم دئے ہیں یہانتک
کہ حضرت عمر فاروق قرآن وحدیث رسولؐ میں تناقض بتاتے تھے
چنانچہ بخاری صفحہ ۱۸ جلد ۱ باب الحج میں ماثور ہے فقدم عمر رضی اللہ عنہ
فقال ان ناخذ بکتاب اللہ فانہ یامرنا بالتمام قال تعالے واتموا الحج
والعمرۃ للہ وان ناخذ بسنۃ النبی صلعم فانہ لم یحل حتی نحر الہدی یعنے اگر
ہم کتاب اللہ کو لیں تو وہ ہمکو حج وعمرہ بجالانے میں تمام کرنے کا حکم
دیتی ہے اور اگر سنت نبی کو لیں تو وہ محل نہیں ہونے دیتی یہانتک
کہ ہم قربانی کریں پھر حضرت عمر کے فتووں کا اختلاف شرح بخاری قسطلانی
میں ہے کہ دادے کی میراث میں سو مختلف حکم فرمائے اور کتاب الفرائض
میں ہے کہ حضرت عمر نے میراث جد میں سو قضیہ بیان کئے کہ بعض اونکا بعض
سے مخالف تھا اس اختلاف کو کشف الغمہ صفحہ ۳۳ جلد ۲ پر تساہل فی
الدین بتایا ہے پس یہ صحابہ کی مصامحت دین میں زیادہ قوی ہے
یا خوف اعداء کے سبب سے تقیۃ رواۃ کا اختلاف جسکی تنقید میں اوسکی
تصحیح ہوجاتی ہے غرض کہ اسی طرح کی احادیث بکثرت ہیں جنکا ذکر کرنا

دشوار ہے جسکا دل چاہے احادیث سنن ترمذی دیکھے کہ ابتدائی ایسی ہیں جو فتاوی علماء سے ترک کردی گئی ہیں جنھیں روایت زیاد و محمد و ابو سعید خدری وغیرہ از اندر دیکھنے کے قابل ہیں تذکرۃ الحفاظ و کنز العمال وغیرہ کتابیں دیکھیے جنمیں اختلاف شیوخ ثلاثہ کہتے ہوئے لفظوں میں موجود ہے ان روایات کو دیکھتے ہوئے ہر ذی فہم کہدیگا کہ علماء اہلسنت نے شریعت کو اپنی رائے اور اپنے قیاس سے پلٹ دیا ہے۔

حدیث کا آخری جملہ ولقد قال ابراھیم انی سقیم واللہ ما کان سقیما اور یقیناً ابراہیم نے کہا تھا کہ میں بیمار ہوں خدا کی قسم وہ بیمار نہ تھے اس مقام پر بھی امام علیہ السلام نے حقیقی معنے سے انکار فرمایا ہے رہا یہ امر کہ پھر کیوں سقیم کہا اوسکی وجہ یہ ہے کہ اونکی قوم بت پرست تھی جو حضرت ابراہیم کو بھی بت پرستی کی ترغیب دیتی تھی لیکن آپ اونکو ہدایت فرماتے تھے چونکہ تنہا تھے اور قوم کی کثرت تھی اسوجہ سے آپنے عذر فرمایا کہ میں بیمار ہوں مراد اس بیماری سے یا تو یہ ہے کہ میں بیمار ہو جاؤنگا جسطرح کہ انک میت و انہم میتون ہے حالانکہ اسوقت میت نہیں مگر آئندہ میت ہونا ہے لہذا کہدیا اسی طرح حضرت ابراہیم نے فرمایا اور یا مراد یہ ہے کہ مجھے تمہاری بت پرستی کا صدمہ اور رنج ہے جسکو بیماری سے تعبیر فرمایا بہر حال مجازی معنوں سے صحیح ہے لیکن حقیقی معنے سے انکار کرنا بھی درست ہے چونکہ تقیہ عام ہے جسکے تحت میں توریہ بھی ہے اسلیے حضرت ابراہیم نے توریۃً فرمایا اور لوگ یہ سمجھے کہ حقیقت میں یہ بیمار ہیں اسی کو امام بخاری نے جھوٹ سے تعبیر کیا اور کہدیا کہ ابراہیم نے تین جھوٹ بولے ہیں (بخاری صفحہ ۱۵۹ جلد ۳ و صفحہ ۱۵۵)

جلد ۲ صفحہ ۳۳۳ جلد ۴ وترمذی صفحہ ۴۸، جلد ۲ وسنن ابی داؤد صفحہ ۳۰۲ جلد ۱)

دوسری حدیث ابن عمیر عن ہشام بن سالم عن ابن ابی عمر الاعجمی قال قال ابو عبداللہ ع یا با عمر ان تسعۃ اعشار الدین فی التقیۃ ولا دین لمن لا تقیۃ لہ ابو عمر اعجمی نے بیان کیا کہ ابو عبداللہ ع نے فرمایا ہے اے ابو عمر دین کے نو حصہ تقیہ میں ہیں اور اوسکا دین نہیں جسکے لئے تقیہ نہیں اگرچہ ابو عمر اعجمی کی یہ حدیث مراۃ العقول میں از روئے تنقید کے مجہول ثابت ہوئی ہے جسپر اعتراض کرنا نافہمی سے خالی نہیں لیکن چونکہ مناظر صاحب اسی پر اڑے ہوئے ہیں لہذا اونکو سمجھایا جاتا ہے اور اوسکے معنے کی توجیہ بیان کیجاتی ہے۔

واضح ہو کہ دین کے فروع دس ہیں نماز روزہ حج زکوۃ خمس جہاد امر بالمعروف نہی عن المنکر تولا تبرا پس ان فروع عشرہ کے اکثر مسائل میں تقیہ کرنا جائز ہے اور بعض مسائل انمیں ایسے ہیں کہ اونمیں تقیہ جائز نہیں مثلاً مسح خفین وبعض مناسک حج وشرب مسکرات وغیرہ کے وہ بلحاظ کل احکام شرعیہ کے تسعۃ اعشار الدین سے خارج ہیں اور وہ اوس عشر میں بمقابلہ کل احکام شرعیہ کے داخل ہے جسمیں فتوی وگواہی وقتل ناحق نہیں دینا حرام ہے اور تقیہ کے حیلہ سے کسیطرح جائز نہیں اس توجیہ ثانی کا مختصر مضمون یہ ہوا کہ تمام احکام شرعیہ کو دس حصوں پر قرار دیا اون مسائل میں نو حصے اضطرار وضرورت میں تقیہ کرنا جائز ہے اور مختلف مسائل جو ایک حصہ منجملہ دس حصہ باقی رہا اونمیں ضرورۃ بھی تقیہ جائز نہیں اور نہ بحالت اضطرار جائز ہے

ہاں البتہ اہلسنت کے مذہب میں شنو میں ایک حصہ بھی بحالت اضطرار تقیہ کرنے سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا غور فرمائے کہ اگر کفار کسی سنی مسلمان کو باکراہ و باجبار بتخانہ میں لیجاکر ڈنڈوت کی تکلیف دیں اور اوس مقام پر مقید رکھیں تو یقیناً اوس مسلمان مقید سے تمام آداب شریعت اور فرائض مذہب کے مراسم ساقط ہو نگے اور کوئی حصہ لوازم دینیہ کا تقیہ سے خارج ماثور نہیں ہوا مگر اس جواب تحقیقی پر دشمنان کتاب و عترت کب ساکت ہوں گے ضرورت ہے کہ الزامی دلائل بھی جواب میں پیش کیجائیں ملاحظہ ہو کہ اسلام کا اصل اصول معبود حقیقی کی معرفت ہے اور وہ قیامت میں اصل نجات دہندہ ہوگی اور یہ امر موقوف ہے کہ بندے خداوند عالم کو پہچانیں اور اوسکی عبادت بجالائیں اگر یہ معرفت نہیں تو پھر عبادت بھی کوئی چیز نہیں اور جب کچھ نہیں تو نجات کیسی جب کوئی حیلہ ہی نہ رہا تو نجات بدرجہ اولے نہیں ہو سکتی اس جاہلیت کی تاریکی میں جب آنحضرت صلعم مبعوث ہوئے تو آپ نے اہلسنت کے خیال کے موافق اس حق اللہ کو جو بندوں پر واجب تھا معہ اوس حق کے جو بندوں کا خدا پر ہے صیغۂ راز میں رکھا اور ہمراز سے فرما دیا کہ اس بشارت کا اعلان نکرنا چنانچہ صحیح بخاری صفحہ ۹۷ جلد ۲ پر ہے۔

فقال یا معاذ ہل تدری حق اللہ علی عبادہ وما حق العباد علی اللہ قلت اللہ و رسولہ اعلم قال فان حق اللہ علی العباد ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئاً و حق العباد علی اللہ ان لا یعذب من لا یشرک بہ شیئاً فقلت یا رسول اللہ افلا ابشر بہ الناس قال لا تبشرہم فیتکلوا آنحضرت نے

فرمایا اے معاذ آیا تو جانتا ہے کہ خدا کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا خدا پر کیا حق ہے عرض کیا کہ خدا اور رسول خوب جانتے ہیں فرمایا پس خدا کا بندوں پر یہ حق ہے کہ اوسکی عبادت کریں اور کسیکو اوسکا شریک نہ قرار دیں اور بندوں کا خدا پر یہ حق ہے کہ جو اوسکا شریک نہ قرار دے اوسکو عذاب نہ دے پس عرض کیا یا رسول اللہ آیا میں لوگوں کو اسکی بشارت نہ دوں فرمایا اونکو بشارت نہ دینا وہ توکل کر لینگے اس رازداری میں تو کوئی ہزاروں ایک حصہ بھی ہدایت امت کیلئے نہیں چھوڑا تمام اسلام صیغہ راز میں ہی رہا جسکو آج اہلسنت سراسر جھوٹ فرماتے ہیں اب ملاحظہ فرمائے بخاری کتاب الاکراہ صفحہ ۱۳۳ جلد ۴ وان قیل لہ (رجل المکرہ) لتشربن الخمر اولتاکلن المیتۃ اولتبیعن عبدک الخ یعنے اگر شخص مکرہ سے کہا جائے کہ شراب پی یا مردار کہا یا اپنا غلام فروخت کردے یا قرضہ کا اقرار کر یا ہبہ کردے یا عہد فسخ کردے یا ہم تیرے باپ یا برادر اسلامی کو قتل کردیں تو وہ وسعت رکھتا ہے یعنے مکرہ کیلئے یہ سب جائز ہے۔

اب فرمائیے کیا کوئی شرعی امر مستثنےٰ کیا گیا شیعوں کے مذہب میں تو ایک عشر مسائل میں تقیہ نہ تھا اور نو حصے تقیہ میں تھے لیکن اہلسنت کے یہاں تو سو حصوں میں سے ایک حصہ بھی مستثنیٰ نہیں اب لفظی بحث باقی ہے اہلسنت نے شیعوں کی ضد میں خلاف اصطلاح کتاب و سنت اکراہ مصالحت مدارات وغیرہ اسکے نام رکھے ہیں اور شیعہ تقیہ کہتے ہیں حالانکہ اکراہ بھی تقیہ کی ایک صورت ہے عمل تقیہ و اکراہ کا دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے رہا رغم اور ضد اسکا

اسکا علاج تو افلاطون کے پاس بھی نہیں تعجب ہے کہ جنکے یہاں نٹو کا
نئو حصہ تقیہ ہی تقیہ ہو وہ اونپر آج معترض ہوئے ہیں جنکے یہاں
نو حصہ تقیہ اور ایک حصہ تقیہ نہ ہو یعنے نئو حصو ںمیں سے دس حصونمیں
تقیہ جائز نہ ہو - اس بحث کے بعد ہم چند حدیثیں و اقوال نہایت اختصار
کیساتھ لکھتے ہیں جنکو دیکھتے ہوئے ظاہر ہوگا کہ اہلسنت کے یہاں
کہاں تک اس تقیہ کو روا رکھا گیا ہے ملاحظہ ہو بخاری صفحہ ۱۳۲
جلد ۴ وقال الا ان تتقوا منهم تقاة وهي التقية (آیہ الا ان تتقوا میں
جو لفظ تقاۃ ہے وہ تقیہ ہے)

بخاری صفحہ ۱۰۲۴ جلد ۴ وقال الحسن التقية الى يوم القيامة (اور حسن
بصری نے کہا ہے کہ تقیہ قیامت تک رہیگا)

حاشیہ بخاری قوله التقية الى يوم القيامة اى ثابتة الى يومها لا تختص
بعهده صلعم (قوله التقية الى يوم القيامة سے مراد یہ کہ قیامت تک
ثابت ہے آنحضرت صلعم کے عہد سے ہی کچھہ خصوصیت نہیں)

مسلم صفحہ ۱۰۶ جلد ۲ فى هذه الاحاديث دليل لجواز مصالحة الكفار
اذا كان فيها مصلحة وهو مجمع عليه عند الحاجة (ان حدیثونمیں کفار
سے مصالحت کرنے کے جواز میں دلیل ہے جسوقت اوسمیں مصلحت
ہو اور اوسپر حاجت میں امت کا اجماع ہے) اب منصف مزاج
فرمائیں کہ شیعونمیں ضرورت کیوقت تقیہ ہوتا ہے جسمیں اضطرار ہی
ہوتا ہے لیکن اہلسنت کے یہاں تو حاجت میں بھی تقیہ جائز ہے
اب ضرورت اور حاجت کا فرق خود سمجھیے -

تفسیر کبیر صفحہ ۴۵۱ جلد ۲ التقية جائزة لصون النفس وهل هي جائزة

یصون المال یحتمل ان یحکم فیہا بالجواز لقولہ صلعم حرمتہ مال المسلم کحرمۃ دمہ
(تقیہ نفس کی حفاظت کیلئے بھی جائز ہے احتمال ہے کہ اوسمیں بھی جواز کا
حکم ہو کیونکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ مسلم کے مال کی حرمت مثل
اوسکے خون کے ہے) پھر اسکے بعد فرماتے ہیں لان الحاجۃ الی المال شدیدۃ
(اسلئے کہ حاجت مال کی طرف بہت زائد ہوتی ہے) اور صفحہ ۳۶۶ جلد ۳
پر فرماتے ہیں کہ اگر شرب خمر و اکل خنزیر امتہ کیلئے مکرہ سے کہا جائے
تو اوسپر اونکا کہانا پینا واجب ہے تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۱ پر خلق قرآن
کا ذکر ہے کہ خلیفہ نے خلق قرآن کی بابتہ علماء کا امتحان لیا لکھتے ہیں
انہم توقفوا اولاً ثم اجابوہ تقیۃً اول تو اونہوں نے موافقت کی پھر تقیۃً
اوسکو جواب دیدیا۔

ہدایہ صفحہ ۱۵۵ جلد ۳ ثم یجوز التقلد من السلطان الجائر کما یجوز من العادل
لان الصحابۃ تقلدوا من معاویۃ و الحق کان بید علی فی نوبتہ (سلطان
جائر کی تقلید کرنا جائز ہے مثل سلطان عادل کے اسلئے کہ صحابہ نے امیر
معاویہ کی تقلید کی حالانکہ جناب امیر کے ہاتھ پر حق تھا) اللہ اکبر خیال
فرمائے جانتے ہیں کہ حق علی کا تھا لیکن امیر معاویہ کی بیعت کرنا
جائز ہے اور حق کو چھوڑنا گوارہ ہے مگر لطف یہ کہ اوسی کو حق کہتے ہیں
یہ ہے دین میں خرابی جو اہلسنت کے مذہب میں آج تک چلی آتی ہے
اگر اوسوقت امیر معاویہ کا خوف تھا تو وہ خوف اب تو نہیں۔

اب ہم محض حوالجات دیگر اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔ تقیہ فی نقل خبر مسلم
صفحہ ۶۲ جلد ا تقیہ فی نقل حدیث مسلم صفحہ ۱۱۵ جلد ا تقیہ در خطبہ مسلم
صفحہ ا جلد ۲ تقربا الی الجائر احیاء العلوم صفحہ ۲۱۰ ربع ۲۔

خوفاً عن الجائرین نصائح کافیہ صفحہ ۷۷ اصلاح بین الناس
تقیہ مسلم صفحہ ۱۰۶ جلد ۲ اسی طرح نماز میں قول
مدارات میں تقیہ کرنا موجود ہے لیکن وہی لفظی بحث
کہ سفید جھوٹ بھی جائز ہے ملاحظہ ہو احیاء العلوم صفحہ

بعلم ان الکذب لیس حراماً لعینہ بل لما فیہ من الضرر علی
علی نمبر ۳ (اسرار میں جھوٹ بولنا حرام نہیں بلکہ جب مخا
طب کا اسمیں ضرر ہو) اسکے چند فقروں کے بعد لکھتے ہیں
التوصل الیہ بالکذب دون الصدق فالکذب فیہ مباح ان کان
تحصیل ذلک القصد مباحاً و واجب ان کان المقصود واجباً (اگر سچ
کے سوا جھوٹ سے توصل ممکن ہو تو جھوٹ مباح ہے اگر مقصود مباح
ہو اور جھوٹ بولنا واجب ہے اگر مقصود واجب ہو) اسکے بعد مباح
کی دوسری صورت دکھائی ہے کہ حرب اور اصلاح ذات البین
استمالت مجنون میں جھوٹ بولنا مباح ہے اسکے بعد تو
سے یہی نہ بچا جائے جب آپ کے یہاں نہ ہو و لفظاً کذب
جسکا جائز ہونا بلکہ حرام نہ ہونا اور واجب ہونا ثابت ہے
خواہ مخواہ تقیہ کو کذب سے تعبیر فرماتے ہوئے معترض ہوئے
آپکی ہی ہمت اور جسارت ہے اگر آپ کو عربی نہیں آتی تو کسی
شخص سے ہی ملاحظہ فرمالیجئے اور بس۔

سوال نمبر ۱۸ کیا کتب معتبرہ شیعہ میں حضرت
دیوثیت کا الزام نہیں لگایا گیا۔

جواب کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم یہ جھوٹ

جسکو مولوی عبدالشکور صاحب مناظر اہلسنت نے حق الیقین کا حوالہ
دیکر دشمنی اہلبیت رسول میں سرگرمی دکھائی ہے اور اپنے دل کے چھالے
جو کفار قریش کے مارے جانے سے پڑ گئے تھے پھوڑے ہیں اور کیوں
نہ پھوڑیں جبکہ آپکے خلیفہ یزید صاحب نے خاندان رسول کی تباہ کرکے مکہ معظمہ
اور مدینہ رسول کو برباد کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا اور خود اقرار
کرلیا لیت اشیاخ ببدر شہدوا الخ (کاش میرے بدر کے بوڑھے زندہ
ہوتے اور دیکھتے کہ میں نے بنی ہاشم سے کیسا بدلا لیا ہے محمدؐ نے یہ نبوت کا
دعوی جو کیا تھا ایک سلطنت لینے کا کھیل کھیلا تھا وغیرہ وغیرہ) آپ
ہی تو اون جناب کو خلیفہ برحق سمجھتے ہیں آپکے ابن عربی نے تو حسین
مظلوم کو باغی کہدیا اگر آج آپ جناب امیر کو (معاذ اللہ) دیوث کا
خطاب بخشیں تو کیا زائد ہے ہم نہایت ٹھنڈے دل سے رسالہ النجم
کی عبارت نقل کرتے ہوئے جواب لکھتے ہیں مولوی عبدالشکور صاحب نے
النجم میں لغت سے دعوی کیا ہے کہ دیوث اوسکو ہی کہتے ہیں جو اپنی
زوجہ کو بری حالت میں دیکھے اور خاموش رہے عمرؓ نے پہلوئے
حضرت زہرا پر تازیانہ مارا اور جناب امیر خاموش رہے تازیانہ مارنا
بری حالت تھی اسپر جناب امیر نے عمرؓ سے کوئی انتقام نہیں لیا لہذا
معاذ اللہ جناب امیر دیوث ہوگئے استغفر اللہ ربی یہ آپکی ہی منطق ہے
جناب اول تو بنابر لغات مشہورہ کے یہ معنے دیوث کے نہیں ہیں
اگر کسی لغوی نے اپنی لغویت سے ایسا ہی لکھدیا ہو تو زوجہ کی بری
حالت سے مراد وہی لیجائیگی جو چنانچہ علماء لغت نے دیوث کے معنی
میں صراحت فرمادی ہے کہ وہ بری حالت جو فقر و مرض و مظلومی کے

سبب سے عارض ہوتی ہے جسکا انتقام نا ممکن ہوتا ہے اور کوئی
الزام شوہر پر اس زوجہ کی بری حالت پر عائد نہیں ہوتا چنانچہ ہم
یہ تمام دنیا میں دیکھتے ہیں اور کسی قسم کا الزام نہیں سمجھتے
کیا اہل لغت نے اوس شوہر کو بھی دیوث کہا ہے ہرگز نہیں یہ اڈیٹر
اور مناظر صاحب کی جہالت اور گمراہی ہے جو معنے بالکل نہ سمجھے
اور کج فہمی سے اوسکے معنے خود تراش لئے اگر اون اہل لغت نے جو
نہایت احتیاط کرتے ہیں لفظ زنا کاری کو بری حالت سے تعبیر کیا
تو مریضہ مظلومہ فاقہ کش کے شوہر کو کسطرح دیوث کہا جا سکتا ہے
اور بہر حال و بہر نوع یہ شوہر کا خاموش رہنا حق الیقین کی عبارت
سے متوہم بھی نہیں ہوتا بلکہ اڈیٹر موصوف نے زہر اوگلا ہے ہم
لعنت اللہ علی الکاذبین پڑھتے ہوئے حق الیقین کی عبارت نقل کرتے
ہیں وہو ہذا

عمر سر غلاف شمشیر را بر پہلوئے آنحضرت زد و تازیانہ بلند کرد و بر
ذراع شریفش زد فاطمہ علیہا السلام خطاب کرد پدر بزرگوارش را
کہ یا رسول اللہ بد خلافتی کردند ابو بکر و عمر در حق اہلبیت تو پس حضرت
امیر المومنین علیہ السلام بیتاب شد و بر جست و گریبان ... را گرفت
و بر زمین زد و بینی اش را شکست و گردنش را پیچید و خواست کہ
آن ... را بکشد بخاطرش آورد وصیت حضرت رسول صلعم الخ
(حق الیقین صفحہ ۱۴۱) اب اہل نظر انصاف فرمائیں بیتاب شد و
بر جست و گریبان گرفت و بر زمین زد و بینی اش را شکست و گردنش
را پیچید و خواست کہ آن ... را بکشد کے کیا معنے ہیں شاید لغت

ہیں خاموش وساکت رہنے کے مخفی ہوں تب ہی مناظر
صاحب نے اپنے چوتھے خلیفہ اور رسول کے برحق جانشین کو ایسے
ناشائستہ الفاظ سے یاد کیا خدا اسکا بدلا دے یہ ناشائستہ الفاظ
عداوت منزل کے جوابوں سے پہوٹ نکلے ہیں جو بتتبع قال ابن
اور قصہ استعفاف حضرت ابراہیم وسارہ کے ناقل مسائل
ہی نے سراپا اتہام وکلام بے حیائی کی اروایتیں لکھی ہیں جنکو
دیکھ کر دیندار کانپ جاتے ہیں مناظر صاحب اپنے گھر کی خبر لیں

قصہ حضرت سارہ زوجہ طاہرہ خلیل اللہ ع میں سے
ابوہریرہ نے بیان کیا ہے کہتے ہیں قال قال رسول اللہ صلعم
ہاجر ابراہیم بسارۃ فدخل قریۃ فیہا ملک من الملوک او جبار من الجبابرۃ
فارسل الیہ ان ارسل الی بہا فارسل بہا فقام الیہا فقامت توضا
وتصلی فقالت اللہم ان کنت آمنت بک وبرسولک فلا تسلط علی
الکافر فغط حتی رکض برجلہ (آنحضرتؐ کی زبانی بیان کیا کہ حضرت
ابراہیم نے اپنی بی بی کیساتھ وطن سے ہجرت کی اور ایک قریہ میں
پہونچے جسمیں ایک جابر بادشاہ تھا اوسنے حضرت ابراہیم سے
کہلا بھیجا کہ سارہ کو میرے پاس بھیجدے پس اونہوں نے
بھیجدیا ــــ پس وہ مغلوب رہا اور لاتیں ماریں) بخاری صفحہ ۱۳۴
جلد ۴ باب الاکراہ افسوس صد ہزار افسوس بخاری صاحب نے
یہ قصہ کسقدر تہمت افزا نقل کیا ہے جس سے زائد بے حیائی ہو
نہیں سکتی فارسل بہا کو لکھدیا لیکن مع الکراہتہ کو غائب کر گئے

اور الی جبار ارسل الی بہا کے ساتھ یہ لفظ والکرہ یہ کو نذارد کر دیا اس
صنعت اکتفا سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت ابراہیم نے باہمہ فراست
بدکاری کی بادشاہ جابر کی دیدہ ہو گئے اپنی ناموس کو اوس
بدکار کے پاس بھیجدیا جسکے سبب سے ایک جلیل القدر پیغمبر
بے غیرتی دیوثی بیحیائی فتیحہ کیا الزامات عائد ہوتی ہیں اگر بخاری
صاحب اسلامی و پدر رکھنے والے ہوتے تو صنعت اکتفا و استغنا
کو جیسا کہ اونکی عادت ہے کام میں لائے اگر اس روایت کو
ساقط نہ فرما دیتے تو کو شکایت نکرتا اکتفا بالاشارہ میں لیعد
ارسل الی بہا کے والکرہ اکراہا شدید الیتی قامت توضأ و تصلی
لکھکر نعوت عقل پر ختم فرمادیتے مگر ایسا نہیں کیا اور مہاجرین
اولین یعنی حمایت میں کہ حدیث ابن عمر میں جو معنی آیہ نساءکم حرث
لکم الی فیشئتم میں ابن عمر کا قول نہ نقل فرمایا ہے قال یاتیہا فی
اسکی شرح میں قسطلانی صاحب فرماتے ہیں حرف فی بحذف
المجرور وہو الظرف ای فی الدبر وقد سقط المؤلف ذلک لاستنکاره
(حرف فی مجرور کے حذف کے ساتھ ہے اور وہ ظرف ہے یعنے
دبر میں اور مولف نے بوجہ اوسکے استنکار کے ترک کر دیا ہے
فتح الباری صفحہ ۱۲۸ جلد ۱۸ شیخ الاسلام بخاری صاحب کے
اس اکتفا و استنکار کو محسنات میں شمار کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں
وہذا الذی استعملہ البخاری نوع من انواع البدیع یسمی الاکتفا
(یہ بخاری صاحب نے ایک بدیع کی قسم سے استعمال کی ہے
جسکا نام صنعت اکتفا ہے) افسوس اس انواع بدیع کو فقہ حنفیہ

ساره میں استعمال نہ کیا جس سے ظاہر ہو گیا کہ وہ حرمت صحابہ
کی ساتھ ایمان رکھتے تھے اور آیہ والمومنون کل آمن باللہ و
ملائکتہ وکتبہ ورسلہ میں سے انبیاء پر مشتمل اعتقاد بعجابہ کے نہ تھا
اور بخاری کے شرح کرنیوالوں نے تو وہ طوفان برپا کیا ہے کہ
پناہ بخدا جیسا کہ عینی صاحب فرماتے ہیں الاقرب ان یقال
وجہ المطابقتہ من حیث انہ اکرہ ابراہیم علی ارسالہا الیہ (اور
اقوال کے علاوہ قریب تر یہ ہے کہ کہا جائے کہ مطابقت کی
وجہ اس حیثیت سے کہ حضرت ابراہیم نے اونکے بھیجنے پر کراہت
کی ہو) لاحول ولا قوۃ الا باللہ واعوذ باللہ من ہذا المذہب اگر
راوی صاحب کی صفت وثنا اس حدیث کے کذب ہونے میں
تحریر کیجائے تو نہایت طول ہوگا چونکہ ہم پر فرض ہے کہ ایک
پیغمبر کے اوس عیب کو جو دشمنان خدا ورسول نے عائد کیا ہو
دفع کریں لہذا اسقدر لکھتے ہیں کہ ابوہریرہ صاحب اکابر صحابہ
میں متہم تھے (کشف الغمہ شعرانی صفحہ ۱۶۴ و بخاری جیوعہ ۲ جلد ۲
وصفحہ ۱۸۹ جلد ۲ وسنن ابی داؤد صفحہ ۸۰ جلد ۲) پس ایسے
راوی کی حدیث حفظ حرمت انبیاء میں کسطرح معتبر نہیں
ہو سکتی البتہ مناظر صاحب اہلسنت کے نزدیک صحیح کی حدیث قابل
وثوق اور صحیح ہے دوسری حدیث بخاری کی قصہ افک ام المومنین
میں جسمیں گویا کہ تفضیح کا موقع ہاتھ نہ آیا تو حضرت عائشہ کا
قول حتی انیخ راحلتہ فوطئی علی یدہا فقمت الیہا فرکبتہا بس لفظ
فوطئی علی یدہا لکھنا کیا ضرور تھا جسکی وجہ سے مخالفان اسلام

کیا کیا تاویلیں کر سکتے ہیں ان روایات کے تحریر کرنیمیں اصل غرض یہ ہے کہ اکثر صحابہ میں صفت دیوثیت پائی گئی ہے لہذا اون مطاعن کے جواب میں ایسی روایات وضع کرلی گئیں جنکے ذریعہ رد طعن ہو جائے اور یہ فعل بد سنی ہوکر اعتراض کو دفع کر سکے حالانکہ اصلی واقعات کے مقابلہ میں کذب وافترا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتا بلکہ آسمان کا تھوکا حلق میں آتا ہے۔

تیسرے معارج النبوۃ صفحہ ۱۵۴ جلد ۲ رکن چہارم وصدیق با صدیقہ عتاب آغاز کردہ باوی سخنان خشونت انگیز گفت دوست خود نیزہ دار بر ہمی گاغائشہ زد۔

چوتھے آیہ والذین یرمون علی ازواجہم کی تفسیر میں علماء اہلسنت نے فرمایا ہے کہ یہ حضرت ابوبکر وعمر کی شان میں بھی نازل ہوئی ہے تفسیر لباب النقول صفحہ ۲۰ جلد ۲ حاشیہ جلالین پر ہے قال صلعم یا ابابکر ارایت مع ام رومان (زوجہ ابی بکر) رجلا ما کنت فاعلا بہ قال کنت فاعلا بہ شرا قال وانت یا عمر قال کنت اقول لعن اللہ الاعجز وانہ لخبیث فنزلت یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا اے ابو بکر تو ام رومان اپنی بی بی کو کسی مرد کے پاس دیکھے تو اوسکے ساتھ کیا کریگا حضرت ابوبکر نے کہا میں اوسکے ساتھ فعل شر کرونگا پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا اے عمر تو کیا کریگا جواب دیا میں کہوں گا خدا عاجز تر پر لعنت کرے اور یقینا وہ خبیث ہے پس یہ آیت نازل ہوئی۔

اس سے ظاہر ہوا کہ والہیں کچھ کالا تھا جب ہی تو آنحضرت صلعم نے

ابوبکر و عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا اور اگر محض شیخین کی رائے
مقصود ہوتی تو یہ فرماتے کہ ایک مرد کسی کی زوجہ سے بدفعلی کرے
تو کیا کرنا چاہئے مگر ایسا نہیں ہوا مہر نوع سیاق کلام خصوصیت
کیساتھ ظاہر کر رہا ہے کہ اسمیں کچھ ہے اور حضرت عمرؓ کا مقام
انتقام میں اپنے رقیب کو کوسنا اور اپنے کو عاجز تر بتانا اور بھی
تائید کر رہا ہے کہ باوجود علم ماوقع کے کچھ انتقام لینے والے نہ تھے
یہ فضل خدا سے ہوا کہ حضرت عمرؓ کی عاجزی پر لعان کا حکم ہوا
ہو گا سچ ہے - با آل نبی ہر کہ درافتاد برافتاد - ہم اس سے
زائد صراحت جو حد فحش کو پہنچے نہیں کرنا چاہتے کیونکہ الکنایۃ
ابلغ من التصریح -

پانچویں کشف الغمہ امام شعرانی صفحہ ۱۵ جلد ۲ پر صحابہ کے قبیلوں
دیوثوں کی کثرت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے
لا تنکحوا من بنی فلان و انکحوا من بنی فلان و بنی فلان والی بنی
فلان و بنی فلان حصنوا محصنت فروجہم وان بنی فلان و
ہوا مومنت وہم والوہی الفکرہ محصنہا الفروج وکانت الصحابۃ
یتورعون عن تزوج نساء اخوتہم و امثالہم و اکابرہم الخ (آنحضرت
نے فرمایا کہ فلاں قبیلہ سے نکاح نہ کرو اور فلاں قبیلہ سے کرو اور
فلاں قبیلہ والے محفوظ ہیں اونکی عورتوں کی شرمگاہیں بھی محفوظ
ہیں اور فلاں قبیلہ والے واہی ہیں اونکی عورتیں بھی واہی ہیں
شارع فرماتے ہیں کہ واہی ہونے سے مراد فعل مکروہ ہے پھر
فرماتے ہیں کہ صحابہ اپنے بنی اخوات سو بنی اعمام و اپنے اکابر میں تزویج

کرنے سے بچتے تھے۔

اس حدیث کے مفہومات کو ذرا الغور ملاحظہ فرمایئے

اول آنحضرت کا بنی فلان سے نکاح کرنے کو منع فرمانا اُس قبیلہ کی کثرت و شہرت پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی بیہات رسول خدا نے بھی محسوس فرمائی حالانکہ اون کا کفر و ارتداد سبب منع نہیں جو شارع کی طرف سے منع کیا جاتا سوا اسکے کہ اون میں دیوثیت تھی۔

دوسرے یہ فرمانا کہ فلان فلان سے نکاح کرو۔ اس ارشاد سے کہ شرمگاہیں اون کی محفوظ ہیں تو اون کی عورات بھی پارسا ہیں اور یہی زائد صاف ہو گیا کہ وہ بدکار ہیں۔

تیسرے قولہ ان بنی فلان و ھو افوھت نساءھم نے تو دیوثیت کو بالکل ہی کھول کر دکھا دیا کہ فلان قبیلہ کے مرد واہی د سست و بدکار ہیں پس اون کی عورتیں بھی واہی اور فعل بد کی مرتکب ہوتی ہیں اب اس کی توضیح کہ صحابہ اکابر و بنی اخوات وبنی اعمام میں تزویج کرنے سے کیوں بچتے تھے خود مناظر صاحب بتا سکتے ہیں کہ زوجہ کی بری حالت سے صاف صاف ازواج صحابہ کا واہی اور مرتکب فعل مکروہ کا ہوتا اور شوہروں کا اون کے اعمال واہیہ کو دیکھکر خاموش رہنا کیا معنی رکھتا ہے ؎

چول تیر باسمان نگنی بر نگردد

ذرا واقعہ حرا کو یاد کیجئے جب کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے اہل مدینہ کو پیشینگوئی فرما کر آگاہ کر دیا تھا کہ عنقریب مدینہ پر

پر آفت آنے والی ہے یہاں سے متفرق ہوجاؤ لیکن مغرور و ناشنوا
حضرات نے اسپر عمل نہ کیا اور امام معہ اپنے اہل و عیال کے ینبوع
جہاں آپ کی زراعت ہوتی تھی چلے گئے۔ وہ واقعہ سنہ ۶۳ھ میں
پیش آیا کہ مہاجرین و انصار کی ایکہزار لڑکیاں بدکاری اہل شام
سے حاملہ ہوگئیں (تاریخ الخلفا صفحہ ۱۴۴) اور شجاعان مہاجرین
و اولاد ان انصار گونگے کا گڑ کھائے چپ بیٹھے رہے۔

کیا یہ باکرہ لڑکیوں کی بری حالت اون کے باپ بھائیوں کی
دیوثیت پر بقول اہل سنت دلالت نہیں کرتی؟

مناظر صاحب اور اون کے مرید خوب سمجھ لیں کہ فرقہ امامیہ
اثنا عشریہ سے مناظرہ مذہبی میں جس قدر بڑھ کر باتیں کرینگے اوسی
قدر بتقاضائے قولہ تعالیٰ فکبت وجوھھم فی آخر کلامنا والحمد للہ
والصلوٰۃ علی رسولہ و آلہ نیچا دیکھینگے اور وہ زمانہ کے لئے
یاد چھوڑ جائینگے۔ یاد رکھو۔

ہر سگے کز روبہی بر شیر یزداں حملہ کرد
گر ہمہ آہوے تاتار است دراصلش خطا است

فقط